اِنَّ ہٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ لِّمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا

مآثرِ صدّیقی

موسوم بہ

سیرتِ والاجاہی

حصّہ چہارم

یعنی

سوانح وحالات خاندانی امام المحدثین، وزبدۃ المفسرین آقائی ومولائی (امیر الملک والاجاہ) نواب سید صدیق حسن خان حسینی البخاری، قنوجی، شوہر رئیسہ خلد مکان علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ۔ جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای فرمانروائے ریاست بھوپال تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان

تالیف

ابو النصر سید محمد علی حسن خان المخاطب بہ (صفی الدولہ حسام الملک) صانہ اللہ تعالیٰ عن شرور الزمان

باہتمام تمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں چھپی

حصّۂ چہارم

عقائد و عبادات و اخلاق و عادات و معمولات و وصایا

عقائد سُنّی خالص محمدی صحیح مُوحّد بحبت متبع کتاب و سُنّت حنفی مذہب نقشبندی مشرب تھے اور ہمیشہ طریقۂ اسلاف پر مذہب حنفی کی طرف اپنے کو منسوب کرتے تھے مگر عملاً و اعتقاداً اتباع سُنّت کو مقدم رکھتے تھے چنانچہ خود لکھتے ہیں۔

باقتفائے نیاکان[1] بزرگ و دانشمندان سترگ در ظاہر انتساب بروش امام ابوحنیفہؒ معروف است لیکن ہموارہ گفتار و کردار را باتباع سُنّت آرایش دارد۔

حُسنِ اعتقاد لیکن بانیہمہ تمام ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہایت عقیدت اور حُسن ارادت رکھتے تھے چنانچہ خود لکھتے ہیں

[1] مغنم البارد صفحہ ۱۳۔

مین[1] تمام اہلِ بیتِ اطہار و صحابۂ کرام و تابعین و ائمہ مجتہدین و جماعت محدثین وزمرۂ متبعین و فقہائے متقین و صوفیائے صالحین کے حق مین خوش اعتقاد ہون اور اپنے دِل مین اُن کی محبّت کا شہود پاتا ہون اور دل تمنّا کرتا ہے کہ کاش اُن کی صحبت نصیب ہوتی ہم ایسے زمانہ مین آئے ہین کہ ہمکو دین پر ثابت قدم رہنا مشکل پڑگیا ہے۔ مقامات احسان و عرفان کا حاصل کرنا کجا

اَللّٰھُمَّ یَا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک

مذاہبِ اربعہ اُصول ہر چہار مذاہب کے نسبت وہ لکھتے ہین کہ "مذاہب[2] اربعہ کے اُصول ایک ہین اور اختلاف فروع کا منجر بہ ضلالت و کفر نہین ہوتا بلکہ تشدید یا تخفیف پر محمول ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمت اللہ علیہ قول جمیل مین لکھتے ہین وَمِنھُمَا ان لا یتکلم فِی ترجیح مذاھب الفقہا بعضھا علی بعض بل یضعھا کلھا علی القبول بجملہ و یتبع منھا ما وافق صریح السنۃ ومعروفھا فان کان القولان کلاھما مخرجین اتبع ماعلیہ الاکثرون فان کان سَواء فھو بالخیار و یجعل المذاھب کلّھا کمذھب واحد من غیر تعصب

ترجمہ مذاہبِ اربعۂ فقہا مین سے کسیکو کسی پر ترجیح نہین دینا چاہیے بلکہ سب کو بنظر قبول دیکھنا چاہیے اور جو بات صراحۃً سُنّت معروف سے زیادہ

[1] ابقاء المنن صفحۂ ۸۶ [2] ابقاء المنن صفحۂ ۳۰۔

موافق ہو اُس کا اتباع کرنا چاہیے اور اگر دو مختلف قول سُنّت صحیحہ سے استنباط
کیے گئے ہون تو جسپر اجماع ہو اُس کا اتباع کرنا چاہیے اور اگر دونون اِس
صفت مین بھی مساوی ہون تو پھر اختیار ہے جس قول پر چاہے عمل کرے
غرض تمام مذاہب کو مثل مذہب واحد کے سمجھے اور تعصّب کو دخل نہ دے
مجکو معلوم ہے کہ ان مذاہب اربعہ مین حق دائر ہے مگر منحصر نہین اس لئے کہ
محدّثین۔ وظاہریہ۔ وصوفیائے کرام سب مین حق متحقق ہے بلکہ یہ لوگ
افضل اہل حق ہین۔ مین[1] ان ائمہ اربعہ مین سے ہر ایک امام مجتہد کا مُحِبّ وخادم
ہون۔ پس اگر اپنے کو کسی امام کی طرف مضاف کرون تو یہ اضافت درست
ہے۔ چنانچہ اکثر اضافات ائمۂ علم کی سلف امت کی طرف اسی قبیل سے تھے
کوئی مقلد کسی امام کا ایسا نہین ہے کہ وہ کسی ایک مسئلہ مین بھی اپنے امام کے
دائرۂ مذہب واقوال سے خروج نہ کرتا ہو۔ خواہ وہ مسئلہ متعلق اصول ہو یا فروع۔
پس جب یہ بات ہر مقلد مذہب خاص مین موجود ومشاہد ہے تو پھر مجھپر یا کسی
اور متبع پر کوئی الزام کب عائد ہو سکتا ہے غایت یہ ہے کہ کسی نے اعتقاداً
یا عملاً ایک دو مسئلہ مین برخلاف اپنے امام کے کیا اور کسی نے دس پانچ
مسئلہ مین۔ یہ تفاوت تو صرف قلت وکثرت کا ہوا نہ تقلید واتباع کا چنانچہ
شیخ عبدالحق دہلوی نے سماع موتی مین مذہب امام شافعی اختیار کیا

---

[1] اتقاء المنن صفحہ ۱۲ لغایت ۳۲۔

اور مذہبِ جمہور حنفیہ کو جو عدم سماع تھا چھوڑ دیا اسی طرح وہ مشرب مین قادری
الطریقہ تھے حالانکہ شیخ جیلیؒ حنبلی الطریقہ تھے۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم
مین اضافہ ثمانیہ زکوۃ کے بارہ مین مذہب حنفیہ کا اختیار کیا اس وجہ سے کہ
مذہب شافعی اس معاملہ مین سخت ہے۔ ملا علی قاری حنفیؒ نے بعض مسائل
فروع مین جمہور حنفیہ کے مذہب کے خلاف مسلک اختیار کیا ہے۔ اس قسم
کی بہت سی مثالین موجود ہین۔ طبقات ابن رجب حنبلی مین تراجم علما
کے ذیل ہین اُنکے مختارات متفردہ لکھے ہین جو انکے مذہب مشہور کے
برخلاف ہین حجۃ اللہ البالغہ مین اکثر جگہ مذہب شافعی کو راجح بتایا ہے
معمولات مظہریہ مین جابجا ظاہر حدیث کو اختیار کیا ہے۔ عدم رفع سبابہ
مین مذہب مجدد الف ثانیؒ کو چھوڑ دیا ہے۔ ہندوستان کے احناف مطابق
مذہبِ شوافع مجالسِ میلاد منعقد کیا کرتے ہین۔ حالانکہ یہ طریق مجالس
قدماء مذہب حنفیہ سے ثابت نہین۔ اسی لئے حضرت مجدد الف ثانیؒ
نے اُسکو اپنے مکتوبات مین بدعت قرار دیا ہے اور اس کا سخت رد کیا ہے

وهذا الباب واسع جدا لا یاتی فی الحصر۔

علماء متقدمین اور اہل مذاہب مین اس طرح کا تعصب نہ تھا جس طرح کا تعصب
اس تیرھوین صدی مین حادث ہوا ہے سب لوگ آپس مین موافق اور ایک
دوسرے کے دوست اور طالبِ حق و متبع صدق تھے۔

مسائل فقہ اربعہ کے نسبت وہ لکھتے ہین "جتنے مسائل فقہ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہین۔ خواہ خود اُنکے اقوال ہون، یا اُنکے تلامذہ اور اصحاب کے وہ سب احکام قرآن و حدیث کے خلاف نہین ہین۔ اگر ایسا ہوتا تو مذہب محدثین اُنکے دائرہ سے خارج ہو جاتا۔ بلکہ جسقدر مسائل سنّتِ صحیحہ کے ہین، وہ ان چارون مذہب کے اندر منتشر اور موجود ہین ؎

چہ خوش گفت دانا کہ دانش بسے ہست
ولیکن پراگندہ با ہر کسے ہست

ائمہ اربعہ کے اصول مذاہب مین بھی کچھ خلاف نہین ہے صرف بارہ مسائل مین مابین ماتریدیہ و اشعریہ قدرے اختلاف ہے۔ لیکن وہ بھی مشابہ نزاع لفظی کے ہے باقی رہی فروع تو اُن مین بھی باوجود کثرت وسعت کے چار سو مسائل سے زیادہ اختلاف نہین ہے۔ اور جب انکو میزانِ تشدید و تخفیف پر وزن کیا جاتا ہے، جسطرح کہ شعرانیؒ نے کیا ہے اور ان مین توفیق و تطبیق دیجاتی ہے جسطرح کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے دی ہے تو بہت ہی قلیل مسائل ایسے باقی رہ جاتے ہین جنمین ترجیح و تضعیف کا مساغ ہوتا ہے"۔[۱]

مذہب حنفی خاص مذہب حنفی مین ہر مسئلہ مطابق مذہب اہلحدیث موجود ہے اگر قید مذہب حضرت امام اعظمؒ یا امام ابویوسفؒ اور امام احمدؒ کی اٹھا دیجاے

---

[۱] ابقاء المنن صفحہ ۶۴

بلکہ ائمین سے جسکا مذہب موافق ظاہر سنت ہو اُسی کو مفتی بہ قرار دیا جائے
اسی لیے شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام مذاہب مین حدیث
سے زیادہ موافق مذہب حنفی ہے۔ لیکن اکثر لوگ عصبیت کی وجہ سے ایسا
نہین کرتے "

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسبت وہ لکھتے ہین کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ
عنہ کو ائمۂ اربعۂ اجتہاد مین شرف تقدم حاصل ہے، وہ اور امام دار الہجرت
مالک بن انس رض و امام شافعی رض۔ و امام احمد رض یہ چارون اکابر قرون ہجرت
مشہود لہا بالخیر کے قرن ثالث مین موجود تھے عمران بن حصین رض سے مروی
ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے خیر امتی قرنی
ثم الذین یلونھم الحدیث متفق علیہ اس حدیث مین اگر
لفظ قرنی کو زمانۂ حیات نبوت سے مخصوص قرار دیا جاے جیسا کہ بعض علماء
اعلام کا مسلک ہے۔ تو دو قرن صحابہ اور تابعین کے باقی رہتے ہین اور
اُن لوگون کے نزدیک جو زمانۂ امام اعظم رض مین بعض صحابہ کا موجود ہونا تسلیم
کرتے ہین گو امام صاحب نے انکو نہ دیکھا ہو۔ علی اختلاف خبرین فی تعریف التابعی
اِس صورت مین امام ہمام رض جماعت تابعین مین داخل ہین۔ اور اگر لفظ
قرنی سے صحابہ کا قرن مراد لیا جاے تو تبع تابعین بھی اس حدیث مین

سلہ جلب المنفعۃ صفحہ ۶۰۔

شامل ہین۔ لیکن قول اوّل اظہر ہے۔ اس صورت مین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تبع تابعین مین داخل ہین۔ یہ بجائے خود ایک عظیم الشان فضیلت ہے اسلیئے کہ خیریت کا لفظ تینون زمانون پر حاوی ہے ان ائمہ عظام اور اصحاب خیر القرون کے حق مین جنکے فضائل و مناقب کتب صحیحہ مین مرقوم ہین۔ حاشا و کلا۔ کبھی کوئی سوء ظن ہمارے دلمین خطور نہین کرتا و نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اگر یہ اکابر ملت نہ ہوتے تو قرآن کریم کو کون ہم تک پہونچاتا، اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا۔ اگر یہ حاملان علوم نبوت و ناقلان روایات ملت مطعون اور مجروح قرار دیجائین اور انکی شان مین سوء ظن روا رکھا جاے تو پھر وہ کون ہے جسپر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے۔ یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہین ہے۔ جو تمام مجتہدین مین علم و فضل و عمل کے لحاظ سے اوّل درجہ رکھتے ہین۔ بلکہ تمام ائمہ عظام۔ امام شافعی اور امام احمد اور انکے نظرا و جہابذۂ حدیث و سنت تھے سبکے ساتھ ہے۔ اور حفظ مراتب و نگہداشت مناصب مین سب کا حکم یکسان اور حکم واحد ہے قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت جب صغر سنی مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ نے اُنکے حق مین اور اُنکی ذرّیت کے حق مین دعاے برکت دی۔

حضرت امام فرماتے ہین کہ ہم اپنے حق مین قبولیت دعا کے امید وار ہین،،
والاجاہ[1] لکھتے ہین کہ حضرت امام اعظم۔ عالم۔ عابد۔ زاہد۔ متورع۔ متقی۔ دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اور کثیر الخشوع تھے امام شافعی فرماتے ہین کہ جو شخص فقہ مین تبحر حاصل کرلے وہ عیال ابوحنیفہ مین داخل ہے۔ امام صاحب کے تحفظ دین وورع وغیرہ مین کوئی شک نہین ہے۔

قلت نحو اور ضعف حدیث کی نسبت امام ابوحنیفہؒ کی طرف بعض علماء متقدمین نے قلت علم نحو اور ضعف حدیث کی نسبت حضرت امام اعظمؒ کی طرف کی ہے اسکے متعلق وہ لکھتے ہین کہ ان عبارات[2] سے انکا مقصود اظہار طعن وجرح نہین ہے۔ بلکہ واقعہ کا اظہار ہے۔ اسلیئے کہ امام عالیمقام کے فضائل اور مناقب مین مطاعن کی گنجایش نہین ہے اگر کوئی شخص ایسے اکابر پر از راہ نفسانیت وتعصب جرح کرے تو یہ محاربہ خداوند تعالےٰ کے ساتھ ہے دشمنی اولیاء خدا کے ساتھ غضب الٰہی کا باعث ہوتی ہے۔ پھر لکھتے ہین کہ ہم اگر حضرت امام ہمامؒ کو قلیل النحو اور قلیل الروایت فرض بھی کرلین تو اس سے اُنکے علوم وفضائل مین کوئی خلل نہین واقع ہوسکتا، اسلیئے کہ صحابہ کرام افضل اُمت ہین۔ اُنکے نسبت یہ بات اجماع امت سے ثابت ہے کہ ان مین ایسے صحابہ بھی موجود تھے جو حدیث کا علم قلیل رکھتے تھے پس اگر امام اعظمؒ نے

---

[1] اتحاف النبلا صفحہ ۲۲۴ [2] جلب المنفعہ صفحہ ۶۳۔

بعض صحابہ کے مطابق روایت حدیث کم کی تو اس مین کون سی قباحت لازم آئی
علم نحو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ایجادات مین سے ہے اور
تمام صحابہ بوجہ حادث ہونے کے اسکی مزاولت نہین رکھتے تھے بلکہ وہ اس
علم کے نام و نشان تک سے آشنا نہ تھے جو شخص اس قسم کے امور کو امام مقبول
کے انزدا پر محمول کرتا ہے وہ سخت نامعقول ہے اور خیر القرون کی قدر و عظمت
سے محروم ہے۔ یہ لکھنے کے بعد پھر آگے چل کر وہ لکھتے ہین کہ جمیع احادیث
نبوت کے احاطہ کرنے کا ادّعا افراد امت مین سے کسیکے امکان مین نہین ہے
عنقا شکار کس نشود دام باز چین کہ آنجا ہمیشہ باد بدست است دام را
خلفاء راشدین اور اجلۂ صحابہ کے حال پر بہ نظر عبرت دیکھو، حالانکہ وہ
حالات وافعال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسنت مطہرہ کے اعلم تھے
مگر ذروۂ احاطہ علم احادیث تک انکی بھی رسائی نہ تھی خصوصاً حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بیشتر اوقات سفر و حضر مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانون کے معاملات مین مشورہ اور انواع
واقسام کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ ہی حال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کا تھا۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے۔ دخلت انا وابوبکر و عمر وخرجت انا
وابوبکر و عمر وذہبت انا وابوبکر و عمر وجئت انا وابوبکر و عمر یعنی فلان مقام پر داخل ہوا اور میرے
ساتھ ابوبکر اور عمر تھے اور فلان جگہ سے نکلا اور میرے ساتھ ابوبکر اور عمر تھے

اور فلان جگہ گیا اور میرے ساتھ ابوبکر اور عمر تھے اور فلان مقام سے آیا اور میرے ساتھ ابوبکر اور عمر تھے۔ باوجود اس معیت کے اکثر احادیث کا علم انکو نہ تھا ایک مرتبہ لوگون نے میراث جدّہ کا مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کتاب الہی مین اسکے متعلق ذکر نہین۔ اور نہ سنّت مین اسکو مین پاتا ہون خیر اور لوگون سے پوچھون گا جب آپ نے لوگون سے اس کا استفسار کیا تو مغیرۃ بن شعبہ اور محمد بن سلمہ نے گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدّہ کو چھٹا حصہ دلوایا عمران بن حصین کو بھی اس سنّت کا یقین تھا رفع الاعلام اور اعلام الموقعین اور حجۃ اللہ البالغہ مین یہ مرقوم ہے اسی طرح شرح مسلم مین نووی نے اور ارشاد الساری مین قسطلانی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو حدیث امرت ان اقاتل الناس الی آخرہ یاد نہین رہی تھی۔

صحیحین اور ترمذی اور اعلام اور ایقاف مین لکھا ہے کہ حدیث رجوع بعد استیذان سہ بار کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ تھا یہانتک کہ حضرت ابوموسی اشعری اور ابوسعید خدری اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے انکو اسکی خبر دی۔ اسی طرح سنن ابی داؤد و مسند داری اور ارشاد الساری اور حجۃ اللہ البالغہ اور دراسات اللبیب مین مذکور ہے۔ کہ حدیث دیت جنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم نہین تھی مغیرۃ بن شعبہ نے انکو مطلع کیا

بعض ابواب ربا پر بھی اُن کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ یہ تمنا کیا کرتے تھے
کہ کاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین گفتگو ہوئی ہوتی
اعلام وجُبتہ مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا کہ زن
متوفی عنہا کو جس مکان مین موت ہوئی ہے اسمین عدت پوری کرنی چاہیئے
یہانتک کہ فریعہ بنت مالک اور ابی سعید خدری کی بہن نے اپنا
قصہ جبکہ اُنکے شوہر وفات پا چکے تھے حضرت عثمان سے بیان کیا اور یہ روایت
نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اُمکثی فی بیتک
حَتیٰ یبلُغَ الکِتابُ اَجَلَہ تم اپنے مکان مین ٹھہری ہو۔ یہانتک
کہ زمانہ عدت گذر جائے تو حضرت عثمان نے اُن سے یہ روایت اخذ کی۔
اسی طرح وہ اقل مدت حمل سے بھی واقف نہ تھے حضرت ابن عباس رضؓ نے
اُنکو یہ آیت کریمہ وَحَملُہٗ وَفِصَالُہٗ ثلثُونَ شَھراً دوسری آیت
وَالوَالِدَاتُ یُرضِعنَ اَولَادَھُنَّ حَولَین کَامِلَین یاد دلائی
تب حضرت عثمان نے اسی طرف رجوع کیا۔
صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو باوجود کثرت
دانش و علم و فضل جسکی نظیر موجود نہین، یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث
وَلا نورث ماترکناہ صدقۃً۔ یاد نہ تھی اور ارشاد الساری
مین لکھاہے کہ انکو حدیث لاتعذبوا بعذاب اللہ۔ محفوظ نہ تھی

صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت ابن عباسؓ حرمت حمار اہلی کی حدیث سے واقف نہ تھے۔ اور شرح صحیح مسلم مین ہے کہ عدم جواز نکاح متعہ کی حدیث بھی اُنکو معلوم نہ تھی۔ اسی طرح موطا۔ اور سنن ابن ماجہ مین مرقوم ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے حدیث مسح خفین مخفی رہی۔

اسی طرح حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث شعار ہدی و رفع الیدین مواضع اربعہ نماز مین و جہر بہ آمین و قرأت فاتحہ خلف الامام وغیرہ مخفی رہی اور امام مالک ابن انسؓ کو حدیث صیام شش گانہ شوال پر وقوف نہ تھا۔ وہ اسکو عمل اہل جفا اور رسم جاہلیت جانتے تھے اور کہا کرتے تھے لم یبلغنی ذلک عن احد من السلف اصل یہ ہے کہ جمع و تدوین کتب سنن کی انقراض بتوعین کے بعد ہوئی ہے۔

تقلید و تحقیق اگرچہ والاجاہ مرحوم درجۂ تحقیق کو پہونچکر تقلید کی تمام بندشون سے آزاد ہو گئے تھے تاہم انکو اس مین بھی تقلید کی جھلک نظر آتی تھی اور خود تحقیق مین بھی انکو اس کا پرتو دکھائی دیتا تھا چنانچہ خود خطیرۃ القدس کے صفحہ ۱۵ مین لکھتے ہین۔

تحقیقے نیست کہ از شائبہ تقلید خالی باشد و تقلیدے نیست کہ رنگے از تحقیق ہمراہ خود نداشتہ باشد چہ تحقیق امریست تقلیدی	کوئی تحقیق شائبہ تقلید سے خالی نہین ہے اور کوئی تقلید ایسی نہین جسمین کچھ نہ کچھ رنگ تحقیق کا نہو کیونکہ محققین

کہ محققان خلف بہ تقلید محققان سلف	خلف اگلے محققون ہی کے تقلید مین اس
ہمان طریق رامی پیمایند، و بہ تقلید آنہا خود	راہ پر چلا کرتے ہین اور انھین کی تقلید
ہم ارادۂ تحقیق میدارند، و تقلید امریست	پہ خود بھی ارادہ تحقیق رکھتے ہین ایطرح
تحقیقی کہ مقلدان پس رو بہ تحقیق محققان	تقلید بھی ایک امر تحقیقی ہے۔ اسلیئے
پیش دو ہمان جادہ می سپرند، و ایشان	کہ مقلدان متاخرین محققان متقدمین کے
خویشتن ہم موقن بہ تقلید می گردند، پس	جادۂ تحقیق کی راہ پیمائی کیا کرتے ہین اور
محقق کسے را دانند کہ تحقیقش علت	تقلید پر ایقان رکھتے ہین پس محقق وہ ہی
تقلیدش بود، و مقلد آنرا خوانند کہ تقلیدش	کہ جسکی تحقیق ہی اسکی تقلید کی علت ہو،
باعث تحقیق او باشد، و رنہ اگر در نفس الامر	اور مقلد وہ ہی کہ جسکی تقلید باعث تحقیق ہو اگر
بنگرند محقق ہم بیش از مقلد نیست و مقلد	نفس الامر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو محقق
از برای خود غیر از محقق نہ معہذا تحقیق	بھی مقلد سے زیادہ نہین اور مقلد بھی
در حقیقت آب حیات دلہاست و تقلید	تحقیق سے خالی نہین۔ باانیمہ تحقیق درحقیقت
زہر ممات آب و گلہا۔	آب حیات ہی اور تقلید زہر ممات۔

وَاللّٰهُ يُحِقُّ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ

اسی کتاب کے صفحہ ۵ مین لکھتے ہین۔

محققان در انکشاف حقیقت ناچارند	حقیقت کے اظہار مین محققین مجبور ہین اسلیے
کہ بے قصد بر ایشان حقایق امور و احوال	کہ انپر بلا ارادہ حقایق امور و احوال

ودقایق دہور وافعال روشن می گردد چنانچہ بینایان در دیدن ہر آن چیز کہ پیش نظر ایشان آید، مجبور اند، وخواہی نخواہی مے بینند ومقلدان دران احتجاب صور بے اختیار اند۔ کہ بے تکلف پردۂ کوری برروئے آنہا می افتد۔ چنانچہ نابینایان در دیدن آن چیز کہ روبرو ایشان آید معذور اند، وجا و بیجا بہ قیاس و انداز می نشینند هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ۔

اور اسرار کائنات وافعال کا انکشاف ہوا کرتا ہی جسطرح اہل بصارت کو کہ جو چیز انکے سامنے آئے اُسکے دیکھنے پر وہ مجبور ہین اور اُن کو دیکھنا ہی پڑتا ہے اسیطرح مقلدین احتجاب صوری کی وجہ سے معذور اور بے اختیار ہین۔ کیونکہ خود بخود انکے منھ پر بے بصارتی کا پردہ پڑا رہتا ہے جسطرح فاقدالبصر اور کورچشم لوگ کسی ایسی شے کے نہ دیکھنے مین جو انکے سامنے آے معذور ولاچار ہین۔ اور اسی لیے وہ جا و بیجا قیاس و انداز کرکے بیٹھ رہتے ہین خداوند تعالی فرماتا ہی کیا ذی علم اور اَن پڑھ برابر ہین؟ نہ اندہا اور آنکھوں والا برابر ہی اور نہ تاریکی و روشنی اور سایہ دھوپ برابر ہی۔

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ تقلید علم اصول فقہ کا ایک جزوی مسئلہ ہے یہ مسئلہ اس قابل نہین کہ نوبت تضلیل و تکفیر تک پہنچائی جاے۔ اور اسقدر

سلہ ابقاء المنن صفحہ ۶۳۔

قلاقل و زلازل برپا کیجاتین۔ ائمہ اربعہ مین سے یہ کسی امام سے ماثور و مروی نہین کہ ہمارے اجتہاد کے مقابل مین تم قرآن و حدیث کو چھوڑ دو بلکہ ائمہ اربعہ نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔ حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہین اذا قلت قولاً وکتاب اللہ یخالفہ جب مین کوئی بات کہوں اور وہ مخالف فاترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کتاب اللہ ہو تو اسکو چھوڑ دو کسی نے کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ کہا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم والہ وسلم یخالفہ قال اترکوا کے حدیث کے خلاف ہو تو آپ نے قولی بخبر الرسول فقیل اذا فرمایا کہ میرے قول کو ترک کردو پھر کسی نے کان قول الصحابۃ یخالفہ قال کہا کہ اگر خلاف صحابہ ہو، تو آپ نے فرمایا اترکوا قولی بقول الصحابۃ تب بھی میرا قول چھوڑ دو۔

اللہ اکبر حضرت امام صاحب کے انصاف کو دیکھنا چاہئیے کہ وہ اپنے قول کو صحابی کے قول پر بھی مقدم نہین رکھتے آنحضرت کی حدیث اور کتاب اللہ کا تو کیا ذکر۔ پھر فرماتے ہین۔ لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا

یعنی کسی شخص کو جائز نہین ہے کہ وہ ہمارے قول پر فتوے دے جبتک وہ ہمارے ماخذ دلیل کا علم نہ رکھتا ہو۔

سلہ جلب المنفعہ صفحہ ۶۷

ظاہر ہے کہ ماخذ دلیل سے مراد موافقت فروع وصول ہے یعنی کتاب وسنت کی مطابقت ۔اسی طرح امام ابو یوسفؒ فرماتے ہین ۔کہ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَن یَّاخُذَ بقولنا مالم یعلم من این اخذ نا ۔ یعنی کسی شخص کو جائز نہین ہے کہ ہمارے قول کو اختیار کرے جب تک یہ نہ سمجھ لے کہ ہمارا ماخذ کیا ہے۔

حضرت امام اعظم اتباع حدیث کو خاص اپنا مذہب قرار دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی جب کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت ہوجائے تو وہ ہی میرا مذہب ہے۔

پھر بالتصریح فرماتے ہین۔

لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا مالم یعرف ماخذہ من الکتاب والسنة او اجماع الامة او لقیاس الجلی۔ کسی شخص کو جائز نہین کہ وہ ہمارے قول کو اختیار کرے جب تک کہ وہ ہمارے ماخذ کو نہ پہچان لے اور یہ نہ جان لے کہ اس مسئلہ کا کہانتک کتاب وسنت و اجماع امت اور قیاس جلی سے تعلق ہے۔

امام صاحب نے اس قول مین چار چیزون کا ذکر کیا ہے دو چیزین یعنی کتاب وسنت اُن پر تو خود امت کا اجماع ہے۔تیسری چیز اجماع امت ہے وہ خود انھین کتاب وسنت پر مبنی ہے باقی رہا قیاس جلی وہ اس حالت مین

جائز ہے جبکہ کوئی دلیل کتاب وسنت کی موجود نہو اس سے کسیکو انکار نہیں ہو سکتا خود فرقہ ظاہریہ تک اس صورت مین قیاس جلی کا قائل ہے اور مطلقًا اس سے انکار نہیں کرتا۔

یہ ارشادات امام عالیمقام انکے کرامات برکت آیات مین سے ہین بعضی ائمہ وعناد جزاہ خیرًا عنا ومن جمیع المسلمین ساتھ ہی اسکے دیگر ائمہ کرام کے ارشادات بھی سن لینا چاہین کہ تقلید مصطلح اور مروجہ کے نسبت انکا کیا خیال ہے۔

امام مالک فرماتے ہین۔

انما انا بشر اخطی واصیب فانظروا فی رائی فکلما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکل مالم یوافق فاترکوہ۔	مین بھی ایک بشر ہون خطا اور صواب مجھ سے کبھی صادر ہوتا ہے پس میری رائے پر نظر کیا کرو اگر وہ موافق کتاب وسنت ہو تو اختیار کرو اور اگر مخالف کتاب وسنت ہو تو ترک کرو۔

پھر فرماتے ہین۔

لیس کل ماقال رجل قولا وان کان لہ فضل یتبع علیہ بقول اللہ تعالی فَبَشِّرْ عِبَادِيَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ۔	آدمی کا ہر قول قابل قبول واتباع نہیں ہوا کرتا اگرچہ وہ کیسا ہی فاضل ہو خدا فرماتا ہے اے پیغمبر میرے ان بندون کو بشارت دیدو جو لوگون کے اقوال سنکر بہترین قول کو اختیار کرلیا کرتے ہین۔

بعد ازآن فرماتے ہین

الزم ما قال رسول اللہ صلی اللہ	رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو
علیہ وآلہ وسلم فی حجۃ الوداع	گرہ مین باندھ رکھو کہ مین نے دو چیزین چھوڑی
امران ترکتہما فیلکم لن تضلوا	ہین جب تک تم انکو تھامے رہوگے کبھی
ما تمسکتم بہما کتاب اللہ و	گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ دوسری سنت
سنتہ بنیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا آپنے فرمایا روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انہ قال کذا وکذا۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا اور یہ فرمایا۔

سائل نے کہا کہ کیا آپ بھی یہی فرماتے ہین حضرت امام شافعی یہ سنکر لرز گئے اور آپ کا رنگ دہشت سے زرد پڑگیا اور فرمایا۔

وَیحَکَ اَیُّ اَرضٍ تُقِلُّنِی وَاَیُّ سَمَآءٍ تظلنی اذا رویت عن رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم اقل بہ نعم علی الراس والعین

افسوس ہے تجھپر کونسی زمین ہے جو مجکو جگہ دیگی اور کونسا آسمان ہے جو مجھپر سایہ کریگا؟ جبکہ مین کوئی روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرون اور یہ نہ کہون کہ آپ کا ارشاد میرے سر آنکھون پر آپکا ارشاد میرے سر آنکھون پر۔

پھر فرماتے ہین

اذا وجدتم فی کتابی خلاف سنة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقولوا بالسنة ودعوا ما قلت

جب تم میری کتاب مین کوئی بات خلاف سُنّت پاؤ تو سُنّت پر عمل کرو- اور میرے قول کو چھوڑ دو-

اقوال صحابہ کے نسبت آپ فرماتے ہین-

اقاویل اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا تفرقوا فیها نصیر منها الی ما وافق الکتاب والسنة

اقوال صحابہ مین جب اختلاف ہو تو ہم اس قول کو اختیار کرتے ہین جو موافق کتاب وسنّت ہو-

اسیطرح حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین-

لا یصار الی شیء غیر الکتاب والسنة وهما موجودان وانما یوخذ العلم من الاعلی

کتاب وسنت دونون موجود ہین جو شے اسکے خلاف ہے وہ لاشے محض ہے علم ہمیشہ جہت اعلی سے اخذ کیا جاتا ہے-

پھر فرماتے ہین-

انتم اعلم بالحدیث والرجال منی فاذا کان الحدیث الصحیح عندکم فاعلمونی به ای شیء یکون کوفیا او بصریا او شامیا حتی اذهب الیه

تم علم حدیث اور فن رجال سے زیادہ واقف ہو اگر تمھارے پاس کوئی صحیح حدیث ہو تو مجھ سے بیان کرو خواہ کسی کوفی سے پہنچی ہو یا بصری ہو یا شامی سے تاکہ مین اسپر عمل کرون-

حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ کے زیادہ اقوال نقل کرنا فضول ہے۔
اسلیئے کہ انھون نے بجز دلائل کتاب و سنت نہ کوئی کتاب فقہ مصطلح معروف
مین لکھی، نہ مدون کی۔ یہ تمام اقوال جن کتابون سے نقل کیئے گئے ہین اُنکے
اسما اور مقامات کی تصریح والاجاہ نے اپنی کتاب دین الخالص مین کی ہر
شیخ محمد سندی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہین لو تتبع الانسان النقول
لوجد اکثیر ابما ذکر قال ودلائل العمل بالخبیر اکثر من ان تذکر۔
اِن تمام ارشادات ائمہ عظام سے یہ ثابت ہے کہ مقلد صحیح و صادق وہی
شخص ہے جو اُنکے اِن مقدس ارشادات سراسر حق پر عمل کرتا ہے۔
نہ وہ مسلمان جو برخلاف اُنکے احکام و نواہی کے چلتا ہے، ایسا شخص
اُنکا مخالف ہوا نہ مقلد متبع۔

جمع بین المذاہب

والاجاہ لکھتے ہین کہ مین امور دین مین جو مذہب[1]
اصح و اقوی اور احوط ہو اُسکو اختیار کرنا پسند کرتا ہون
اور اقوال اہل علم کے مقابل مین دلیل کتاب و سنت کو ترک کرنا پسند نہین کرتا
بلکہ جمع بین المذاہب کو بہتر جانتا ہون۔
وکل ذلک طلبا لتکون عبادتی صحیحۃ تاکہ میری عبادت جمیع مذاہب کے طریق پر
علی جمیع المذاھب او اکثرھا وجملۃ صحیح ہو یا اکثر کے اعتبار سے اور بمقتضائے

سلہ[1] ابقاء المنن صفحہ ۲۹۔

الاحتیاط اجتناب المکروہ کانہ حرام والاعتناء بالسنن کانہا واجبۃ	احتیاط یہ ہو کہ مکروہ شرعی کو مثل حرام سمجھکر اس سے اجتناب کیا جائے اور سنتون کی طرف اعتنا مثل واجب کے تصور کیا جائے

آدمی کو چاہیے کہ شبہات سے بچے یہ شبہات تفریعات فقہیہ مین کثرت سے پیش آتے ہین یہ ہی سبب ہے کہ فقہا اور انکے فتادے مین کثرت سے اختلاف پایا جاتا ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا مین ہر مذہب کی دلیل کو علماء جامعین کے قاعدے پر میزان تحقیق مین وزن کرتا ہون جس مسئلہ کو دلیلاً راجح پاتا ہون اسکو قبول کرتا ہون جو شخص مذہب وطریق واحد پر جمود کرتا ہے وہ فیوض وبرکات دین سے محروم رہ جاتا ہے مین کسی مذہب کا ترک یا تردید از راہ تعصب نہین کرتا نہ کسی مذہب کو ہوائے نفس کے لیئے اخذ کرتا ہون۔ مثلاً پانی کے مسئلہ مین امام مالک کا مذہب قوی تر ہے اور مسئلہ صیغ تشہد مین حضرت امام ابو حنیفہ رح کا مذہب صحیح تر ہے اور مسئلہ صفات مین حضرت امام احمد کا مذہب زیادہ قوی ہے مین ان ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم مین سے ہر ایک امام مجتہد کا محب وخادم ہون۔

مجرد رائے سے احتراز وہ لکھتے ہین کہ دین مین رائے مجرد سے

---

[۱] اتقار المنن صفحہ ۳۱ و ۳۲۔

احتراز کرتا ہون اگر کسی مسئلہ مین مجکو تصریح شارع نہین ملتی تو مین اسپر عمل کرنے سے متوقف ہو جاتا ہون۔ اقدام نہین کرتا مگر اس حالت مین کہ کوئی نص یا اجماع اور قیاس جلی مجکو اسپر مجائے الرائے فی الدین تحریف وقی القضاء مکرمتہ بلکہ جو شخص عالم اور عابر کتاب وسنت کا ہونا ہو وہ اجماع وقیاس جلی کا بھی محتاج نہین ہوتا وہ خود کلیات وعمومیات ادلہ سے مسئلہ کا حکم استنباط کر لیتا ہے اسپر اجتہاد غیر لازم نہین آتا۔

ردّ وقدح وطعن وتشنیع ومناظرہ ومکابرہ

والاجاہ لکھتے ہین کہ[۱] از آفات آخر این زمان ست کہ سخن مثلاً در ردّ تقلید بے ردّ وطعن تا ائمہ می رسد و ذٰلک ہو الضلال المبین۔ یعنی اس زمانہ کے آفات مین سے ایک یہ آفت بھی ہے کہ تقلید کے ردّ وقدح مین حضرات ائمہ عظام تک طعن وتشنیع کا دروازہ کھولدیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک بدبختی اور صریح گمراہی ہے۔

چند بدنام لوگ سلف صالحین کے رسوا کرنے مین اپنے منھ کو اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرتے ہین۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔ اگر کوئی متبع[۲] کسی امام یا عالم پر بالتعیین طعن وقدح کرتا ہے۔ تو وہ مغتاب ہے اور غیبت

---

[۱] جلب المنفعہ صفحہ ۶۵، [۲] القاء المنن صفحہ ۶۵،

زنا سے بھی بدتر ہے جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جو ائمہ و علماء آخرت ہین جو شخص اُنکی غیبت کرتا ہے تو اُسکا لعن طعن اسی معتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنّت کا۔

مسلمان طالب آخرت کو اسقدر کافی ہے کہ وہ علم حق حاصل کرے بقدر استطاعت خود عمل کرے اور مناظرہ اور مکابرہ سے بچے اور بحث و مجادلہ سے دور رہے ؎

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر می کنند　　پنہان خورید بادہ کہ تکفیر می کنند

ابتدائے طالب علمی سے ابتک میری عمر چپن برس کو پہونچی مگر مین نے کبھی کسی طالب علم یا عالم یا درویش سے مناظرہ مباحثہ مجادلہ اور مکابرہ نہین کیا نہ کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص معیّن کے ردّ و قدح مین لکھا حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ما ضل قوم بعد ھدیً کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ھذہ الآیۃ ما ضربوہ لک الا جدلاً بل ھم قوم خصمون۔	کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہین ہوئی جبتک اُن مین مجادلہ شروع نہین ہوا پھر آنحضرت نے یہ آیت شریف پڑھی۔

بہر حال جو شخص علم محض خدا اور آخرت کے لیئے حاصل کرتا ہے وہ ہرگز

اس قسم کے خرفشار مین نہین پڑتا یہ گاؤ زوری اور انتفاخ عروق گردن اور بالاخوانی انھین لوگون کا کام ہے جو لذت علم اور طلب آخرت سے محروم ہین حدیث مین اس فعل کو نفاق کا ایک شعبہ فرمایا ہے۔

تکفیر اہل القبلہ وہ لکھتے ہین کہ تکفیر اس زمانہ مین اسقدر ارزان ہے کہ ایک خفیف اور بے حقیقت جزئی اور فرعی فقہی مسئلہ پر ایک شخص دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ حالانکہ وہ مسئلہ نہ عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ وہ ضروریات دین مین داخل ہے یہ لوگ اس سے بالکل خالی ہین کہ تکفیر مکفر کی خود مکفر پر عود کرتی ہے۔ اور کوئی غیر لاعب شخص تاویل کرنے سے کافر نہین ہوتا جبتک کہ اس سے کفر بواح صادر نہو۔ ایسی جرأت وہی لوگ کیا کرتے ہین جو عوام ہوکر عالم بن بیٹھے ہین یا حرف شناس ہو کر فاضل ہوگئے ہین۔ نہ اُن مین ادب ہے نہ تمیز البتہ اصول دین کا اختلاف مفضی الی الکفر ہو جاتا ہے۔

پھر لکھتے ہین کہ ہر شے کی جودت و رزالت بذاتہ ہوا کرتی ہے نہ قدیم و جدید ہونے کے لحاظ سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ امتی لا ادری اولھا خیر ام آخرھا کچھ بعید نہین کہ خدا نے بعض متاخرین کے لیئے وہ چیز اٹھا رکھی ہو جو متقدمین کو نہین ملی۔ کم ترک الاول للآخر ۵

ہنوز آن ابر رحمت درفشان ست　　　خم و خمخانہ با مہر و نشان ست

مقلدین مذاہب کے نسبت والاجاہ کا عقیدہ

والاجاہ لکھتے ہین کہ مین نے آجتک کسی مقلد مذہب کو برا نہین کہا اگرچہ ترک تقلید پر بہت کچھ لکھا ہین کسی مقلد صادق صحیح الارادہ عامل صالح متقی کو برا نہین جانتا اور عوام متبعین سنت جو علم و عمل سے محض بے بہرہ ہین انکو کبھی اچھا نہین سمجھتا۔ اب نہ فقہا باقی رہے اور نہ عامل بالحدیث یہ ہی تلاعب باقی رہگیا ہے ؎

لطف حق با تو مواساہا کند　　　چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

میرا اگر بس چلتا تو مین یہ نیت رکھتا ہون کہ نہ کسی کتاب کو جو مخالف کتاب اللہ ہوتی روئے زمین پر باقی رکھتا۔ نہ کسی بدعت کو جو مصادم سنت ہوتی باقی چھوڑتا اور نہ کسی فسق کو جہاراً دلیلاً و نہاراً عمل مین آنے دیتا اور اگر ایسا وقوع مین آتا تو حدود شرع سے اسکا تدارک کرتا اگرچہ مجکو اپنا فسق و عصیان ثابت و محقق ہے لیکن بنیاد اس خیال کی نیت پر ہے اور نیت پر اجر ملتا ہے اگرچہ وقوع عمل کا کسی مانع خاص کی وجہ سے نہو سکے مجکو اپنے سیئات کا اعتراف ہے مین کسی اپنے فعل بد کی تاویل نہین کرتا اور نہ کسی عمل صالح پر اعتماد رکھتا ہون۔

---

۱ ابقاء المنن صفحہ ۶۵　۲ ابقاء المنن صفحہ ۵۴،

توحید باری تعالےٰ

توحید جو روح العقائد اور راس الطاعات ہے اس کی تفصیل واشاعت وتبلیغ میں والا جاہ اہتمام بلیغ رکھتے تھے اور انکی زندگی کا کثیر حصہ اسی توحید کی اشاعت میں گزرا اسلئے ہم انکے مولفات واقوال سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

توحید کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

توحید یگانہ گردانیدن دل است یعنی تخلیص وتجرید او از تعلق ماسوائے حق هم از روئے طلب وارادت وهم از جهت علم ومعرفت یعنی طلب وارادات او از همه مطلوبات ومرادات منقطع گردد و همه معقولات ومنقولات از نظر بصیرتش منقطع شود واز همه روئے توجه بگرداند وبغیر حق سبحانه تعالی آگاهی وشعورش نماند۔

توحید نام ہے تمام ماسوائے حق سے دل کو خالی کرکے خدا کے ساتھ خلوص پیدا کرنے کا جب ایسا ہوجاتا ہے تو تمام مطلوبات اور مرادات سے دل پھر جاتا ہے اور تمام معقولات ومنقولات کا پردہ چشم بصیرت سے اٹھ جاتا ہے اور بجز حق سبحانہ تعالےٰ کے کوئی شعور باقی نہیں رہتا۔

دین الخالص میں لکھتے ہیں۔

التوحید الذی ھو حقیقۃ اثبات صفات الکمال اللہ تعالیٰ وتنزیہ عن اضدادھا ۔

ذات باری میں صفات کمال کی حقیقت ثابت کرنا اور ان صفات کے اضداد سے اسکی ذات کو منزہ سمجھنا یہی توحید ہے ۔

اس تعریف کے بعد توحید فلاسفہ ۔ توحید جہمیہ ۔ توحید جبریہ ۔ توحید اتحادیہ و توحید انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تفصیل نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کی ہے اور ایک نہایت لطیف تقریر سے توحید فلاسفہ کو خلاف عقل و فطرت و شرع ظاہر کیا ہے جو شخص ان دلائل کو بالاستیعاب دیکھنا چاہے وہ کتاب دین الخالص کا مطالعہ کرے اسکے بعد عام فہم طریقہ پر توحید کو چند درجات پر تقسیم کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ توحید الوہیت یعنی خدا کو علۃ العلل اور فاعل حقیقی ماننے میں جو تصدیق ناقص کے ساتھ تمام مشرکین بھی ہمیشہ شریک رہے ہیں لیکن وہ توحید جسکے لیے بعثت انبیا کی ضرورت واقع ہوئی وہ توحید عبادت ہے ۔

چنانچہ وہ دین الخالص کے صفحہ ۱۳ میں لکھتے ہیں ۔

وھذا لا ینکرہ المشرکون و لا یجعلون للہ فیہ شریکا بل ھم مقرون بہ قال تعالیٰ ولئن سألتھم من خلقھم لیقولن اللہ ۔

توحید الوہیت سے تو مشرک بھی منکر نہیں وہ بھی الوہیت میں خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہیں کرتے اور اسکا اقرار کرتے ہیں خدا فرماتا ہے اے پیغمبر

وتوحید العبادة ومعناه افراد الله
وحده بجمیع انواع العبادات
فهذا هو الذی جعلوا لله فیه
الشرکاء ولفظ شریک یشعر بالاقرار
بالله تعالی فالرسل علیهم السلام
بعثوا التقریر الاول ودعاء المشرکین
الی الثانی بمثل قولهم فی خطاب المشرکین
افی الله شک هل من خالق
غیر الله ونهیهم عن شرک العبادة
ولذا قال تعالی ولقد بعثنا فی کل
امة رسولا ان اعبدوا الله ان
التوحید قسمان الاول ان
تقول بلسانک لا اله الا الله
ویسمی هذا القول توحیدا وهذا
التوحید یصدر ایضا من المنافق
الذی یخالف سره جهره والثانی
ان لا یکون فی القلب مخالفة ولا

اگر تو انسے پوچھے کہ کسنے تمکو پیدا کیا ہی تو
وہ یہی جواب دینگے کہ خدا نے اور توحید
عبادت کے یہ معنی ہین کہ تمام طرق و انواع عبادات
خالص ذات باری کے لیئے مخصوص ہون اور انمین
کسیکو شریک و سہیم نہ ٹھرایا جائے یہی وہ خاص
توحید ہی جسمین مشرکین اپنے بزرگون اور دیوتاؤن
کو شریک خدائی کیا کرتے ہین۔
شرکت کا لفظ خود انکی اقرار توحید الوہیت کو
ثابت کرتا ہی لیکن توحید عبادت سے وہ بے خبر
ہین اسلیئے خدائے سبحانہ نے انبیا کو مبعوث
کیا کہ وہ مشرکین کو توحید الوہیت کے
ساتھ توحید عبادت کی تعلیم دین چنانچہ
خدا فرماتا ہی ہمنے ہر قوم مین پیغمبر بھیجے
تاکہ وہ خالص خدای وحدہ کی عبادت
بجا لائین۔ توحید کے دو جزو ہین ایک تو
توحید الوہیت یعنی زبان سے لا اله الا الله کہنا۔ یہ
توحید تو ایک ایسے منافق مین بھی پائی جاتی ہی

انكار المفهوم وهذا القول بل
يشتمل القلب على اعتقاد
ذلك والتصديق به وهذا هو
توحيد عامة الناس ولباب التوحيد
ان يرى الامور كلها لله تعالى و
منه سبحانه ثم يقطع الالتفات
من الوسائط وان يعبده يفرده
بها ولا يعبد غيره ويخرج عن
هذا التوحيد اتباع الهوى و
كل من اتبع هواه فقد اتخذ
هواه معبوده قال تعالى
افرايت من اتخذ الٰهه هواه وهذا
التوحيد مقام الصديقين۔

جسکا ظاہر و باطن یکسان نہین ہوتا۔ دوسری توحید
عبادت ہے جس سے مراد یہ ہے کہ جو حقیقی مفہوم توحید
ربانی کا ہے اس سے ذرہ برابر انکار او مخالفت قلب
مین نہو یہانتک تو یہ عوام کی توحید ہے لیکن اخص الخواص
توحید یہ ہے کہ تمام خواہشات وسائط و اسباب سے
قطع نظر کرکے خالص خدا کی عبادت کیجائے
اور کسی غیر کا وہم تک بھی دلمین نہ لایا جائے۔
جو شخص اپنے خواہشات کا اتباع کرتا ہے
اُسکا معبود اُسکی ہوائے نفس ہوتی ہے جیساکہ خدا
نے قرآن کریم مین فرمایا ہے اے پیغمبر تمنے
اس شخص کے حال پر نظر کی جسنے اپنی
خواہش نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے یہ توحید
عبادت مقام صدیقین ہے۔

عبادت سے مراد توحید ہے

اللواء المقعود مین وہ لکھتے ہین کہ عبادت کے معنی ہی توحید کے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن حکیم مین جس جگہ عبادت کا ذکر آیا ہے اُسکے معنی توحید کے ہین مثلاً اس آیت کریمہ مین۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۔ ای لیوحدون

میں نے تمام جن انس کو عبادت کے لیے یعنی توحید اختیار کرنے کے لیے پیدا کیا۔ دعا بجائے خود عبادت ہے بلکہ ہر دلعزیز عبادت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے الدعاء ہو العبادۃ۔ دعا ہی عبادت ہے۔ یہ ترکیب کیا ہے؟ حصر یعنی تیر بتدا میں منحصر ہے جب تک آیت ما آیت کی نسبت کا نشانہ اور مبالغہ اور اہتمام ہے۔ دعا کی شان میں سب عبادت سے ہی توحید اور دعا کے ٹھہرے تو غیر اللہ کی دعا بھی شرک ٹھہری۔

توحید حقیقی اور توحید عددی

حظیرۃ القدس نے صفحہ ۱۸۱ میں بو لکھتے ہیں کہ توحید کی دو قسمیں ہیں توحید حقیقی اور توحید عددی اس کی تفصیل یہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا	خدا فرماتا ہے جو لوگ خدا کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں اور اس پر مستقیم رہتے ہیں ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ بےخوف رہیں اور غمگین نہ ہوں۔
ربنا اللہ عبارت از توحید اقرار است اللہ را یکتا گوئی ثم استقاموا اشارت بہ توحید معرفت است کہ	ربنا اللہ کے لفظ سے توحید اقرار مراد ہے یعنے خدا کی وحدانیت کا زبان سے اقرار کرنا اور استقاموا کے لفظ سے توحید معرفت کے

اور ایکتا شناسی یعنی از ہمہ جہت
بوحدت او بینا گردی با آنکہ در عالم
وحدت خود جہت نسبت حق سبحانہ
واحد حقیقی است نہ واحد عددی
چہ ثانی در خور تجزی و تبعض ست
و اول ازینہا منزہ و مبرا است و واحد
عددی را نسبت است با جملہ اعداد
چنانکہ نصف الاثنین و ثلث الثلاث
و ربع الربع الی ما لا نہایت لو حد
عددی در ہمہ اعداد ساریست بخلاف
واحد حقیقی کہ ازین نسبتہا منزہ و
مقدس است و او در ازمنہ و امکنہ
فرو دنیاید و در جہات و سمات نگنجد۔

جانب اشارہ ہے یعنی خدا کو تمام جہات سے بالا
جاننا اور اسکی وحدت پہ چشم بصیرت سے نظر ڈالکر
یقین کرنا ظاہر ہے کہ عالم وحدت میں بجائے
خود کوئی جہت نہیں ہے پس حق سبحانہ تعالے
واحد حقیقی ہے نہ واحد عددی اسلیئے کہ واحد عددی
کے تو ٹکڑے اور اجزا ہو سکتے ہیں اور واحد حقیقی
اس سے پاک اور منزہ ہے واحد عددی کو تمام
اعداد کے ساتھ ایک نسبت خاص ہے جسطرح
نصف الاثنین یعنی دو کا نصف اور ثلث الثلث
اور الربع کا ربع غرض واحد عددی تمام اعداد میں موجود
ہے بخلاف واحد حقیقی کے کہ وہ ان تمام نسبتوں سے پاک و
مقدس ہے نہ اسکو زمانوں اور مکانوں سے کوئی تعلق
خاص ہے نہ وہ جہات و سمات میں سما سکتا ہے۔

توحید وجودی و توحید شہودی

مصطلحات صوفیہ کے یہ دو مسلمہ مسئلے ہیں۔
والاجاہ مرحوم ان ہر دو مسائل کا اپنی کتاب
دین الخالص اور کتاب خطیر القدس میں ذکر کرکے اس کا فیصلہ
اس طرح کرتے ہیں۔

وجودیان گویند کہ در حق تعالی و عالم
عینیت حقیقی است و غیریت مجازی ست
چون دریا و حباب کہ در ظاہر حباب از
دریا جدا است و در حقیقت یکے
و شہودیان می گویند کہ در حق تعالی
و عالم غیرت حقیقی ست و عینیت
مجازی چون آتش و آہن
کہ ہرگاہ آہن برنگ آتش
رنگین گردد آتش می نماید حالانکہ
آتش جدا است و آہن جدا۔
مخدوم میلاپوری بر آن رفتہ کہ در حق
تعالی و عالم ہم عینیت حقیقی ست و ہم
غیریت حقیقی و این حداث قول ثالث است

قائلین وحدت وجود کہتے ہین کہ ذات باری
تعالی اور عالم مین عینیت حقیقی ہی اور غیریت
مجازی جسطرح دریا اور حباب ہین کہ بظاہر
حباب دریا سے جدا ہی اور حقیقت مین ایک ہے
اور قائلین وحدت شہود کہتے ہین کی ذات باریتعالی
اور عالم مین غیریت حقیقی ہے اور عینیت مجازی
جسطرح آگ اور لوہے ہین۔ لوہا جب
گرم ہوجاتا ہے تو وہ ہرنگ آتش ہوجاتا ہے
اور مثل آتش نظر آتا ہے۔ حالانکہ آگ
اور چیز ہے اور لوہا اور چیز ہے۔
مخدوم میلاپوری فرماتے ہین کہ خدا
اور عالم مین عینیت حقیقی بھی ہی اور غیریت
حقیقی بھی اور یہ تیسرا قول ہے۔
خدا فرماتا ہی کیا ان لوگون نے قرآن
حکیم مین تدبر نہین کیا اگر واقعی جو
کہتے ہین وہ خدا کے طرف سے ہوتا تو
اسمین اسقدر کثیر اختلاف کیون ہوتا۔

پھر لکھتے ہیں۔

قال الشیخ المحدث الدهلوی ان لکل زمان قرنا ولکل قرن علماً اصابهم فی تقاسیم رحمة الله عزوجل وان تاملتم حال اوائل هذه الامة المرحومة حین لم تدون علوم الشرع ولا فنون الادب ولا وقع کثیر بحث وانه لم یزل الهام الحق دهر فی صدورهم علماً ابعد علم علی حسب حکمته فی کل دور لم یخف علیکم هذا المعنی وان نصیبنا فی هذا الدور من تقاسیم رحمة الله ان یجتمع فی صدورنا علوم علماء هذه الامة

حضرت شیخ احمد محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایک زمانہ کے لیئے ایک قرن ہوتا ہے اور ہر قرن کے مخصوص علما ہوتے ہیں جنکو رحمت الہی میں سے کچھ حصے پہونچ جاتے ہیں اگر تم اس امت مرحومہ کے زمانۂ اوائل پر غور کرو جبکہ علوم شریعت اور فنون ادب مدون نہیں ہوئے تھے اور نہ اسقدر کثرت سے بحثیں ہوا کرتی تھیں صرف الہام حق سے انکے سینوں میں مطابق اقتضائے حکمت علوم کا القا ہوا کرتا تھا اور ہر ایک دور کا یہی حال تھا تو تمسے یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا۔ کہ ہمارے اس زمانہ میں رحمت الہی کے حصوں میں سے ہمکو ایک ایسا حصہ ملا ہے جس نے تمام علماء سلف کے علوم کو ہمارے سینوں میں جمع کر دیا ہے۔

معقولها ومنقولها خواہ وہ علوم معقول ہون یا منقول یا
ومکشوفها ينطبق بعضها اکتشافات بعض علوم تو ایک دوسرے
علے بعض ويضمحل کے ساتھ مطابقت رکھتے ہین. اور جو
الخلاف بينهما ويستقر ایک دوسرے کے خلاف ہین اُن کا
كل قول في مقره ضعف خود بخود ظاہر ہوتا ہے غرض
فهذا الاصل منسحب ہر ایک قول کے لیئے ایک حد او مستقر
علے فنون العلم من ہے یہ ہی اصول تمام فنون علم پر خواہ
الفقه والكلام والتصوف وغيرها فقہ ہو یا کلام یا تصوف وغیرہ پر جاری
بحمد الله وتوفيقه اعلم ان معرفة ہے معرفت حق کے متعلق حضرت
الحق علے ما قاله الخضر عليه السلام خضر علیہ السلام کا قول ہے کہ معرفت
كبحر لجي لا مبتدا له الٰہی ایک دریائے ناپیدا کنار ہے
ولا منتهى وان المتكلمين نہ اسکی ابتدا ہے نہ انتہا اور متکلمین
بها كالابرة مغموسة معرفت الٰہی کے خوض مین ایسے ہین جسطرح
فيه لم ينقص من البحر دریا مین کوزے ڈوبے ہوئے ان کوزون
شيئا اوكالعصافير سے دریا کے پانی مین کچھ کمی نہین واقع ہوتی
تشرب منها حاجتها یا مثل پرندون کے ہین جو اپنی چونچ سے
ثم بقدر حاجت پانی پی لیا کرتے ہین پس

تصدر من كل واحد
لا يخبر الا عن كمال
ولا يصف الا جمال
دون جمال
ويفنى نطق واصفيه بوصفه
يفنى الزمان وصفه ما موصوف

ہر ایک متکلم اور محقق جو کچھ بیان کرتا ہے
وہ کمالات ربانی میں سے کسی ایک کمال
کو اور شیون جمال الٰہی میں سے کسی ایک
خاص شان جمال کو ظاہر کرتا ہے
ہر ایک تعریف کرنے والا ایک صفت اپنے مذاق
کے موافق بیان کرتا ہے۔ زمانہ یون ہی
ختم ہو جائیگا مگر تعریف نہیں ختم ہوگی۔

پھر لکھتے ہیں۔

ومن مثل هذه المواضع
يتفرق المستمعون
سرتا من طرف مسقط
اشارة كل واحد و
الموضع الذي اخبر عنه
جعل كل قول وقيل في محله و
صدق الجميع ومن هاله
اختلاف العبارات وتنوع
الاشارات ولم يقف على الخصوص

اس قسم کے موقعون پر سامعین میں بہت
کچھ اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو
شخص ان اختلافات کے اصل حقیقت
و مقام سے واقف ہوتا ہے وہ ہر ایک
شخص کے قول کے محل و موقع کو پہچانکر
اسکو اسی حد پر قائم رکھتا ہے اور تمام
اقوال کو صحیح جانتا ہے لیکن جو شخص مختلف
تقریرون اور اشارون کو سنتا ہے لیکن
انکے محل و موقع سے واقف نہیں ہوتا جہان

منها الى حيز لا اختلاف
هناك بقي في حيرة كمثل اناس
عميان اكتنفوا الشجرة يلمسونها
ويدركونها فوجد بعضهم
اوراقها وبعضهم
اغصانها وبعضهم
ازهارها وبعضهم
اثمارها وبعضهم
دوحتها ثم تعدوا
يتحدثون فقال
بعضهم الشجرة انما هي
اجسام ملس وقال الآخر انما هي
اعواد وقال بعضهم انما هي
غاية اللين والنعومة وقال الآخر
في غاية الخشونة والصلابة و
قال الآخر في غاية الحلاوة وقال الآخر
في غاية المرارة والعفونة

اس قسم کے اختلافات پیش نہیں آتے وہ متحیر
ہو کر رہجاتا ہے جسطرح نابینا لوگ کسی
درخت کے پاس آکر اسکو چھوتے ہیں اور
اُسکا ذائقہ چکھتے ہیں تو اُن میں سے کسی کا
ہاتھ تو درخت کے تنہ پر پڑتا ہے اور کسیکا
ہاتھ اسکے پتون تک پہونچتا ہے اور کسی کے
ہاتھ میں اسکی شاخیں آجاتی ہیں اور کسی کو
اُسکے شگوفہ تک رسائی ہوتی ہے اور کوئی
پھول یا اُسکے پھلوں تک پہونچ جاتا ہو
پھر وہ آپس میں جھگڑا باتیں کرنے لگتے ہیں
کوئی ان میں سے کہتا ہے کہ یہ درخت اجسام
ملائم میں سے ہے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں تیسرا
کہتا ہے کہ یہ غایت درجہ تر و تازہ و نرم ہے
چوتھا کہتا ہے کہ یہ تو نہایت خشک اور
سخت ہے اور پانچواں کہتا ہے نہیں تو
غایت درجہ کی حلاوت ہے چھٹا کہتا ہی
کہ یہ تو نہایت کڑوہ اور بدبودار ہے۔

وقال الآخر انها لا طعم لها اصلا وقال بعضهم لها رائحة طيبة وقال الآخر لا رائحة لها فلما اختلفت آراؤهم وجعل بعضهم يكذب بعضا فجاء رجل آخر متميز منهم بالابصار وان كان دونهم في كثير من الاوصاف التي يمدح الناس بها بعضهم بعضا كحسن الصوت وقوة البطش وكمال السمع والذوق والشم واللمس فقال كلامهم جميعا صحيح في الاصل خطأ باعتبار الحصر ثم انه ارجع كل قول الى مرجعه وبين لكل اشارة مستقرا يستقر عليه

ساتواں کہتا ہے کہ اس میں تو کسی قسم کا ذائقہ ہی نہیں ہے۔ آٹھواں کہتا ہے کہ اس کی تو بہت پاکیزہ خوشبو ہے۔ نواں کہتا ہے کہ مجھکو تو اس میں کسی طرح کی بو کا شائبہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ غرض جب سب لوگ ایسی باتیں کر کے ایک دوسرے کو جھٹلانا شروع کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص آتا ہے اور وہ لوگ اس کے سامنے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کرتے ہیں اتنے میں ایک اور شخص آتا ہے جو صاحب بصارت اور بصیرت ہوتا ہے اور ان میں جتنے ایسے اوصاف ہیں جن کی لوگ تعریف کیا کرتے ہیں مثلاً خوش آوازی طاقت و زور قوت سامعہ ذائقہ اور لامسہ کا کامل ہونا۔ وہ ان سب کی گفتگو سنکر کہتا ہے کہ تم سب کا بیان درحقیقت بالکل صحیح ہے البتہ تمھارا اتنی ہی تحقیق پر حصر کر لینا اور اس کو کامل سمجھ لینا سراسر غلط اور خطا ہے پھر وہ ہر ایک قول کا مرجع اور ہر ایک اشارہ کا جو منشا لیا اور مرکز تھا وہ انکو بتا دیتا ہے۔

یہ تمثیلی واقعہ بیان کرکے والا جاہ لکھتے ہین کہ میرے نزدیک مسئلہ وحدت
وجود کا شرع شریف مین کہین صراحتًا ذکر نہین ہے حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم
نے اپنے کشف و شہود کی تائید کے لیے ہن کا مدار اس مسئلہ پر ہے قرآن حدیث سے
کچھ اشارات اخذ کیے ہین مثلاً یہ آیت اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ - یا یہ آیت
کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ - یا یہ حدیث لَوْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ
السابعۃ السفلیٰ لھبط علی اللہ ان اللہ قبل اکرم (یعنے) تم ایک رسی لٹکا دو اور اسکو تحت الثریٰ
تک پہونچا دو تو وہ رسی خدا تک پہونچیگی - اور خدا اُسکے سامنے ہوگا ظاہر ہے کہ
یہ اشارات اس مسئلہ پر صراحتًا دلالت نہین کرتے اسی لیے علماء ظاہری نے
ان اشارات کو اُلٹ کر صوفیائے کرام کو الزام دیا ہے اور کہا ہے کہ آیت
اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ایک صریح دلیل غیریت پر ہے کیونکہ محاط
سے محیط ایک جداگانہ چیز ہے اسی طرح آیت کریمہ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ
مین لفظ ہالک سے ہالک فی المستقبل مراد ہے نہ ہالک فی الحال علی ہذا بطلیقی رسی
خدا سے ایک جدا چیز ہے - غرض جب وحدت وجود کی بنا اسی پر ٹھہری کہ آگے
اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سب جگہ خدا ہی کی ذات ہے تو پھر بل وبہ سکنے کی
تخصیص کی کیا ضرورت ہے یہ اشارات کسی طرح ثبوت مدعا مین پیش نہین ہوسکتے
بہرحال اس مسئلہ وحدت وجود کا دارومدار حضرات صوفیہ کے کشف و شہود
پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اسکے متعلق بہت سی کتابین اور رسائل لکھے ہین

مثلاً طبقہ قادریہ مین حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ شیخ صدرالدین قونویؒ۔ شیخ عبدالکریم جیلیؒ۔ شیخ عبدالرزاق جھانویؒ۔ شیخ ابان اللہ پانی پتیؒ۔ اور طبقہ کبرویہ مین شیخ جلال الدین رومیؒ شیخ شمس الدین تبریزیؒ طبقہ سہروردیہ مین شیخ فریدالدین عطارؒ طبقہ چشتیہ مین سید محمد گیسودرازؒ سید جعفر بلگرامیؒ طبقہ نقشبندیہ مین خواجہ عبیداللہ احرارؒ ملا نورالدین جامیؒ۔ ملا عبدالغفور لاریؒ خواجہ باقی باللہ کابلیؒ شیخ عبدالرزاق کاشی شمس الدین فناریؒ۔ قیصریؒ سعدالدین فرغانیؒ وغیرہ اکابر گذرے ہین۔

ہم لوگ چونکہ ان اختلافات کے بعد پیدا ہوئے ہین اس لئے ہمکو طرفین مین سے کسی ایک کی طرف جزماً میلان نہین ہو سکتا۔ مذہب وحدت وجود اور مذہب وحدت شہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جسطرح ایک جانب بہت سے دلائل ہین اسی طرح دوسری طرف بھی بہت سی دلیلین ہین تاہم یہ اعتقاد لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دلمین نہ لاوین کیونکہ اسمین بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے وحدت وجود کے اثبات یا ابطال مین لب کشائی نہ کرنی چاہیے اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہین سمجھتا تو ان اقوال کو انکے قائلین پر چھوڑ دے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ؀

نہیں جانتے ہم وجود و شہود   یہ باتین ہین دو اور خدا ایک ہے

پھر لکھتے ہین کہ مسئلہ وحدت وجود و شہود جس سے مراد ہستی حق اور نیستی خلق ہے اور یہی اعتقاد اس مسئلہ کا روح الروح ہے اگر مخلوقات کی ہستی کو زمانہ حال و استقبال مین پیش نظر رکھا جاے تو یہ امر شرع کے اصل مقصد کے منافی نہین ہے البتہ جو اختلافات اقوال واحوال اور اسکے شرح وبسط مین پیدا ہوگئے ہین کچھ شک نہین کہ وہ شریعت سے کسی قدر بُعد رکھتے ہین اور ایک عالم کی گمراہی کا سبب بن گئے ہین اگر یہ خدشہ مانع نہ ہوتا تو مین اس مسئلہ وحدت وجود کو متکلمین کے ہفوات چھوڑکر محدثین کے اقوال و اشارات اور دلائل عقلی و نقلی سے اس طرح ثابت کرتا کہ علماء ظاہری مین سے بھی کسیکو اس سے انکار نہ ہوتا اور وہ اسکے خلاف مین لب کشائی نہ کرسکتا مگر کیا کیجائے مصیبت تو یہ ہے کہ جو ارباب رسوم ہین وہ الفاظ و معانی سے بیگانہ رہتے ہین اور جو ارباب علم ہین اُنکی تفنن عبارات کی طرف توجہ رہتی ہے نہ معانی کیطرف ورنہ اگر تحقیقًا دیکھا جائے تو ہمین کوئی مابہ النزاع بات نہین ہے ع الا کل شی ما خلا اللہ باطل اس سے بڑھکر نادانی کیا ہوسکتی ہے کہ آدمی ہر مرتبہ اور ہر حال میں احکام وحدت کا منکر ہو اور ہمہ اوست کے معانی نعوذ باللہ شریعت سے آزاد ہونا سمجھے۔

ذات وصفات باری تعالیٰ

ذات باری تعالیٰ چونکہ توحید کا تعلق ذات وصفات باری تعالیٰ دونون سے ہے۔ اور جب تک ذات وصفات کا علم نہو اسوقت تک توحید کامل ومکمل نہین ہو سکتی اس لیئے والاجاہ نے ان دونون کی کسیقدر تفصیل اپنی کتابون مین لکھی ہے۔ ذات باری کی نسبت وہ خطیرۃ القدس مین سے لکھتے ہین۔

ذات من حیث ھی ازہمہ اسما وصفات معرّاست وازجمیع نسب واعتبارات مبرا اتصاف او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور وازتجلی اول کہ خود بخود برخود تجلی نمود نسبت علم ونور ووجود وشہود متحقق گشت واین نسبت مقتضی عالمیت ومعلومیت شد ونور مستلزم ظاہریت ومظہریت ووجود وشہود متبع واحدیت وموجودیت

ذات باری اپنے ذات کے اعتبار سے تمام اسماء اور صفات سے معرا ہے اور تمام اعتبارون اور نسبتون سے مبرا ہے تمام صفتین اور نسبتین جو اسکی طرف منسوب کیجاتی ہین وہ محض اس توجہ کے سبب سے جو اسنے اس عالم ظہور کیطرف فرمائی اور اُس تجلی اول کے سبب سے جو خود اُسپر خود بخود اسکے ذات سے واقع ہوئی اور اسکے سبب سے علم ونور اور وجود وشہود کی نسبتین پیدا ہو گئین اور یہ نسبتین عالمیت اور معلومیت کی مقتضی ہوئین اور نور جو ظاہریت

وشاہدیت ومشہودیت وہمچنین
ظہور کہ لازم نوریست مسبوق
است بہ بطون وبطون را
تقدم ذاتی واولیت است
نسبت باظہور۔ پس اسم
اول وآخر وظاہر وباطن
متعین شد وہمچنین در تجلی
ثانی وثالث الی ماشاء اللہ
نسب واضافات متضاعف
می شود کل یوم ہو فی شان
وہر چند تضاعف نسب و
اسماء او بیشتر ظہور او بلکہ خفائے
او بیشتر فسبحان من احتجب
بمظاہرہ فظہر باسبال ستورہ
خفائش باعتبار صرافت
واطلاق ذات اوست وظہور
باعتبار مظاہر وتعینات او۔

اور مظہریت اور وجود وشہود کے لیئے لازمی ہے۔ وہ
واحدیت اور موجودیت اور شاہدیت ومشہودیت
کا باعث ہوا اسی طرح ظہور جو نور کے لیئے لازم ہے
اگرچہ وہ بطون پر سبقت رکھتا ہے لیکن نسبت ظہور
کے لحاظ سے اس پر بطون ہی کو تقدم ذاتی اور اولیت
کا شرف حاصل ہے انھیں اعتبارات سے ہو الاول
ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن کے اسماء وجود میں
آئے یہی حال تجلی ثانی وثالث وغیرہ کا ہے
چنانچہ خدا فرماتا ہے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَاْن
غرض جسقدر نسبتیں اور اسماء ذات باری کی طرف منسوب
کیئے جاتے ہیں اسی قدر بلکہ اس سے کہیں زیادہ اُسکا ظہور
نہیں نہیں بلکہ خفا زیادہ ہے پاک ہے وہ ذات جو اپنے
مظاہر کے پردوں میں پوشیدہ ہے اور باوجود ان
حجابوں کے ظاہر ہے۔ پوشیدگی اسکی صرافت واطلاق
ذات کے لحاظ سے ہے اور مظاہر وتعینات
کے اعتبار سے وہ ظاہر ہے۔

اسی کتاب کے صفحۂ ۱۰۴ مین لکھتے ہین کہ

صاحب لمعات گفتۃ الحقیقۃ الکرۃ یعنی ہر جاکہ انگشت نہی حاق وسط او باشد بس بر ہرکہ ایک صفت کما ہی منکشف گشت در ضمنش اوراعرفان جمیع صفات حاصل گردید۔

صاحب لمعات نے کہا ہے کہ اصل حقیقت مثل کرہ کے ہے کہ تم جس جگہ انگلی رکھو وہ ہی اسکا وسط حاق ہے پس جس شخص پر کہ ایک صفت جیسی کما حقہ منکشف ہو گئی اسی کے ضمن مین اسکو جمیع صفات کی معرفت حاصل ہو گئی۔

صفات باری تعالیٰ

خطیرۃ القدس مین لکھتے ہین۔

صفات غیر ذات اند من حیث ما تفہمہ العقول وعین ذات اند من حیث التحقق والحصول مثلاً عالم ذاتی است باعتبار صفت علم وقادر باعتبار صفت قدرت۔ و مرید باعتبار صفت ارادت وشک نیست کہ اینہا چنانکہ

صفات باری تعالیٰ عام مفہومات اور عقول کے لحاظ سے تو غیر ذات ہین لیکن اصل حقیقت کے اعتبار سے عین ذات ہین مثلاً صفت علم کے لحاظ سے خدا عالم ہے صفت قدرت کے لحاظ سے قادر ہے صفت ارادت کے لحاظ سے مرید ہے اسمین کچھ شک نہین کہ جسطرح عام فہم کے مطابق بظاہر یہ صفتین

بحسب فہم با یکدیگر متغائر اند مرادات را نیز متغائر اند۔ اما بحسب تحقیق و ہستی عین ذات اند۔ باین معنی کہ آنجا وجودات متعددہ نیست بلکہ وجود یست واحد و اسماء و صفات نسب و اعتبارات اوست ہمچنین گفتہ اند اصحاب معرفت و جمعے لاعین و لاغیر گفتہ و سلف از ہمچو خوض در عافیت ماندہ وَھُوَالحق البحت وَالصواب الصرف وفیہ النجات فے الاُولے والاخر۔

مختلف ہین اسی طرح وہ اپنے مرادات کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہین لیکن حقیقتًا اور ہستی کے لحاظ سے وہ عین ذات ہین کیونکہ وہان وجودات متعددہ نہین ہین صرف ایک ذات واحد اور ہستی مطلق ہے اور یہ اسماء اور صفات محض نسبتین اور اعتبارات ہین تمام ارباب معرفت اسپر متفق ہین ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ صفات نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات سلف صالحین اس قسم کے خوض سے جُدا اور عافیت مین رہتے ہین۔ اور یہی طریقہ حق محض اور راہ مستقیم ہے اور یہی مین انجام کار آفات سے نجات ہے۔

انتقاد الرجیح کے صفحہ ۶ و ۷ مین لکھتے ہین۔

سمیع بالاصوات بسمعہ القدیم الذی ہو نعت لہ بالازل بصیر

خدا سمیع ہے اپنے سمع قدیم کے لحاظ سے جو اسکی صفت ازلی ہے وہ بصیر ہے

بالاشکال بالبصارة القدیمۃ
الذی ھو صفۃ الازلیۃ
فلا یحدث لہ سمع
بحدوث مسموع ولا بصر
بحدوث مبصر لاشبہ لہ
فلا یشبہ شیئًا من الاشیاء
من مخلوقاتہ لا فی ذاتہ ولا فی
صفاتہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نقل علی
القاری رح فی شرح الفقہ
الاکبر عن شرح القونوی
قال نعیم بن حماد الخزاعی
شیخ البخاری من شبہ اللہ
بشیء من خلقہ فقد کفر و
من انکر ما وصف اللہ بہ
نفسہ فقد کفر۔

اپنے بصر قدیم کے اعتبار سے جو اسکی
ازلی صفت ہی مسموع کے وجود کے
ساتھ اسکی صفت سمع حادث نہین ہوا کرتی
نہ اسکی صفت بصر حدوث مبصر کے ساتھ
پیدا ہوتی ہے نہ کوئی شے اسکے مشابہ ہے
اور نہ وہ کسی شے کے مشابہ ہے اپنی
مخلوقات مین ملا علی قاری رح نے
شرح فقہ اکبر مین شرح قونوی سے
نقل کیا ہی کہ نعیم بن حماد الخزاعی نے
جو امام بخاری کے شیخ ہین لکھا ہے
کہ جس نے خدا کو مشابہت دی کسی
چیز اور مخلوق سے اُسنے کفر کیا اور جس
شخص نے ان صفات سے انکار کیا
جنکو خدا نے اپنے نفس سے متعلق کیا
ہے وہ بھی کفر کا مرتکب ہوا۔

شرک باللہ

اسلام مین شرک سے بڑھکر کوئی شے مخالف توحید اور دشمن ایمان نہین۔ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ اس لیئے والاجاہ نے اپنے مولفات مین توحید کی طرح جا بجا اسکی تفصیل و تصریح اور اسکے درجات و منازل و اقسام کے بیان مین کوئی دقیقہ فروگذشت نہین کیا۔ اجمالاً انھون نے شرک کی دو قسمین بیان کی ہین۔ شرک اصغر۔ اور شرک اکبر۔ پھر درجات و اعتبار کے لحاظ سے اسکو حسب ذیل اقسام پر منقسم کیا ہے۔

اشراک فی الالوہیت۔ اشراک فی الربوبیت۔ اشراک فی العبادت۔ اشراک فی العادۃ۔ اشراک فی المشیت۔ اشراک فی العلم۔ اشراک فی التصرف اشراک فی التسمیہ۔ اشراک فی الافعال۔ شرک تعطیل۔ شرک تمثیل۔ شرک فی الارادات۔ والنیات۔ شرک فی المحبت یعنی عشق اشراک فی الکوکب والنجوم شرک فی الشفاعت۔ انھین اقسام کے ذیل مین استغاثہ۔ استعانہ تشفع و توسل بغیر اللہ یعنی غیر اللہ کو پکارنا موتی سے طلب حوائج کرنا۔ حلف بغیر اللہ کرنا۔ قبور کا مساجد بنانا۔ تعلیق تمائم۔ تولہ۔ عیافت۔ طرق و طیرہ پر عامل ہونا۔ ذبیحہ بنام غیر اللہ۔ حرث و انعام مین نذر و نیاز۔ کما قال تعالیٰ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ غیر اللہ کی نذر ماننا۔ غیر اللہ کا سجدہ کرنا۔ شجر و حجر یا کسی مقام و مکان کی مثل بیت اللہ الحرام کے تعظیم و طواف کرنا۔ ان سب امور کو نہایت

وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اُنکی تفصیل دلائل واضحہ کے ساتھ جسکو دیکھنا ہو وہ والاجاہ کے مولفات کو بغور ملاحظہ کرے۔ اس مختصر سوانح زندگی مین اُنکی تفاصیل وتوضیحات کی گنجایش نہین۔ تمام اقسام شرک کا ماحصل یہ ہے کہ تمام عبادات ومعاملات واعتقادات وارادات ونیات جنکا تعلق خاص ذات وصفات باری تعالے کے ساتھ ہے اُنکو کسی غیر اللہ نبی مرسل یا ولی کامل۔ یا عارف باللہ یا مرشد یا استاد یا والدین یا جن وملائکہ وغیرہ کے ساتھ منسوب کرنا یا عملاً بجالانا شرک باللہ کے اقسام مین داخل ہے۔

تصوّف وسلوک

والاجاہ لکھتے ہین کہ علم تفسیر وحدیث وفقہ سُنّت اور علوم تصوّف کا مشغلہ میرے دل پر غالب ومسلط ہے۔ علم نافع یہی چار علم ہین یا وہ علوم جو اُنکے آلات ومعدات ہین باقی تمام فنون اسی دنیا مین رہ جاتے ہین کوئی ساتھ نہین جاتا۔ تصوف وسلوک مین والاجاہ نے متعدد کتابین تالیف کی ہین اور اُن مین نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف اور اُسکے مصطلحات اور اولیاء کبار اور عرفاء کامل کے حالات جمع کیئے ہین ریاض المرتاض اور تقصار۔ جیود الاحرار اور خیرۃ الخیرۃ وغیرہ اسی قسم کی کتابین ہین۔ ریاض المرتاض مین اوّلاً صوفیاے کرام کے اقسام بیان کیئے ہین۔ مثلاً طلبہ وفقراء وعباد وزہاد وخدام وملامیتہ ومتشبہ محق ومتشبہ مبطل۔ ومریدان۔ وسالکان۔ وسائران۔ وطائران۔ وواصلان۔ واخیار۔ وابرار وغوث۔ ونقباء ونجبا۔ وبدلا۔ واولیا بعد ازان مضمون ابن خلدون سے اقتباس کرکے صوفیۂ کرام کے حالات مین چار امر قابل بحث قرار دیئے ہین۔

(امر اوّل) مجاہدات انکا تعلق اذواق ومواجید اور محاسبہ نفس واعمال کے ساتھ ہے۔ انھین اذواق کی منتہا اور غایات کو مقامات کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔

(امر دوم) کشف وادراک حقایق عالم غیب جسکا تعلق صفات ربانیہ عرش وکرسی۔ وملائکہ۔ ووحی۔ ونبوت۔ وروح۔ وحقائق موجودات غائب وشاہد وترکیب اکوان وغیرہ سے ہے۔

(امر سوم) تصرفات انواع کرامات کے ساتھ اکوان وعوالم مین۔

(امر چہارم) الفاظ موہمہ یعنی شطحیات۔

بعض لوگ ان امور چہار گانہ کے منکر ہین بعض محسن ہین اور بعض تاویلات کے قائل ہین۔

بہر حال امر اول مین کوئی کلام وانکار نہین ہوسکتا۔ صوفیہ کرام کے اذواق بالکل صحیح ہین۔ اوران کا تحقق عین سعادت ہے اسی طرح امر دوم صحیح ناقابل انکار ہے۔ اگرچہ بعض علما نے اس سے انکار کیا ہے مگر یہ انکار حق کے مقابل مین کوئی چیز نہین ہے استاذ ابو اسحاق اسفرائینی کے احتجاج پر اشعریہ نے جو انکار کیا ہے وہ صرف تحدی وکرامت کے فرق وامتیاز پر مبنی ہے

وَقَدْ وَقَعَ لِلصَّحَابَةِ وَاَكَابِرِ السَّلَفِ كَثِيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ مَعْلُوْمٌ وَّمَشْهُوْرٌ

امر سوم یہ انواع متشابہات مین سے ہے اسلیئے کہ اسکا تعلق وجدان قلبی سے ہے محض الفاظ ولغت سے انکی مرادات پر اطلاع نہین ہوسکتی الفاظ تو محض محسوسات متعارفہ کی تعبیر کے لیئے وضع کیئے گئے ہین۔

امر چہارم شطحیات اسکا تعلق غلبۂ حال اور واردات سے ہے انصاف

یہ ہے کہ صوفیہ کرام غلبۂ حال و واردات کی وجہ سے محسوسات سے بیگانہ وار رہتے ہین۔ اسی سبب سے بعض اوقات اُنکی زبان سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہین جو خود اُنکے قصد و ارادہ سے نہین ہوتے ظاہر ہے کہ جو شخص مغلوب الحال ہو وہ ہر طرح معذور و مجبور ہے اس قسم کے لوگون مین جو شخص صاحب فضل و لائق اقتدا رہو اسکے کلمات موہمہ کو مقصد جمیل پر محمول کرنا چاہیے لیکن جو شخص صفت اقتدا اور شان فضل سے معرا ہو اور اس سے اس قسم کے کلمات صادر ہون تو وہ قابل بازپرس ہے۔ اسلیئے کہ جس شے نے اسکو ان کلمات کے کہنے پر برانگیختہ کیا ہمکو ان کا علم نہین ہے۔ اور جو شخص صاحب شعور و حس ہو پھر ایسے کلمات منھ سے نکالے تو ایسا شخص ضرور قابل مواخذہ ہے اسی بنا پر فقہا اور اکابر صوفیہ نے قتل ابن حلاج پر فتوے دیا اولیائے سلف جو اعلام امت تھے وہ کبھی کشف حجاب اور اس قسم کے ادراک کے جانب متوجہ نہین ہوتے تھے۔ بلکہ اُنکی تمام تر توجہ بقدر استطاعت صرف اتباع و اقتدا پر مصروف رہتی تھی اور اس قسم کے ادراکات کو وہ عوائق و محن مین شمار کرتے تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ مخلوق کے ادراکات حادثہ مین سے ایک ادراک حادث یہ بھی ہے۔

عملی طور پر وہ صوفیہ کرام کی رسوم کی تقلید کو جائز نہین سمجھتے تھے چنانچہ وہ لکھتے ہین

نسبت صوفیہ غنیمت کبری است و رسوم ایشان بہ ہیچ نمی ارزد[۱]

---

[۱] مقالۃ المفیمہ صفحہ ۲۹

یعنی صوفیہ کی نسبت ایک غنیمت کبریٰ ہے۔ لیکن اُنکے رسوم کوئی قدر و قعت نہین رکھتے۔

معرفت شیخ[1] اسکے متعلق وہ لکھتے کہ کمال اور تکمیل شیخ کی اسپر منحصر نہین کہ اُس سے خوارق عادات کا ظہور ہو یا وہ خواطر پر اشراف رکھتا ہو یا وجد و حال و شوق مین رہتا ہو اسلیئے کہ اس قسم کے بعض امور مین تو فلسفی۔ جوگی اور برہمن بھی شریک ہین یہ امور انسان کے لیئے دلیل سعادت نہین ہین **شناخت شیخ کامل مکمل** کی یہ ہے کہ وہ ظاہر شرع پر مستقیم ہو اور عامل کتاب و سُنت ہو تاکہ صفت تقوے کا اسپر اطلاق ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ اَوْلِیَاؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

طرق مشائخ مشائخ کے تمام طریقون کے ذکر مین لکھتے ہین کہ انکا مرجع نسبت حاصل کرنا ہے اور یہ **نسبت** خدا کے ساتھ ایک انتساب وارتباط ہے جس سے دل کو سکینہ اور نور حاصل ہوتا ہے **نسبت** ایک کیفیت کا نام ہے جو نفس ناطقہ کے اندر حلول کرجاتی ہے اسوقت نفس ملائکہ کے مشابہ ہوجاتا ہے یہ کیفیت نفس مین طاعات وطہارات اور اذکار الٰہی پر مداومت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سے یہ سب امور نسبت باطنی کے لیئے ایک ملکۂ راسخہ بنجاتے ہین **نسبت** کی

---

[1] ابقاء المنن صفحہ ۹۰،

بہت قسمیں ہین۔
نسبت محبت۔ نسبت شوق۔ نسبت کسر نفس اور
حظوظ نفسانی سے برائت اس نسبت کا نام نسبت اہل بیت ہے اور نسبت
مشاہدہ بھی اسکو کہتے ہین لیکن یہ گمان صحیح نہین کہ مشائخ نے جو اشغال
تعین کیئے ہین اُنکے بغیر نسبت حاصل ہی نہین ہوسکتی۔ ہان یہ اشغال بھی اُس نسبت
کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہین اگر ایسا نہوتا تو تمام اکابر علما اس نسبت
سے محروم رہتے حالانکہ علم کے فضائل عبادت کی فضیلت سے بالاتر۔ اور
فائق ہین حضرت خواجہ نقشبندؒ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے شیوخ
کا کیا طریقہ ہے آپ نے جواب دیا کہ کوئی شخص کسی سلسلہ سے خدا تک نہین
پہونچا کرتا۔ مجکو ایک جذبہ پیدا ہوا اس نے مجکو اس حد تک پہونچا دیا حالانکہ
اُنکے شیوخ کا سلسلہ مشہور و معروف ہے اسی بنا پر کہا جاتا ہے۔
جذبۃ من جذبات اللہ توازی عمل الثقلین ٥
طے می شود این رہ بدرخشیدن برقے ما بیخبران منتظر شمع و چراغیم
پھر لکھتے ہین کہ مین مشائخ کے تمام طریقون کو موصل الی اللہ جانتا ہون اور
تمام مشائخ سے خواہ انکا کوئی طریقہ بھی ہو حسن ارادت رکھتا ہون البتہ
میرا اور میرے آبا اور اساتذہ اور مشائخ کا طریقہ نقشبندیہ ہے
اگرچہ اور طریقون کی بھی اجازت ہے حضرت میرزا مظہر جانجاناںؒ

کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے اس طریقۂ مجددیۂ نقشبندیہ کو اور طریقوں کو چھوڑ کر کیوں اختیار کیا آپ نے فرمایا۔

من این طریقہ را منطبق بر کتاب وسنت تام	میں نے اس طریقہ کو بالکل کتاب وسنت کے
کہ ثبوت آن قطعی است الحمد للہ کہ	موافق پایا اور اُسکا قطعی ثبوت موجود
تا این زمان این طریقہ از ہیچ طرق	ہے الحمد للہ کہ اس زمانہ تک یہ طریقہ
بدعت محفوظ است۔	بدعت کے تمام طریقوں سے محفوظ ہے

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

قدرو گل و مل بادہ پرستان دانند	نے نخود منشان وتنگدستان دانند
از نقش توان بسوئے بے نقش شدن	این نقش غریب نقشبندان دانند

بیعت والا جاہ لکھتے ہیں کہ میں بیعت کرنے کو مستحب جانتا ہوں اگرچہ وجوب کا قائل نہیں ہوں میں نے کسی کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہیں کی اسلیئے کہ شرط قرآن وحدیث اور شرط سلف صالح کے مطابق مجھکو کوئی شیخ میسر نہیں ہوا میں یہ جانتا ہوں کہ اگر زمانہ شیخ صالح سے خالی ہو تو اس عالت میں خلوص نیت کے ساتھ قرآن وحدیث کا اتباع اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پڑھنا قائم مقام شیخ کے ہوسکتا ہے۔ حدیث مالک بن انس رضہ میں مرسلاً آیا ہے

سلہ ابقاء المنن صفحہ ۳۷ و ۳۸،

کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ رواہ فی الموطا مین نے تمھارے لیئے دو چیزین چھوڑی ہین جب تک تم انپر قائم رہوگے کبھی گمراہ نہوگے ایک کتاب الٰہی اور دوسرے اُسکے رسول کی سنت۔ عہد نبوت مین جو بیعت ماثور تھی وہ کبھی ہجرت پر۔ اور کبھی جہاد پر کبھی ادائے واجبات پر کبھی ترک کبائر پر مبنی ہوتی تھی۔ حصول مقامات عرفان اور وصول منازل احسان سے اسکو تعلق نہ تھا کیونکہ جب انسان شرعًا متقی ہوجاتا ہے تو بقدر مقدور سب مقامات خوداُسپر منکشف ہوجاتے ہین اسلیئے کہ یہ سب اعمال صالحات کے نتائج اور ثمرات ہین ورنہ نفس اعمال اور محض افعال کوئی چیز نہین نہ وہ مطلوب شارع ہین۔

سماع کا جواز وعدم جواز

بعض طرق مشائخ خصوصًا طریقہ چشتیہ مین سماع کا رواج ہے اسکے متعلق والاجاہ لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ تحریم سماع کے قائل ہین اور ایک جماعت صوفیہ سماع کو مباح اور لاباس جانتی ہے۔ دلائل سنت صحیحہ سے بھی یہ ہی ثابت ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس سے منکرات شرعی کی طرف رغبت پیدا نہو امام محمد بن علی شوکانیؒ

نے اپنی کتاب نیل الاوطار مین اسکی بخوبی تصریح کی ہے۔ سماع کے چند درجات ہین اول خوش آوازی دوسرا درجہ موزون یا غیر موزون ہونا تیسرا درجہ مفہوم یا غیر مفہوم ہونا۔ پہلی چیز یعنی خوش آوازی۔ ہمین کوئی وجہ حرمت نہین۔ وہ یقینی حلال ہے جسطرح بلبلین اور عنادل ترنم کرتی ہین اسی طرح دیگر حیوانات اور انسان کے حلق وزبان سے بھی خوش آیند صدائین نکلتی ہین ان مین باہم کوئی تفاوت نہین ہے دوسری چیز موزونیت ہے اس مین بھی کوئی وجہ حرمت نہین خود جناب رسالتمآب صلعم کے سامنے اکثر اشعار پڑھے گئے ہین کلام موزون کسی طرح حرام نہین ہوسکتا۔ جبتک کہ اس کا مضمون ومفہوم منافی شرع نہو اگر کوئی بات خلاف مقصد شرع ہے تو وہ موزون ہو یا ناموزون دونون حالتون مین حرام ہے کلام موزون اور حسن آواز سے قلب مین سرور وانقباض اور نشاط وحزن کی ایک خاص کیفیت انسان کے قلب مین پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ اطفال اور صبیان بھی اس سے متاثر ہوتے ہین اگرچہ وہ گہوارہ مین ہون حیوانات پر بھی اسکا اثر پڑتا ہے چنانچہ حدی خوان کے حسن صوت سے اونٹ پر بیخودی کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے بہرحال یہ کسی طرح جائز نہین کہ سماع پر قطعاً حرام یا حلال ہونے کا فتوے دیا جائے قلبی حالات کے اختلاف سے حکم جواز وعدم جواز مین اختلاف ہونا لازمی ہے ابو سلیمانؒ فرماتے ہین کہ سماع سے قلب مین

کوئی نئی کیفیت نہین پیدا ہوا کرتی بلکہ قلب مین پہلے سے جو کیفیت مضمر ہوا کرتی ہے وہ ابھر آتی ہے پھر لکھتے ہین کہ مغلوبین اور ماؤلین سماع وغیرہ پر مین اعتراض وانکار نہین کرتا لیکن اپنے نفس کو اس امر کا تابع رکھنا چاہتا ہون جو سنت صحیحہ مین ثابت ہے اور جسپر محققین راسخین فی العلم گذرے ہین۔

فلسفہ ومعقولات۔

والاجاہ مرحوم ابجد العلوم مین لکھتے ہین کہ

قال الغزالی فی الاحیاء ان العلم لایذم لعینہ وانما یذم فی الحق العباد لاحد اسباب ثلاثۃ الاول ان یکون مؤدیا الی ضرر ما اما لصاحبہ او لغیرہ کما یذم علم السحر والطلسمات وھو حق اذ شہد القرآن لہ الثانی ان یکون مضر الصاحبہ فی غالب الامر کعلم النجوم الثالث الخوض فی علم لایستقل الخائض فیہ

امام غزالیؒ نے احیاء مین لکھا ہے کہ کوئی علم بذاتہ مذموم نہین ہے لیکن اسکے مذموم ہوجانے کا تین سببون مین سے ایک سبب ہوجاتا ہے یا تو اس سبب سے کہ وہ علم طالبعلم یا اسکے غیر کے حق مین مضر ہو مثلاً علم سحر و طلسمات جسپر قرآن حکیم شاہد عادل ہے یا یہ کہ اس علم کا ضرر غالب ہو اسکے نفع پر مثلاً علم نجوم یا یہ کہ ایسے علم مین خوض کیا جائے

سلہ اتقاء المنن صفحہ ۹۳

فانه مذموم فی حقه کتعلم دقیق العلوم قبل جلیها وخفیها قبل جلیها وکالبحث عن اسرار الٰہیة الی آخر ما قال -

جس سے خوض کرنیوالا عاجز رہے مثلاً دقیق علوم مین خوض کرنا قبل مبادی علوم کے یا مثلاً علوم خفیہ مین خوض کرنا قبل علوم ظاہر کے اور اسرار الٰہی سے بحث کرنا وغیرہ یہ طالبعلم کے حق مین مذموم ہے

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

پھر لکھتے ہین -

لا شیئی من العلوم من حیث ھو علم بضار ولا شیئی من الجہل من حیث ھو جہل بنافع لان فی کل علم منفعة اما فی امر المعاد او المعاش او الکمال الانسانی وانما یتوھم فی بعض العلوم انه ضار او انه نافع لعدم اعتبار الشروط التی تجب مراعاتہا فی العلم والعلماء فان لکل علم حدا لا یتجاوزہ ان العلوم مع اشتراکہا فی الشرف تتفاوت فیه فمنه ما ھو

علم مین کوئی شے بحیثیت علم ہونے کے نہ مضر ہے نہ مذموم جسطرح کہ جہل مین کوئی شے جہل ہونے کی حیثیت سے نافع نہین ہے ایسا کوئی علم نہین جو معاد یا معاش یا کمال انسانی حاصل کرنیکے لئے مفید نہو بعض علوم کی نسبت مضر یا مفید ہونیکا جو وہم کیا جاتا ہے اسکی صرف یہ وجہ ہے کہ جن شروط و مراعات کا لحاظ رکھنا علم اور علما پر واجب ہے اسکی طرف اعتنا نہین کیا جاتا حالانکہ ہر علم کی ایک حد ہے جس سے

بحسب الموضوع كالطب فانه
موضوعه بدن الانسان
والتفسير فان موضوعه كلام الله
سبحانه تعالى ولا خفاء في شرفهما
ومنه ما هو بحسب الحاجة اليه كالفقه فان
الحاجة اليه ماسة ومنه ما هو بحسب
وثاقة الحجة كالعلوم الرياضية
فانها برهانية ومن العلوم
ما يقوى شرفه باجتماع
هذه الاعتبارات فيه او اكثرها
كالعلم الالهي فان موضوعه
شريف وغايته فضيلته و
وثاقة دليله او غايته ثم
ان شرف الثمرة اولى من شرف
قوة دليل فاشرف العلوم
ثمرة العلم بالله تعالى وملائكته
ورسله وما يعين عليه فان ثمرته

وہ علم متجاوز نہین ہو سکتا۔
تمام علوم مشترک طور پر یا موضوع
کے لحاظ سے شرف مین متفاوت ہین
مثلاً طب کا موضوع بدن انسانی ہے
اور تفسیر کا موضوع کلام الٰہی ہے
ان دونون کے شرف کا تفاوت ظاہر
ہے یا حاجت وضرورت کے لحاظ سے
علوم کے شرف مین تفاوت ہوا کرتا ہے
مثلاً فقہ جسکی طرف احتیاج لازمی ہے
یا حجت واثق کے اعتبار سے مثلاً
علوم ریاضی جن پر مدار برہان ہے
یا وہ علوم جو ان تمام اعتبارات یا اکثر کے
لحاظ سے شرف رکھتے ہین مثلاً علم الٰہی
جسکا موضوع شریف اور اسکی غایت ایک
فضیلت ہے اور اسکی دلیل موثق ہے
غرض نتائج کو قوت دلیل پر زیادہ
شرف ہے۔ اور نتیجہ کے اعتبار سے

السعادۃ الابدیۃ

علم باللہ اور اُسکے ملائکہ اور انبیاءؑ کا علم سب پر شرف رکھتا ہے اور انجام اسکا سعادت ابدی ہے۔

اسکے بعد لکھتے ہین۔

المرء عدو لما جهله او ذم جاهل متعالم لتعصبه على اهله بسبب من الاسباب فانك لتسمعهم يقولون بتحريم المنطق مع كونه ميزان العلوم وتحريم الفلسفة مع انها عبارت عن معرفة حقائق الاشياء وليس فيها ما ينافي الشرع المبين والدين المتين غير المسائل اليسيرة التي اوردها اصحاب التهافت ۔

آدمی اُس علم کا دشمن ہوتا ہے جس سے جاہل رہتا ہے۔ یا ایک جاہل متعالم از راہ تعصب کسی علم کی بُرائی کسی خاص سبب سے کیا کرتا ہے تم نے لوگون کو کہتے سنا ہوگا۔ کہ تحصیل علم منطق حرام ہے حالانکہ منطق میزان العلوم ہے اسیطرح فلسفہ کو لوگون نے حرام کہا ہے حالانکہ حقائق اشیائ کے علم کا نام فلسفہ ہے اسمین بجز اُن چند مسائل کے کوئی بات منافی شرع مبین اور دین متین کے خلاف نہین جنکی تردید اصحاب تہافت کر چکے ہین۔

بلغنا لهذا العهد ان هذه العلوم
الفلسفة ببلاد الافرنجة من
ارض رومة وما اليها من
العدوة الشمالية نافقة الاسواق
وان رسومها متجددة ومجالس
تعليمها متعددة ودواوينها
جامعة متوفرة وطلبتها
كثيرة والله اعلم بما هنالك وهو
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ويختار

ہمارے اس زمانہ مین تو تمام ممالک یورپ اور
اٹلی اور اسکے ممالک شمالی مین علوم فلسفہ
کی گرم بازاری حد کمال پر پہنچگئی ہے روز بروز
جدید اکتشافات ہوتے رہتے ہین اور متعدد
تعلیمی سوسائٹیان اور کالج قائم ہوگئے ہین
اور نہایت کثرت سے کتابین جمع کیجاتی
ہین۔ اور جوق جوق طلباء تعلیم پاتے ہین
خدا ہی کو علم ہے کہ انکی انتہا کہان پر ہوگی
غرض جو خدا چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے
اور وہ ہی مختار ہے

نصب الذریعہ مین لکھتے ہین۔

والحق انّ اعظم الاسباب فی
رواج العلوم وکساده رغبة
الملوک فی کل عصر وعدم رغبتهم
فانا لله وانا الیه راجعون

سچ یہ ہے کہ علم کے رواج اور اُسکے
کساد بازاری مین بادشاہون
کے میلان کو بڑا دخل ہے۔ خواہ
کوئی زمانہ ہو۔

یہ عصر بھی دولت اور حکمت عملی کا زمانہ ہے اس زمانہ مین تمام علوم اسلام مضمحل
ہوکر نقش ونگار طاق نسیان ہوگئے ہین ۵

یادگھین ہمکو بھی زنگارنگ بزم آرائیان لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین
وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا دولت عباسیہ کے منقرض ہونے کے بعد
علم عربی مین فتور شروع ہوا علما نے کتب علوم کو زبان فارسی مین لکھنا شروع
کیا۔ یہانتک کہ نظم و نثر دونون کے لحاظ سے یہ زبان ترقی کے درجۂ غایت کو پہنچگئی
اور بڑے بڑے منشی اور ناظم پیدا ہوئے۔ جب دولت اسلام مین زوال
آیا اور رسوم اکاسرہ اور قیاصرہ کا سلاطین مین رواج ہوا تو اہل فوج
کے اختلاط سے زبان اردو وجود مین آئی اور اُسنے خوب تراش وخراش
پیدا کی۔ علوم و فنون کا ترجمہ لغت فارسی سے لغت اردو مین ہونے لگا
اور نظم و نثر مین خوب جولانی طبیعت دکھائی گئی۔ جب شاہان مغلیہ کا
(جنکی بدولت زبان اُردو نے رواج پایا تھا) زمانہ ختم ہوا اور سلطنت
حکماء یورپ کے ہاتھ مین آئی تو اردو مین زبان انگریزی کا اختلاط ہوکر زبان
اور ہی چیز بنگئی۔ اب تمام علوم کا مدار اسی زبان مختلط پر رہگیا ہے
معلوم نہین کہ اب اسکے بعد زبان اور اہل زبان کا کیا رنگ ہوگا۔
اور انجام کیا ہوگا۔ قلت علم کثرت جہل اور فساد روزگار ابناء زمان کی نوبت
کہانتک پہونچیگی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یہی انقلاب روزگار اور
مساعدت زمانہ پر نظر کرکے والاجاہ مرحوم نے برادر معظم مرحوم و مغفور
اور راقم الحروف کو انگریزی تعلیم کی طرف توجہ دلائی اور ہم دونون بھائیون

کی تعلیم انگریزی کا خاص طور پر اہتمام کیا لیکن بخت واتفاق سے بھوپال
مین بسبب اسلامی ریاست ہونے کے ضرورت شدید وحاجت اُس
زمانہ مین اسکی داعی نہ تھی نہ مقتضاء وقت کے لحاظ سے وہان ایسی سوسائٹیان
تھین جو محرک ہوتین اس لیئے یہ ضروری اور اہم مشغلۂ علمی انجام کو نہین
پہونچا۔
ایک مرتبہ عزیزی خواجہ سید رشید الدین حسین سلمہ اللہ تعالیٰ سے جو میرے
بھائی کے خویش اور میرے برادر نسبتی ہین والاجاہ نے تعلیم انگریزی
کے ذکر مین کہا کہ مین نے انگریزی نہ جاننے کی وجہ سے بہت سے
نقصانات اُٹھائے۔
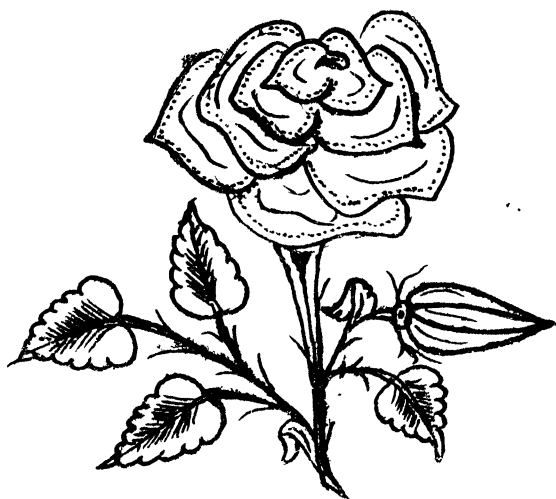
اعمال وعبادات

نماز والاجاہ مرحوم نماز پنجگانہ حنفی طریقہ پر پڑھتے تھے البتہ انکو فاتحہ خلف الامام اور اول وقت کا خاص اہتمام مدنظر رہتا تھا۔ رئیسۂ عالیہ کے نکاح ثانی سے قبل بالالتزام نماز پنجگانہ مسجد مین ادا کیا کرتے تھے بعد نکاح متعدد عذرات کی وجہ سے یہ التزام قائم نہ رہسکا لیکن نماز جمعہ بالالتزام مسجد ہی مین پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ اکثر خود پڑھایا کرتے تھے نماز عیدین بھی شروط سنت صحیحہ کے مطابق عیدگاہ مین بذات خود پڑھایا کرتے تھے اگر کوئی عذر ہوتا یا بارش کا موسم ہوتا تو نماز عید نور مسجد یا تاج محل کی مسجد مین بذات خاص ادا کرتے اور پڑھاتے تھے تعدیل ارکان نماز اور آداب وسنن کا قعود اور قیام وجلوس کے وقت سختی سے لحاظ رکھتے تھے۔ جب اذان ہوتی تو دعائے وسیلہ پڑھا کرتے تھے جب آنحضرت صلعم کا نام مبارک آتا خواہ اذان مین یا نماز مین تو وہ عادتاً درود شریف پڑھ لیا کرتے تھے

صوم رمضان جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تھا تو روزہ ہمیشہ خرمہ سے افطار کرتے تھے اور وقت سحور کچھ نہ کچھ ضرور کھا لیتے تھے۔ رمضان مین زیادہ وقت تلاوت قرآن حکیم اور ادعیہ ماثورہ

مین گذرتا تھا نماز تراویح ہمیشہ آٹھ رکعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور نماز تہجد بالالتزام بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور کبھی قضا نہین کرتے تھے۔ ادائے نوافل کے نسبت وہ لکھتے ہین کہ مجھ سے سوائے فرائض نماز و روزہ کے کوئی عبادت نفل ادا نہین ہوتی ابلیس کا ایک یہ بھی مکر ہوتا ہے کہ انسان عمل نہین کرتا مگر وہ اُسکو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ غفور و رحیم ہے تیری مغفرت ضرور ہو جاویگی وہ آدمی اسی دھوکے مین مبتلا رہ کر مر جاتا ہے مین اللہ سے دعا کرتا ہون کہ وہ مجکو مکر شیطان سے بچا کر عمل صالح کی توفیق بخشے۔

حج - کے مفصل حالات حصۂ اوّل مین ہم لکھ چکے ہین۔

زکوۃ ہر سال مطابق نصاب زکوۃ ادا کرتے تھے اور اقسام ہشت گانہ کے مراعات کو مقدم رکھتے تھے مقدار زکوۃ الوف کثیرہ تک پہونچ جاتی تھی۔

ادعیہ و اوراد والاجاہ کا بیشتر وقت شبانہ روز خلوت ہو یا جلوت مشغلۂ کتاب و سنّت اور ذکر و فکر و یاد الہی مین گذرا کرتا تھا دنیا کے کاروبار اور معاملات نظم و نسق ریاست کے اوقات مین بھی اکثر تسبیح و تحلیل اور درود و سلام اُنکے وردِ زبان رہتا تھا وہ ہمیشہ قبل فجر فراغ حاجت کے بعد نماز سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن حکیم کی کیا کرتے تھے اسکے بعد مناجات اور حصن حصین کا کچھ حصہ روزانہ بالالتزام پڑھا کرتے تھے

بہت زیادہ ہوگی اس سے کون بچائے گا۔

یہ انکی ایک معمولی عادت تھی کہ کبھی کسی اعلیٰ یا ادنیٰ آدمی سے آنکھ ملا کر بات نہین کرتے تھے اور ہمیشہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کرتے تھے حسب ونسب اگرچہ دونون حیثیتون سے ممتاز تھے تاہم انکو اسپر کسی قسم کا فخر نہ تھا چنانچہ خود لکھتے ہین

فخر نسب سے احتراز

مجکو نہ اپنے نسب پر فخر و ناز ہے نہ اپنے حسب وجاہ پر مجکو اعتماد نہ اپنے علم پر کچھ مباہات مین خوب جانتا ہون کہ اگر مین بلا واسطہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا تب بھی ثواب وعذاب مین عام امت کیطرح ہوتا اور اگر حسب مین کسی امام مجتہد یا کسی بادشاہ کا لخت جگر ہوتا تب بھی اس نسبت کو میری نجات اخروی مین کوئی دخل نہوتا۔ خدا کے نزدیک تقوے اور طہارت کا اعتبار ہے نہ شرافت و امارت کا ایک جہان اسی خبط مین گرفتار ہو کر ہلاک ہوگیا ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم   ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است

ہان البتہ سید اگر عالم عامل اور عارف ہوتا ہے۔ تو وہ عالم و عارف غیر سید سے شرف مین زاید ہوتا ہے۔ اور اگر جاہل بددین بدعقیدہ بدعتی ہوتا ہے تو وہ حسب ونسب اُسکے کچھ کام نہین آسکتا ؎

پسر نوح با بدان بنشست   خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند　　پے نیکان گرفت مردم شد

بظاہر تو صاحب حسب و نسب و علم ہونا فخر و امتیاز کا باعث ہے لیکن ان فضائل و مزایا کے نتائج و تبعات روح کو تحلیل کیئے دیتے ہین شریف بے تقویٰ اور صاحب حسب بے طہارت اور عالم بے عمل کی عقوبت ان لوگون سے بہت زیادہ ہوگی جو یہ فضائل نہین رکھتے اگر ایک جہت سے وہ بچے گا تو دوسری جہت اسکے لیئے موجب ہلاکت ہے۔

فلو کان رمحا واحدا لاتقیتہ　　ولکنہ رمح وثان وثالث

ماکولات و مشروبات

طعام لذیذ اور اغذیۂ لطیف کے اگرچہ دل سے شائق تھے مگر کبھی اپنی زبان سے کسی شے کی فہمایش نہین کرتے تھے جو وقت پر سامنے آجاتا کھا پی لیتے تھے۔ انہماک علم اسقدر رہا کرتا تھا کہ بعض اوقات مختلف الانواع طعام مین امتیاز انکو نہین ہوتا تھا۔ ماش کی دال سے انکو بیحد رغبت تھی بعض وقت والدۂ مرحومہ قبل نکاح ثانی رئیسۂ عالیہ تفننًا اُنکے سامنے ارہر کی دال رکھدیتی تھین اور وہ اسکو ماش کی دال سمجھکر برغبت تمام کھا لیتے تھے اور انکو خبر بھی نہین ہوتی تھی اور والدۂ مرحومہ ہنسا کرتی تھین اگر کسی وقت انکو غذا پسند نہین آتی تھی تو تھوڑا سا کھا کر ہاتھ کھینچ لیا کرتے تھے۔ کبھی زبان سے اُسکو بُرا نہین کہتے تھے کبھی کبھی موسم سرما مین چاء بھی پی لیا کرتے تھے مگر اسکے

عادی نہین تھے۔ سفر مین بھی کبھی کبھی ریلوے اسٹیشن کے رفریشمنٹ روم سے چاے منگاکر استعمال کیاکرتے تھے۔ ساری عمر مین دوچار بار حقہ اور سگریٹ پینے کا بھی اُنکو اتفاق ہوا۔ ترشی خصوصًا جغرات سے اُنکو خاص رغبت تھی اور سرد پانی کے بہت شائق تھے۔ پانی کو منھ سے پھونکنا مکروہ جانتے تھے۔ اور جرعہ جرعہ کرکے تین بار مین پیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے آنحضرت صلعم کوبھی سرد پانی بہت مرغوب تھا شیرینی سے اُنکو بالطبع رغبت نہ تھی مگر مفید وسنت سمجھکر کچھ نہ کچھ ضرور کھالیا کرتے تھے کھانے مین کثرت تنوعات سے اُنکو نفور رہا کرتا تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ کھانے مین بھی اسراف وتبذیر ہوا کرتاہے۔ خدا فرماتاہے کُلُوا واشربوا ولا تُسرِفُوا اِنَّ اللّٰہ لا یُحِبُّ المُسرِفِین سب سے زیادہ بہترین غذا چٹنی روٹی اور سرکہ ہے جسکو عرب کا شوربا کہنا چاہیے۔ کھانا کھاتے وقت زیادہ تر تین اُنگلیان استعمال کرتے تھے۔

لباس پوشاک وزینت

لباس سادہ اور سفید اُنکو بہت پسند تھا کرتہ گھنڈی دار اور دہلی کی وضع کا انگرکھا نیچی چولی کا اور دہلی کی وضع کی گول ٹوپی اور پاجامہ استعمال کیاکرتے تھے۔ پاپوش اکثر پنجابی وضع کی ساخت امرتسر استعمال کرتے تھے۔ بعض اوقات عام رواج کے موافق رئیسۂ عالیہ کی مرضی دیکھکر

مختلف الالوان اور نیم رنگ لباس بھی پہن لیا کرتے تھے البتہ اسکا لحاظ اُنکو بہت رہتا تھا کہ لباس خوش وضع اور خوش قطع ہو اور عطر اور خوشبو سے بسا ہوا اور معطر ہو مواقع دربار پر یا تقاریب سرکاری اور عیدین مین مجبورًا اُنکو مالائے مروارید زیب گلو اور سرپیچ مرصع اور کلاہ دپٹی مرصع مروارید وجواہر زیب سر و کمر کرنا پڑتی تھی مگر ان تکلفات امیرانہ وشاہانہ سے اُنکے قلب کو سخت اذیت محسوس ہوا کرتی تھی اور جلد سے جلد اسکی تبدیلی مین کوشش کیا کرتے تھے وہ عباء عربی اور زیِّ عرب کو دل سے عزیز رکھتے تھے اور عیدین کو بالتخصیص عباء عربی سے ملبوس ہوا کرتے تھے مقالۃ الفصیحہ مین لکھتے ہین کہ عربیت نسب اور عربیت زبان دونون چیزین ہمارے لیئے باعث فخر ہین۔ وہ ہمکو حضرت سید اولین وآخرین اور افضل انبیاء مرسلین فخر موجودات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے قریب کر دیتی ہین۔ اسکے بعد ابو عثمان نہدی کی روایت بغوی سے نقل کی ہے جسکا ماحصل یہ وجملے ہین

عَلَیکُمْ بِلِباسِ ابیکم اسمٰعیل وایاکم والتنعم

اپنے باپ اسمٰعیل کے لباس کو اختیار کرو اور تنعم اور وضع عجم سے بچتے رہو۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر خدا کسیکو اپنی نعمت اور غنا عطا کرے تو اسکا اظہار بھی بندہ پر لازم ہے اچھے قیمتی لباس کا پہنا اگر عجب وغرور کے طور پر نہو تو تحدث بنعمت اللہ مین داخل ہے لیکن ہر مسلمان خدا پرست پر

جو حتی الوسع کبھی ترک نہین ہوتا تھا رات کو جب بستر استراحت پہ جاتے تھے تو تسبیح فاطمہ۔ آیت الکرسی۔ سورۂ فاتحہ۔ ہر چہار قل۔ سید الاستغفار اور کلمۂ توحید و تمجید پڑھ کر سویا کرتے تھے اوقات وضو اور نماز مین آداب و سنن کو ملحوظ رکھا کرتے تھے آغاز وضو پر بسم اللہ اور ختم وضو پہ کلمۂ شہادت اور دعاے ماثور پڑھا کرتے تھے اسی طرح وقت اکل و شرب و لباس و قصد قضاے حاجت وغیرہ دعاے ماثور پڑھ لیا کرتے تھے۔

تورع و تقوی

تورع و تقوی اسقدر انکی طبیعت پر مستولی تھا کہ جو رقوم سوائی ناجائز انکے مواضع جاگیر یا ہم لوگون کے دہات جاگیر سے وصول ہوا کرتی تھین انکا لینا یک لخت ترک کر دیا تھا اور جسقدر رقوم ابتداءً وصول ہو چکی تھین انکا حساب کرکے مبلغ ستائیس ہزار روپیہ رقوم سوائی ناجائز کا خزانۂ عامرۂ ریاست مین واپس کر دیا تھا رئیسۂ عالیہ خلد مکان نے انکی ایثار نفسی اور پابندی شرع کو از راہ قدر شناسی و حق پرستی ملحوظ رکھکر اسکے معاوضہ مین ایک دوسرا موضع جمع اصلی پر عنایتاً عطا فرما کر اس نقصان کی تلافی کر دی اسکے متعلق والا جاہ لکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے رقوم سواے کے معاوضہ مین ایک گانون جمع اصلی پر دلوایا جو کام خالصتاً للہ تعالے ہوتا ہے اسکا اجر نہ دنیا مین برباد جاتا ہے نہ آخرت مین۔

مین رئیسۂ عالیہ کو ایک واسطہ سمجھکر انکا شکر گذار ہون اور اللہ تعالے کے

شکر سے تو بالکل ہی قاصر ہوں وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ
جس مالک حقیقی نے یہ رزق بوجہ حلال دیا ہے وہ حی وقیوم ہے اگرچہ مین میت ہون وہ چاہے گا تو یہ حالت باقی رہے گی اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ اور اگر وہ نہ چاہے گا تو پھر ساری دنیا چاہے کچھ نہو گا۔
وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ

خشیت الٰہی

وہ لکھتے ہین کہ باللہ العظیم[1] جو احسان وانعام وامتنان واکرام اللہ تعالے کا مجھ ظلوم وجہول پر روز ولادت سے اسوقت تک ہوا ہے انکا شمار دائرۂ حساب سے باہر ہے اور جسقدر معاصی ظاہر وباطن ابتدائے پیدائش سے ابتک مجھ سے وقوع مین آئے ہین اور برق خاطف کیطرح ہر وقت اس دل غفلت شعار پر گزرا کرتے ہین انکا حساب و استحصا اندازۂ شمار سے خارج ہے ہر ایک خطرہ جو میرے دل مین گذرتا ہے وہ مجکو فی الفور طرد ولعن کا مستحق بنا دیتا ہے مگر اسکی رحمت مجکو مایوس نہین ہونے دیتی اسلیئے کہ مین مسلمان ہون اور میرے ماں باپ بھی مسلمان تھے ورنہ مجکو خسف ومسخ اور خلود فی النار کا پورا استحقاق ہے۔ ہان اگر علم الٰہی میرے نجات کے لیئے سابق ہو چکا ہے

---

[1] ابقاء المنن صفحہ ۵

تو مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ سارا کفر وضلال میری موت سے پہلے حسن خاتمہ کی وجہ سے انشاء اللہ تعالی ہبا منثوراً ہوجاویگا۔ اور اگر خدا نخواستہ قلم تقدیر اور طرح پر جاری ہوچکا ہے تو مین اگرچہ علم اور عمل مین فرید عصر اور وحید دہر ہونگا تب بھی یہ فضائل میرے کچھ کام نہ آئینگے معہذا چونکہ اللہ تعالی نے حسن او رسوء عمل کو میزان سعادت وشقاوت قرار دیا ہے۔ اسلئیے میرا دل یہی چاہا کرتا ہے کہ مجھ سے وہ فعل ظہور مین آئے جو میرے معبود حقیقی وحدہ لاشریک کو پسندیدہ ہو واللہ مین اپنے نفس کو ایک ذرہ برابر کسی فضل خدا کا مستحق نہین پاتا نہ دنیا مین نہ آخرت مین۔ بلکہ روئے زمین پر جسقدر عاصی ہین مین اُنکے صف نعال مین کھڑا ہونیکا مستحق ہون اسلئیے کہ دنیا مین صدہا ہزارہا لوگون سے مال و جاہ دنیا مین زیادہ ہون حالانکہ جو لوگ عقل وشعور مین مجھسے بمراتب بہین زیادہ فہم ودانش رکھتے ہین اور دنیا مین مشارٌالیہ ہین وہ تو حاجت مند ہین اور مین باین عدم عقل وشعور اور ناتوانائی ان سے اسباب ظاہری مین فوقیت رکھتا ہون یہ خدا کا مجھ پر احسان عظیم اور انعام عمیم نہین ہے تو کیا ہے کہ جو بظاہر اہل استحقاق ہین وہ تو محروم ہین اور ایک مجھ سا غیر مستحق اسطرح نعمت الٰہی مین مستغرق اور متقلب ہے مجکو بڑا خوف اسکا ہے کہ اللہ تعالی دنیا تو دوست ودشمن دونون کو دیتا ہے مگر دین بجز اپنے دوست کے کسیکو نہین دیتا۔

حلیہ و اخلاق و شمائل

حلیہ میانہ سڈول موزون قد نہ طویل نہ قصیر کھلا ہوا ملیح رنگ مائل بہ صباحت بھرے ہوئے رخسار سیدھی ستوان ناک کشادہ پیشانی۔ کتابی خوبصورت چہرہ میانہ سر و گردن و ساقین چوڑا سینہ مختصر ریش متناسب اندام۔

عام سیرت و اخلاق نہایت خوش خلق شیرین کلام کم سخن ظریف الطبع آزاد و بے پروا مزاج لطیفہ سنج کثیر الحلم قلیل الغضب منکسر و متواضع سب و شتم سے کبھی انکی زبان آلودہ اور آشنا نہین ہوئی جب انکو کسی خادم پر بہت غیظ و غضب آتا تو انکی زبان سے جو سخت سے سخت دشنام نکلتی وہ یہ تھی کہ اسکو کاٹ کا احمق کہکر خطاب کرتے تھے اور دوران غضب مین پیشانی پر ہاتھ رکھکر لاالہ الااللہ کہا کرتے تھے۔

عیدین اور جمعہ کو جب وہ عیدگاہ یا مسجد کے دروازے پر پہونچتے تو اپنا جوتہ خود اُٹھاتے اور جھاڑتے تھے اگر کوئی خادم سر پر آفتاب گیر لگانا چاہتا تو فوراً روک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس دھوپ سے آفتاب محشر کی گرمی

لازم ہے کہ وہ اپنا لباس سادہ رکھے اور موٹا خشن بھی کبھی کبھی پہن لیا کرے
انکی عادت تھی کہ بعض اوقات اگر کپڑا پھٹ جاتا تھا تو اپنے ہاتھ سے اسمین
پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ اگر رئیسہ عالیہ کی نگاہ اتفاقاً اُسپر پڑ جاتی تھی اور
وہ ناخوش ہوتی تھین تو وہ مسکرا کر اور سر جھکا کر خاموش ہو جاتے تھے اسیطرح
اگر جوتا کسی جگہ سے نکل جاتا تھا تو خادم کو حکم دیکر اُس مین پیوند لگوا لیتے تھے
اور فرمایا کرتے تھے کہ پیوند لگانا رسولخدا صلعم کی سُنت ہے۔ کبھی کبھی
ایسا ضرور کرنا چاہیئے انگشتری ہمیشہ دست چپ مین پہننا پسند کرتے
تھے اور کہا کرتے تھے کہ جمشید کا قول ہے کہ دست راست کو تو بجائے خود
شرف حاصل ہے فروتر کی عزت بڑھانا چاہیئے انگریزون کی نسبت
انکا قول تھا کہ مجکو اس قوم کی یہ بات بہت پسند ہے کہ اپنے لباس قومی
و معاشرت مین سب یکسان ہین۔

سواری

زمانۂ امارت و غنا مین معمولاً وہ پالکی پر سوار ہوا کرتے تھے
اور مواقع دربار و جلوس یا سیر و تفریح کے وقت بگھی پر
سوار ہوا کرتے تھے ہاتی پر بھی چند بار سوار ہونے کا اتفاق ہوا۔ مگر طبعاً
اس سے کراہیت رکھتے تھے حالت سفر مین جب ریل بھوپال تک
نہ تھی قبل امارت و غنا اور بعد ترقی منصب و جاہ اکثر اوقات انکو گھوڑے
کی بھی سواری کا اتفاق ہوا۔ اور دوران زمانۂ حج مین اونٹ پر بھی

وہ سوار ہوئے مگر گھوڑے کی سواری کو وہ تمام سواریوں پر ترجیح دیا کرتے تھے اور یہ حدیث پڑھا کرتے تھے۔ الخیر فی نواصی الخیل

مکان اور مصارف ذاتی

قبل امارت وغنا اور بعد امارت وغنا نہ کبھی کوئی مکان ذاتی اُنھون نے اپنے لیئے بنایا اور نہ مصارف ذاتی مین کبھی اُنھون نے اپنی استطاعت سے قدم باہر رکھا۔ بعد نکاح رئیسۂ عالیہ تو اُنکا ذاتی صرف نہایت قلیل واقل تھا۔ رئیسۂ عالیہ کے محل مین اُنکا قیام تھا اور تمام اُن کے مصارف کا بار رئیسۂ عالیہ کی ذات پر تھا صرف بوقت ضرورت وہ کاغذ، قلم ودوات اور خطوط وغیرہ کا معمولی خرچ اپنی جیب خاص سے کیا کرتے تھے۔ البتہ ہزارون روپیہ سالانہ وہ اپنی جاگیر سے صلۃ الارحام مراعات اہل حقوق امداد مساکین وبیوگان اور یتامی اور اہل حاجت اور غربای وطن پر صرف کیا کرتے تھے جسکی صحیح تعداد کا علم خود ہم لوگون کو بھی باوجود انکی اولاد ہونے کے نہ تھا بعد وفات اُنکے جب باشندگان قنوج اور اہل حاجت کی درخواستین آنا شروع ہوئین اور انکی فہرست اسماء مرتب ہوئی اسوقت علم ہوا۔ انمین سے بعض لوگون کی امداد تو ہم لوگون نے بدستور جاری رکھی اور جو باقی بچے انکا وظیفہ رئیسہ عالیہ نے مراحم شاہانہ سے اپنی ڈیوڈھی خاص سے مقرر فرما دیا

جزاہا اللہ خیرا۔ ابقاء المنن مین وہ خود لکھتے ہین کہ میرے[1] پاس کوئی جائداد ذاتی نہین رئیسۂ عالیہ کے گھر مین مستعار رہتا ہون جس دن مر گیا اس دن میرا گھر خانۂ گور ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے احدا لبحر مین مین موت دی جسکی تمنا دامنگیر ہے تو محض اللہ کا فضل ہوگا۔ میرزا مظہر جانجانان شہید کرایہ کی خانقاہ مین رہا کرتے تھے حالت مقدرت مین بھی انھون نے کوئی گھر نہین بنایا کسی نے اُنسے اُسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ چھوڑ جانے کو اپنا گھر اور غیر کا گھر برابر ہے ؂

دشت لقمان سیکے کریچۂ تنگ — چون گلوگاہ نے وسینۂ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے — کاین چہ خانہ ست یک بدست وسہ پے
بادم سرد وچشم گریان پیر — گفت ہذا لمن یموت کثیر

معاملات خلق وعباد

معاملات خلق مین وہ غایت درجہ مسامحت سے پیش آیا کرتے تھے ایک جگہ لکھتے ہین کہ بہت سے لوگون نے مجھ سے ہزارہا روپیہ قرض لیا لیکن کسی نے نصف قرض ادا کیا اور کسی نے کچھ نہ دیا شاذ و نادر ایسے بھی تھے جنھون نے پورا قرض ادا کر دیا۔ بعض نے محض دھوکا دیکر مال مار کھایا۔ من خدعنا باللہ انخدعنا لہ ؂

---

[1] ابقاء المنن صفحہ ۲۸،

دیدیم ہر کسے بجہان ہوشیار بود   کردیم طرح عالم مستی برائے خویش

مین نے اُن مین سے اکثر کو معاف کردیا اور آخرت کا مواخذہ اُنکے سر نہین رکھا بات یہ ہے کہ یہ لوگ اب بھی مجھ سے کہین بہتر ہین اگر انمین ایک نقصان ہے تو صدہا ہزارہا کمال بھی ہین مین اگرچہ فریب دنیاداری مین انکا شریک نہین ہون تو اس سے کیا ہوتا ہے مجھ مین صدہا عیوب ان سے زیادہ ہین عصمت نہ اُنکے لیئے ہے نہ میرے لیئے ؎

مَن ذاالذی ما ساء قط   ومن لہ الحسنیٰ فقط

اولاد واقربا کی محبت

اگرچہ انکو احقاق حق و ابطال باطل اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین یگانہ اور بیگانہ کسیکی بھی پروا نہ تھی اور خدا کی محبت کے آگے وہ دنیا مین خواہ کسیکی محبت ہو لاشئے محض سمجھتے تھے۔ مگر اُنکو اپنی والدہ واخوات اور برادر مرحوم ومغفور اور بالخصوص اپنی اولاد سے غایت درجہ کی محبت تھی اور اسکو دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ یہ محبت درجۂ عشق تک پہونچی ہوئی تھی اسی طرح اقارب کی پاسداری اور صلۂ رحمی انکی زندگی کی ایک جزو لاینفک تھی۔ اور اپنی اولاد اور خاندان کی عزت وجاہ ومال وحرمت کی نگہداشت مین وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے تھے۔

جدّ مرحوم نے جب وفات پائی اسوقت وہ بہت کمسن تھے گھر مین جو کچھ
سامان متروکہ تھا خواہ کتب خانہ ہو یا اسلحہ اور پارچہ جات وغیرہ وہ سب
عموی مرحوم نے لے لیا اور جس طرح چاہا اس سامان مین تصرف کیا۔ انکو اپنے
والد محترم کے ورثہ مین سے بجز چند کتب کے کوئی شے نہین ملی مگر وہ کبھی اپنے
برادر معظم کے ساتھ کسی امر مین مزاحم اور اُن سے کسی شے کے طالب نہین
ہوئے اللہ تعالے نے اُسکے معاوضہ مین انکو اُس مال واسباب سے دو چند
سہ چند بلکہ صد چند دیدیا۔ ابقاء المنن مین وہ لکھتے ہین کہ مین افسوس
کرتا ہون کاش اگر وہ زندہ ہوتے اور والدہ اور اخوات بھی موجود ہوتین
تو آج مین انکی خدمت کما حقہ بجالاتا۔ یہ آسودگی اور فراغ بالی مجکو اُنکے
انتقال کے بعد حاصل ہوئی مین نے اپنے والدین اور برادر و اخوات کے
جانب سے فریضۂ حج ادا کرایا اور مسجد و پل اور سراے تعمیر کرائی
اللہ تعالی اُن سب پر رحم کرے۔

پھر لکھتے ہین کہ مجکو میری اولاد حسب شرعی کے مطابق اسقدر محبوب ہے
کہ مین کسی شے مین اُنسے دریغ نہین کرتا اور اللہ تعالے سے یہ دعا کرتا رہتا
ہون کہ وہ بعد میرے کسیکے محتاج نہون اللہ ہی اُنکا متکفل دارین ہے
وہو یتولی الصالحین۔

وصیت نامہ مین لکھتے ہین کہ بھائی بہن اور انکی اولاد سے اتفاق رکھنا

چاہیئے اسلیئے کہ صلۂ رحم واجب ہے نا اتفاقی سے خانہ بربادی ہوتی ہے اور دولت وعلم کی برکت زائل ہوکر رہتا ہی اور بدنامی لاحق حال ہوتی ہے اگر بشریت کی راہ سے کوئی بات شکر رنجی کی پیش آجائے تو طرفین کو جلد ایک دوسرے سے صفائی کر لینا چاہییے اور متعذر کا عذر قبول کر لینا چاہییے ورنہ اللہ تعالیٰ اُسکا عذر بھی یوم الحساب مین قبول نکریگا ایسے ہم نشینون سے خواہ وہ دوست ہون یا عزیز و قریب جو جھوٹ اور سچ ملا کر ایک بات دوسرے کو پہونچاتے ہین اور باہم نفاق پیدا کرانا چاہتے ہین بہت بچنا چاہیئے۔ ہمنشین بد وہ ہے جو دین مین ضعیف اور دنیا کے عیش و تنعم مین مستعد و سرگرم ہو سلف سے خلف تک تمام اکابر یہی نصیحت کرتے چلے آئے ہین۔

شکر محسن مجازی

محسن مجازی کا شکر بھی منعم حقیقی کے شکر کیطرح ادا کرنا بقاءِ نعمت کے لیئے ایک وسیلۂ جمیلہ ہے اور کفران نعمت کرنا یا اسکی مدح وثنا سے خاموش رہنا زوال دولت کا باعث ہے ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے نزدیک مبغوض ہوتا ہے اور افضال الٰہی سے محرومِ رہتا ہے غیر معصیت خدا مین اُس کی رضامندی کو تمام امور پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ اور اُسکا حفظ مراتب مدنظر رکھکر اپنے کو ایک ادنی تابع فرمان اور خادم وفادار بنانا یہی

کمال عدل ہے۔ رئیسۂ عالیہ ادام اللہ علیہا النعم پر ہمارا کوئی استحقاق نہ پہلے تھا نہ اب ہے انھون نے محض اپنے جود و کرم سے مجھ پر اور میری اولاد پر اسقدر نوازش فرمائی اور احسانات کیئے جو دائرہ حصر سے خارج ہین اور مجھ سے اُنکی خدمت واجب اور مکافات کا کوئی حق بجز اسکے کہ مین ہزار زبان اور لاکھ دل سے ہردم انکا شکر ادا کرون اور اُنکے لیئے دعائے عافیت دارین مین مشغول رہون ادا نہین ہوا البتہ اُنکی اطاعت ظاہری جس کی کچھ حقیقت نہین ہے جہانتک مجھ سے ہو سکا اور ہو سکتا ہے بجا لاتا ہون اور کسی چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے امر مین اپنی نیت و ارادہ سے اُنکی مخالفت روا نہین رکھتا اسلیئے کہ شاید یہ بھی کہین کفران نعمت الٰہی مین داخل نہ ہو اسی طرح تم سب پر بھی فرض عین ہے کہ اپنے کو ایک ادنیٰ فدوی سمجھکر ہمیشہ مستعد رفاقت و خدمت و اطاعت رہو اور کسی حال مین اُنکی رضامندی کے خلاف کام نہ کرو اس سے بڑھکر اور کیا احسان ہو سکتا ہے کہ انھون نے تمکو بلا استحقاق و لیاقت کے معاش کی جانب سے مستغنی کر دیا تم پر لازم ہے کہ اُنکے مخالفین و اعدا کے ساتھ کسی قسم کا واسطہ ظاہری و باطنی نرکھو میرا یہ حال ہے کہ اگر وہ مجکو حکم دین کہ مین تم سب سے علیحدہ ہو جاؤن تو ہرگز مجکو انکی تعمیل حکم مین ایک دم کا تامل نہوگا یہی شیوہ تمکو

اختیار کرنا چاہیے اُنکے مقابلہ مین کسی دوست و آشنا اور اہل و عیال کی محبت تمکو عائق و مانع نہو۔

راستبازی اور جرات و آزادی

حق و صداقت کے مواقع پر اور معصیت الٰہی کے مقابل مین کبھی اُنکو کسی خویش و بیگانہ اور حاکم محکوم کی مطلق پروا نہین ہوتی تھی وہ ایک شمشیر برہنہ اور سیف من سیوف اللہ مین سے تھے جب کسیکو حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے دیکھتے تھے یا میلان معصیت اور وہن و مداہنت دین اور ضعف اسلام کسی مین پاتے تھے تو تحریرًا اور تقریرًا فورًا اُسکی مدافعت و اصلاح پر آمادہ ہوجاتے تھے زمانۂ انتزاع خطاب مین مخالفین واعدائے طرح طرح کے لایعنی الزامات اور مفتریات لگاکر انکے اخراج وحبس دوام وقتل وہلاکت کی کوشش کی اور انکی مولفات کو جہاد اور مخالفت گورنمنٹ پر مبنی ٹھہرایا اور مشغلۂ تالیف و تصنیف مین مزاحمت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا مگر انکا قلم فیض رقم ایک لحظہ اور ایک لمحہ کے لئیے احقاق حق اور ابطال باطل سے نہین رکا دوران انتزاع خطاب وحادثۂ فاجعہ مین جو کتابین انھون نے جس دلیری اور آزادانہ طریقہ سے لکھین اور شایع کین وہ اس دعوے پر شاہد عادل اور دستاویز موثق و مختتم ہین۔ وہ آخر وفات تک یہ ہی کہتے رہے۔

لَا طَاعۃ لِمخلوق فی معصیۃ الخالق معصیت الٰہی مین کسی شخص کی اطاعت لازم نہین ہے وَمَن یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخَاسِرِیۡنَ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کریگا اوسکو خدا کبھی قبول نکریگا ایسا شخص آخرت مین خائب و خاسر ہوگا افضل الجہاد کلمۃ حق عِنۡدَ سلطان جائر افضل جہاد یہ ہے کہ سخت گیر ظالم کیسامنے کلمۂ حق کہنے سے باز نرہے من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ذٰلک اضعف الایمان ۔ جب کوئی شخص کسی فعل منکر کو دیکھے تو اوسکو ہاتھ سے مٹادے اگر اتنی قدرت نہو تو زبان سے اوسکی تردید کرے اور اگر اتنی بھی قدرت نہو تو دلسے اوسکو مکروہ او مبغوض کہے یہ ایمان کا ایک ادنے درجہ ہے ۔ ایک مقام پر لکھتے ہین ۔

شہبازے باید کہ درین رستخیز مصائب وطوفان ضلالت خودرا بہمت عالی وعزم متلالی ازین ورطۂ ہلاکت بساحل نجات افگند وشعائر اسلام را برجمیع مراسم عالم تقدیم دہد برابر رضاے الہی واتباع رسالت پناہی از جملہ خویش وبیگانہ بگسلد واز ہمگنان

اس محشر مصائب اور طوفان ضلالت مین ایک ایسے شہباز کی ضرورت ہی جو اپنے علو ہمت اور عزم راسخ کے ساتھ اس ورطۂ ہلاکت سے نکلنے اور ساحل نجات پر پہونچنے کی کوشش کرے اور شعائر اسلام کو تمام دنیا کے مراسم پر مقدم رکھے اور رضاے الٰہی

کنارہ گیر شدہ ہمنشین مجالس علوم   اور رسولخدا صلعم کے اتباع کے مقابل میں
کتاب وسنت گردد۔   اپنے بیگانے سب سے کنارہ کش ہو کر علم کتاب
وسنت مین مشغول رہے۔

بیلاے عشق رسواے جہانم کن یک چندے   نصیحتہاے بیدردان شنیدن کی رزدوام

واللہ در القائل ؎

ملت عشق از ہمہ ملت جداست   عاشقان را مذہب و ملت خداست

اسی طرح رئیسہ عالیہ کے جانب سے اگر کوئی ایسا امر ظہور مین آتا تھا جو اُنکے
نزدیک خلاف کتاب وسنت ہوتا تھا تو فوراً بلا تامل اُنکے سامنے نصوص
کتاب وسنت پیش کرکے اسکی تلافی مکافات کی کوشش کرتے تھے مثلاً
ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تمام الاکین وعمائد کی تصویرین کھچوائی گئین اور
انکو بھی چند مرتبہ تصویر کھچوانا پڑی چونکہ یہ امر اُنکے نزدیک شرعًا جائز نہ تھا اسلیئے
خود انھون نے بذات خاص صدقات اور حسنات اور استغفار سے اسکی تلافی
کی کوشش کی۔ اور رئیسہ عالیہ کو بھی آمادہ کرکے اسکے مکافات پر
توجہ دلائی متعدد مرتبہ اس قسم کے واقعات پیش آئے مگر وہ دلالت
خیر سے باز نہین رہے۔

یہ ہی طرز عمل اور برتاؤ انکا خود اپنے اولاد واقربا کے ساتھ تھا۔ مجکو خوب
یاد ہے کہ عنفوان شباب مین مجکو پر تکلف لباس ومکان وآرایش و

زیب و زینت جسمانی کا بہت شوق تھا اور شب و روز مشغلہ شعر و سخن مین مصروف رہا کرتا تھا میرے بہنوئی ابو تراب میر عبد الحی خانصاحب مرحوم و مغفور کو مہمان نوازی اور خاطر و مدارات احباب مین از حد غلو رہا کرتا تھا۔ اور میرے برادر معظم مرحوم و مغفور کو صوفیائے عصر کی طرف زیادہ میلان تھا۔ اور تعدیل ارکان نماز کا اہتمام کم رہتا تھا قطع نظر اسکے مسجد مین ادائے صلوٰۃ کا اتفاق ہم سبکو بہت کم ہوا کرتا تھا۔ اور یہ امر اُنکے خاطر عاطر پر سخت گران و شاق ہوتا تھا۔ مگر وہ کسی وقت تنبیہ و تادیب و تہدید سے باز نہین رہتے تھے یہانتک کہ اُنھون نے اپنی بعض مولفات اور وصیت نامہ مین علی الاعلان ان امور پر اظہار ناراضی و افسوس کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ۔

بعض کو شوق تفریق مال اور گور پرست اور پیر پرست جاہل پیرزادگان دنیا طلب کے ہم نشینی کا شوق ہے۔ اور اہل و عیال کے حقوق سے غفلت کلی ہے اور بعض یاران زمانہ کی مہمان نوازی اور مدارات مین شب و روز مشغول و مصروف رہتے ہین۔ آپ نقصان اُٹھاتے ہین اور وہ لوگ کامیاب رہتے ہین۔ حالانکہ شریعت مین حقوق اقارب و اجانب کے حدود مقرر ہین اُنسے تجاوز کرنا داخل اسراف و تبذیر یا سفاہت و تعدی ہے اور بعض کو شوق آرایش و پیرایش لباس و مسکن کا ہے۔ اسمین اسراف ہوتا ہے ؎

همه اندر زمن بتو این است ۔۔۔ که تو طفلی و خانه رنگین است

پھر لکھتے ہین۔
جس جگہ نور محل کی اب عمارت ہے پہلے یہ ایک ویرانہ جگہ شہر پناہ سے باہر دامن کوہ مین واقع تھی جب اسکے جوار مین مین نے تین گھر (ہرسہ اولاد کے) آباد کیئے تو خدا سے کہا کہ رَبِّ اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور یہ تمنا تھی کہ اس مسجد کو میرے اخلاف آباد رکھینگے مین دیکھتا ہون کہ انمین سے کسیکو اوقات پنجگانہ مین اقامت نماز کی طرف توجہ نہین ہے گھر مین نماز پڑھ لین مگر مسجد تک انکا آنا دشوار ہے پھر اگر گاہ گاہ نماز کا اتفاق مسجد مین ہوتا ہے تو نماز اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ وہ مذہب فقیہ کے مطابق بھی صحیح نہین اہل سنت و صحاب معرفت کا کیا ذکر نہ قرأت درست نہ رکوع و سجدہ صحیح پھر اسپر دعوے ولایت و طی مقامات معرفت۔
مجھ پر واجب ہے کہ مین انکے لیئے دعاے خیر کرون حدیث مین والدین کو اولاد کے حق مین بد دعا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالے سے انکے لیئے حسن دارین کا خواستگار ہون نہ ہلاکت کا طالب ؎

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو ایمنی از تو مخافت ہم ز تو

ہوسکتا تھا کہ مین اس شکایت و حکایت کے باب مین ایک حرف بھی نہ لکھتا مگر سوزش دل نے اس نالش پر مجبور کیا ؎

گرفتم اینکہ بہ بندم زبان ز نالیدن تپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم

معمولات وہ روزانہ قبل طلوع فجر بیدار ہوا کرتے تھے۔ اور طلوع شمس اور وقت چاشت تک نماز و ذکر و فکر الٰہی اور تلاوت و اوراد و وظائف مین مشغول اور مستغرق رہا کرتے تھے بعد اسکے ایک گھنٹہ انکا وقائع نویسون کے معروضات متعلق ریاست سُننے مین صرف ہوا کرتا تھا۔ اُن سے فارغ ہوکر بغیر ایک لمحہ ضائع کیئے ہوئے تالیف اور مطالعۂ کتب وغیرہ مین مصروف ہو جاتے تھے یہانتک کہ ظہر کا وقت ہو جاتا تھا پھر ٹھیک دوپہر کے وقت تناول طعام سے فراغت پاکر آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ بالالتزام قیلولہ کیا کرتے تھے اسکے بعد بستر استراحت سے اُٹھکر اور نماز ظہر ادا کرکے عصر و مغرب تک نظم و نسق ریاست مین سرگرم کار رہا کرتے تھے۔ کبھی کبھی قبل مغرب سیر و تفریح کے لئے سوار ہوجاتے تھے پھر نماز مغرب پڑھکر اور تھوڑی دیر ضروری تار کی خبرین اور اقتباسات مضامین اخبار سنکر برادر معظم اور دیگر شائقین علوم کتاب و سنت کو درس دیا کرتے تھے۔ قریبًا ایک گھنٹہ سوا گھنٹہ تک یہ مشغلہ رہا کرتا تھا بعض علما بھی جو اسوقت موجود ہوتے تھے وہ سماعت درس مین شریک ہوجاتے تھے اسی اثناء مین شعرائے پائے تخت کا بھی مجمع ہوجایا کرتا تھا اور درس و تدریس کے بعد شعر و سخن کا چرچا اور لطائف شعریہ کا تذکرہ رہا کرتا نصف شب گزرنے کے بعد کھانے سے فارغ ہوکر بستر استراحت پر جاکر سو رہا کرتے تھے۔

ابقاء المنن کے صفحہ ۳۶ مین لکھتے ہین مین بن العشائین اپنے فرزند کلان کو کتاب وسنت وفقہ سنت اور تفسیر کا درس دیا کرتا تھا۔ اس درس مین دو چار اہل علم بھی شریک مذاکرہ رہا کرتے تھے درانداز ون نے اسکو بھی امر غیر واقع پر محمول کرکے یہانتک نوبت پہونچائی کہ مجکو ناچار درس و مذاکرہ سے دست بردار ہونا پڑا اور مین مصداق اس حدیث کا ہوگیا علیک بخاصۃ نفسک ودع امر العوام اب مدت پانچ سال سے درس بند ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ہان اگر اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے پھر امن دیگا تو کیا عجب ہے کہ مجکو اس کار خیر کی پھر توفیق حاصل ہو۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

سوال و قرض سے اجتناب اور طلب رزق حلال

حالت عسر اور یسر اور ضیق معیشت یا زمانۂ آسودگی مین کبھی انھون نے کسی امیر فقیر سے نہ سوال طعام و لباس یا کسی نقد و جنس کا کیا نہ کبھی سفر و حضر مین کسی شخص سے کچھ قرض و وام لیا نہ کسی کی نذر قبول کی زمانۂ غدر ہندوستان مین جب افواج کے ہاتھ سے انکا گھر تاراج ستم ہوگیا اور حفظ جان و آبرو کی وجہ سے انکو چند ماہ تک قصبۂ بلگرام مین اقامت اختیار کرنا پڑی تو انھون نے نان خشک پر قناعت کی اور ایک جامہ

ــلہ ابقاء المنن صفحہ ۳۸

خشن مین ایام گذاری کی چلتی روٹی کو غنیمت جانا لیکن سوال اور قرض کی ذلت سے احتراز کیا بعد ازان خدا نے اپنے فضل و کرم سے یہ تکلیف و مصیبت دور کر دی وہ لکھتے ہین آنحضرت صلعم نے دعا کی ہے اَللّٰھُمَّ اجعل رزق آل محمد قوتاً اس دعا کے مطابق عمر کا ایک ثلث حصہ بسی کفاف قوت کی حالت مین بسر ہوا۔ واللہ الحمد۔

پھر لکھتے ہین کہ مین اپنے وطن قنوج مین صغر سنی سے جامع مسجد کا امام و خطیب و واعظ رہا لیکن جاہ و عزت آبائی کے طریق پر نہ اجرت و خدمت[1] پھر جب طلب معاش مین بھوپال پہونچا تو یہان بھی گاہ گاہ ابتدا دورود مین بعض مساجد مین وعظ کہتا رہا۔ لیکن جب مین نے زمانہ کا حال دگرگون دیکھا تو یہ مشغلہ ترک کر دیا اسلیئے کہ میرے نزدیک اسباب فسق سے روٹی کمانا اس سے کہین بہتر ہے کہ آدمی دین کو شبکۂ حصول دنیا بنائے اور علم دین کو تحصیل معاش اور سوال و قرض کا ذریعہ ٹھہرائے ایسے لوگ غالباً علم و دین کے برکات سے دنیا و آخرت مین محروم رہتے ہین۔

اغیار سے التجا

وہ لکھتے ہین کہ دنیا کا عام دستور یہ ہے کہ عرض حاجت و مصیبت کے وقت لوگ ہر خسیس اور ہر ایک خسیس و نفیس سے عرض حاجت کرتے ہین خواہ آبرو

[1] ابقاء المنن صفحۂ ۴۱

دین و دنیا کی سلامت رہے یا دستبرد ذلت ہو جائے لیکن مجھ پر جب کبھی غم والم و تفکر کا ہجوم ہوتا ہے اور میں اپنے کو تدابیر سے عاجز پاتا ہوں تو اپنے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں اور جہانتک ممکن ہے اپنی تقدیر ہی پر رضامند و شاکر رہتا ہوں اگرچہ رضا بالقضا ہم سے کم ہمتوں کا کام نہیں ہے یہ مقام توصدیقین کا ہے لیکن بحکم ع بر من مسکین بکرم خویش نگر۔

یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ مجھ سے نالائق عاصی عاجز کو ذلیل نہیں کرتا اور ہر بلا اور ابتلا سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ واللہ الحمد والمنۃ۔

فقر و فاقہ سے خوف وہ کہتے ہیں کہ میں فقر و فاقہ[۱] اس سے بہت ڈرتا ہوں اس نظر سے کہ اکثر فقر و افلاس زوال دین کا سبب اور سوال و ذلت اُٹھانے کا یقیناً باعث ہوتا ہے لیکن چونکہ دنیا کا باطن سموم قاتلہ و اباطیل مفتعلہ خداع کثیر و مصائد و مکائد بسیار پر مشتمل ہے اور لوگ دنیا کے لیے باہم تباغض و تحاسد و تدابر و تقاطع اور انقباض سے پیش آتے ہیں اسلیئے مقدر پر شاکر اور مقدار میسر پر قانع رہنا خیر و برکت کی علامت ہے

یہ حدیث بہت کچھ تسلی بخش ہے

[۱] ابقاء المنن صفحہ ۱۴۱۔

فی الدنیا ان تکون بما فی یدیک اوثق بما فی یدی اللہ الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ

زہد و پرہیزگاری اس کا نام نہین ہے کہ جو چیز حلال و جائز ہے۔ اُس کو اپنے اوپر حرام ٹھہرالیا جائے۔ یا مال و متاع کو ضایع کیا جائے۔ زہد و ورع یہ ہی کہ دنیا مین جو کچھ تیرے پاس اور تیرے ہاتھ مین ہے تو اسپر بھروسہ اور وثوق نہ کرے بلکہ جو اللہ تعالےٰ کے خزانۂ غیب مین ہے اسپر تجکو کامل بھروسہ اور وثوق ہو۔

صحبتِ اغنیا اور اہل دول سے حتی الوسع احتراز

وہ لکھتے ہین[1] کہ ابتداء شعور سے مین اغنیاء و دولتمندون کی صحبت سے جدا رہا اگرچہ سفر دہلی مین مجکو بہت سے امرا اور دولتمندون سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور جب سے بھوپال مین ہون یہان بھی امرا اور رؤسا و راجگان و مہاراجگان ہند سے سفر و حضر مین ملاقات درجۂ مساوات کے ساتھ ہوئی اور بعض سے رسم خط و کتابت رہی لیکن مین کبھی کسی کا مصاحب و ہمنشین و ندیم نہین بنا میرے شیوخ کے وصایا مین سے ایک وصیت یہ بھی ہے جیسا کہ قول جمیل مین لکھا ہے

ان لا یصحب الاغنیا الا لدفع مظلمة عن الناس او بعث اعانتهم علی الخیر وھذا ھو وجه التوفیق

[1] ابقاء المنن صفحہ ۵۱

الاحادیث الدالتہ علیٰ ذم صحبتہ الملوک وبین ما صحبھم کثیر من العلماء الابرا

امیرا ور دولتمندون کی صحبت دو غرضون سے جائز ہے ایک تو یہ کہ دفع
مظالم کیا جائے دوسرے اس غرض سے کہ انکو اعمال خیر پر آمادہ کیا جائے
ایسی صحبت اُن احادیث کے تحت مین داخل نہین جنمین صحبت ملوک وسلاطین
کی مذمت کی گئی ہے بہت سے علمائے باخیر نے اسی بنا پر صحبت ملوک اختیار کی
پھر لکھتے ہین کہ رئیسۂ عالیہ بھی انھین روسا مین ہین جو غنائے ظاہری کی
ایک قسط عظیم رکھتی ہین لیکن بوجہ صحت عقد شرعی وہ اس صحبت ملوک منہی عنہ
سے خارج ہین علاوہ اسکے انکے عہد حکومت مین بہت سے منکرات وبدعات
وسیأات کا انسداد ہوا۔ اور مظلمہ کے نسبت معدلت زیادہ عمل مین آئی۔
مگر مین ایسے عذر لنگ کو بھی پسند نہین کرتا اور بجائے خود نادم رہتا ہون اور
اس ابتلا کو اپنے حق مین عقوبت خیال کرتا ہون ؎

جان بختم حذر از دوزخ جاوید نداشت　　خانہ در کوچۂ آسودہ دلانم دادند

بہرحال چونکہ اس سلسلہ مین مقید ہو چکا ہون اس لیئے اب ہزار ہاتھ پانون
مارتا ہون مگر رہائی کی کوئی صورت نظر نہین آتی نہ کوئی عافیت کا رستہ ملتا ہے ؎

پائے بستند و رہ سعی نشانم دادند　　دست و بازو بہ شکستند و کمانم دادند

اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من
خزی الدنیا و عذاب الاخرۃ۔

صحبت جہال سے احتراز وہ لکھتے ہین کہ مین صحبت[1] جہال سے
تہ دل سے بیزار رہتا ہون اور اہل علم کی صحبت کو دوست رکھتا ہون میرا دل
یہی چاہا کرتا ہے کہ ایسے لوگون کی صحبت ہو جو مذاکرہ علم یا ذکر الٰہی کرین ایسے
لوگ تو اس زمانہ مین کیمیا اور عنقا ہین خیر اگر ایسے ہی لوگ جمع ہون کہ وہ معاملات
دنیا مین گفتگو کرین تو ایسی گفتگو تو ہو جس سے قوت انتظامی اور تدبیر منزل وغیرہ
مین مدد ملے اور عقل و شعور مین ترقی و اضافہ ہو نہ یہ کہ اراجیف و خرافات
کا ذکر و تذکرہ ہو کبھی کسی کی غیبت کرین اور کبھی کسی کا نمیمہ جب بات کرین تو
جھوٹ بولین جب وعدہ کرین تو اسکے خلاف کرین جب اُنکے پاس امانت
رکھی جائے تو اُس مین خیانت کرین جب مخاصمت کرین تو لعن و طعن و دشنام
سے پیش آئین لوگ چار قسم پر ہین ایک محض عامی شخص جو نہ زبان رکھتا ہی
اور نہ دل ایسے لوگ حشائہ مردم ہین دوسرا وہ شخص جو زبان تو رکھتا ہے
لیکن دل نہین رکھتا۔ باتین تو عقل و حکمت کی کرتا ہے مگر عمل سے بالکل خالی ہی
لوگون کو خدا کی جانب رجوع ہونے کی ترغیب دیتا ہے مگر خدا سے خود بھاگتا
ہے آنحضرت صلعم نے ایسے شخص سے بہت خوف ظاہر کیا ہی اور فرمایا ہی
اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیم اللسان جاھل القلب
مجکو اپنی امت پر بڑا خوف اُن منافقین کا ہے جو علم زبانی مین تو طرار ہین

[1] اتقاء المنن صفحہ ۵۴۔

لیکن دل اُن کا جاہل ہے تیسرا وہ شخص ہے جو دل رکھتا ہے لیکن زبان نہین رکھتا ایسا مرد مومن کامل اور عاقل ہے چوتھا وہ شخص ہے جو زبان اور دل دونون رکھتا ہے یہ شان عالم باعمل کی ہے جو خود بھی عالم و عارف ہے اور اپنے اسوۂ حسنہ اور طرز عمل سے دوسرون کی بھی رہنمائی کرتا ہے

دنیا کی قدر و قیمت

وہ لکھتے ہین کہ میرے[لہ] پاس اگرچہ دنیا بہت ہے۔ مگر مین آخرت کو راس المال اور دنیا کو مثل ربح کے سمجھتا ہون دنیا میرا اہم نہین ہے مجکو علم ہے کہ جو شخص نیت خالص کے ساتھ دنیا سے بھاگتا ہے اور طالب آخرت ہوتا ہو دنیا اسکے پاس دوڑ کر آتی ہے اور جو شخص دنیا طلبی مین اپنی تمام ہمت صرف کر دیتا ہے اور رات دن اسی دھن مین غرق رہتا ہے اُسکو دنیا اُسکے تمنا کے موافق نہین ملتی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ

ان اللہ یعطی الدنیا علی نیۃ الاخرۃ ولا یعطی الاخرۃ علی نیۃ الدنیا

اللہ تعالےٰ طلب آخرت کی نیت پر دنیا عطا کیا کرتا ہے لیکن دنیا طلبی کی نیت پر آخرت ہاتھ نہین آتی پھر لکھتے ہین کہ مجکو اور میری اولاد کو غیرت اس بات کی چاہیے کہ دنیا کو دین پر ترجیح نہ دین دنیا ایک خواب و سراب اور ظل زائل ہے نہ کسی کے پاس رہی ہے نہ رہیگی وہ چیز جو انسان کے ساتھ

لہ ابقاء المنن صفحہ ۵۶،

قبر میں جاتی ہے۔ وہ اعمال صالحہ اور علوم نافعہ ہیں۔

محاسبۂ نفس وہؒ لکھتے ہین کہ اگر ہر ساعت مین انسان محاسبۂ نفس نہ کر سکے تو محاسبۂ صبح و شام سے کون چیز مانع ہو سکتی ہے۔ جبکا حساب اس جگہ پاک ہے اُسکو وہان کے محاسبہ کا کیا باک آخرت مین انسان چار طرح پر ہون گے۔ فائزین۔ ناجین۔ معذبین۔ اور ہالکین۔ ہم سے لوگ اگر نجات پانے والے گروہ مین محشور ہون تو غنیمت بارده ہے اگر معذبین مین مبعوث ہون تو عدل ہے ورنہ ہالک ہونا تو حالت راہنہ کی نظر سے نقد وقت ہے۔

صفائی معاملہ والاجاہ ہر معاملہ مین صفائی کو پسند کرتے تھے اور انتہائی کوشش ہر معاملہ کی صفائی مین کرتے تھے چنانچہ اُنکے وفات کے بعد جب ہم لوگون کو دنیاوی معاملات سے سابقہ پڑا اور اُنکے عہد حیات کے دفاتر نظر سے گذرے تو کوئی ادنی جزوی معاملہ بھی ایسا نہین ملا جو غیر فیصل شدہ اور مشتبہ اور نامکمل حالت مین ہو وہ خود بھی ایک مقام پر لکھتے ہین کہ مین نے ہر شخص سے معاملہ اپنا صاف رکھا خواہ کوئی اس مین خوش رہا ہو یا ناخوش بعض لوگ مجکو متکبر خیال کرتے رہے اور بعض متواضع لیکن مجکو دونون امر سے کوئی بحث نہین اس لئے کہ اللہ تعالے

سلہ ابقاء المنن صفحہ ۸۳،

ہر ایک دل کی بات کو خوب جانتا ہے غرور و تکبر کرنا ایک ایسا رذیلہ ہے جو سوئے سفلوں کے کسی شریف عاقل سے وقوع مین نہین آسکتا۔ جس شخص کی حقیقت مشت خاک اور ایک قطرۂ ناپاک ہو اور وہ رات دن عاجل قاذورات ہو تو اسکو تکبر کب زیبا ہے اور تواضع بھی انھین کو شایان ہے جو گردن فراز ہین لیکن جو طبعاً فقیر حقیر ہو اور اس سے بالفرض اگر خاکساری ظاہر ہو تو یہ تو اسکی طینت ہے اسکا فخر ہی کیا۔

حصول معاش کے ذرائع

وہ[1] لکھتے ہین کہ مین نے حصول معاش کے لیئے کسی منصب شرعی کو مثلاً قضا یا افتا یا معلمی یا موذنی یا خدمت وعظ اختیار نہین کی۔ بلکہ ملازمت کو ذریعۂ معاش قرار دیا اور اسی وسیلہ سے جاگیر پائی سلف صالحین اور ائمۂ دین رضی اللہ عنہم جو تقوی مین اعلی درجہ رکھتے تھے وہ ہمیشہ ان مناصب کے قبول کرنے سے محترز رہے۔ اور باوجود سلاطین کے تشدد اور سخت گیری کے انھون نے کبھی یہ خدمات منظور نہین کین مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ مجکو ہمیشہ ایسے آفات سے محفوظ رکھے اور میری اولاد کو بھی اس طرح کی شہرت و تہمت سے بچائے۔ تحصیل معاش کے لیئے اور بہت سی صورتین ہین جو نفس الامر مین جائز ہین بلکہ سچ یہ ہے

[1] ابقاء المنن صفحہ ۹۳،

کہ اس زمانہ مین تو ملازمت بھی ایک بڑی ذلت کی چیز ہے اگر کسی مسلمان سے ہوسکے تو زراعت۔ کتابت۔ تجارت۔ وغیرہ سے معاش حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور ملازمت کو دور سے سلام کرے۔

ملازمت مقالۃ الفصیحہ کے صفحہ ۶۲ و ۶۴ مین لکھتے ہین کہ۔

اگر اجارہ حرفہ گیرد این قدر فرض وقت است کہ در بجا آوری حکم حکام ظاہری تا توانند تجنب از جور و تحری عدل نماید وخود را از اختیار ہم پیشگان ورضا بہیجا ر ایشان دور دارد خواہ این اجارہ برپا ماند یا از دست رود۔

اگر ملازمت اختیار کرنے پر آدمی مجبور ہو جائے تو اسپر یہ فرض وقت ہے کہ حکام ظاہری کے تعمیل حکم مین اپنے حد امکان تک ظلم سے بچے اور انصاف پر قائم رہے اور اپنے ہم پیشہ لوگون کے روش ہرگز اختیار نہ کرے خواہ ملازمت باقی رہے یا جاتی رہے۔

پھر لکھتے ہین کہ۔

اگر بہ ناچاری در مبادی این ماجریات گرفتار گردد حسن غایات را از دست ندہد و تا توانند نانِ اینجا خورد و کار آنجا

اگر مجبوراً اس قسم کے معاملات اور ماجریات مین آدمی گرفتار ہو جائے تو ہر کام مین انجام نیک اور نتائج حسنہ کا خیال رکھے اور حتی الامکان

کنند وہمچو امعہ و مفضل و ملایان
مساجد و پیران خانقاہ
و قناعت اہل بیت بر نان
دیگران قناعت نہ فرماید
و چشم بر مال این و آن
بحیلہ خدا پرستی
و رسول نمائی ندوزد
بلکہ مہما امکن بکسب پردازد
کہ افضل مکاسب کسب
دست خود است و انبیا
علیہم الصلوٰۃ والسلام
ہمچنین زیست کردہ اند۔

روٹی یہان کی کھائے اور کام وہان کا
(آخرت) کرے اور مثل بے بصیرت
اور غافل لوگون کے یا مثل ملایان
مساجد او پیران خانقاہ کے یا اُن
لوگون کی طرح جو اپنے اہل خاندان پر اپنا
بار ڈالا کرتے ہین دوسرون کی روٹی پر
ہرگز قناعت کرے اور خدا پرستی اور
رسول نمائی کے حیلہ سے دوسرون کے
مال کی تاک مین نرہے بلکہ اپنے مقدور بھر
کوئی پیشہ یا ہنر اختیار کرے سب سے بہتر
اپنے دست و بازو کی کمائی ہے تمام
انبیا علیہم السلام اسی طرح اپنی عمر
بسر کیا کرتے تھے۔

غیرت وحمیت۔ القاء المنن مین لکھتے ہین "جب تک کہ
مین نے اپنے دست و بازو سے نوکری کر کے لائق گذر معاش پیدا نہین
کی اُسوقت تک نکاح نہین کیا بعد نکاح تمام مصارف ذاتی اور اہل
وعیال کے اپنی آمدنی سے پورے کرتا رہا بیوی اگرچہ آسودہ حال

اور دولتمند گھرانے کی تھین لیکن اُنکے مال سے مین نے کبھی ایک پیسہ بھی نہین لیا نہ اپنے خُسر سے کبھی کوئی شے طلب کی بارہ برس تک مین نے اُنکے باغ تک مین قدم نہین رکھا صرف اس وجہ سے کہ جسکا نان ونفقہ خود مجھ پر واجب ہے مین اس کا حق شرعی تو ادا نہ کرون اور خود اس کے مال ومتاع کو بلا استحقاق اپنے نفس پر صرف کرون۔

قدر کفایت پر قانع رہنا

والا جاہ ہم لوگون کو غیر ضروری اشیاء اور کثرت ساز وسامان سے منع کیا کرتے تھے۔اور یہ اشعار اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہان
انچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست
کار دنیا کسے تمام نکرد ؎
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

کثرت شکار وصید افگنی

وہ بلا ضرورت وبلا لحاظ اوقات فرصت سیر وشکار مین زیادہ مصروف رہنے کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔اور حضرت اورنگ زیب عالمگیر رح کا یہ قول اکثر ہم لوگون کے سامنے نقل کیا کرتے تھے۔شکار کار بیکاران است انسان اگر بہ امور عاقبت نتوان پرداخت ساختگیہائے کار دنیا چہ بدست۔الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔

کسی کام اور چیز کو بے حقیقت سمجھنا

وہ ہم لوگون کو نصیحت اور ہدایت کیا کرتے تھے کہ کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو حقیر مت سمجھو اور کسی ادنے سے ادنے جزوی کام کو بے حقیقت جانکر نہ چھوڑو پیسون ہی سے روپے بنا کرتے ہین اور چھوٹے کامون ہی کے انجام دینے سے آدمی بڑے اہم کام انجام دے سکتا ہے اور ادنے مرتبہ ہی سے ترقی کر کے آدمی دنیا و آخرت کے اعلےٰ مراتب تک پہونچا کرتا ہے۔

معطل رہنا

وہ کہا کرتے تھے کہ بیکار رہنے سے بدتر کوئی عیب نہین۔ انسان کا کوئی وقت ذکر و فکر آلہی یا کاروبار دنیاوی سے خالی نہونا چاہیئے۔

ع گر نہ نویسی ورقے می تراش۔

یہ شعر اکثر اُنکی زبان پر رہتا تھا۔

نہ تمتعت ز دنیا نہ ز دین نصیب مظہر   تو بفن بے کمالی چہ قدر کمال داری

احباب کے ساتھ حُسن معاشرت

وہ اپنے احباب کرام کے ساتھ نہایت خلوص محبت سے پیش آتے تھے۔ اور جہان تک ان سے ممکن ہوتا تھا وہ اُنکے ساتھ مدارات اور تواضع اور انکسار کا برتاؤ کرتے تھے

اور حسن سلوک کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرتے تھے اور جو شخص اُنکے ساتھ احسان کرتا تھا وہ اس احسان کا معاوضہ دوچند سہ چند بلکہ چہار چند کردیا کرتے تھے اگرچہ اغنیا کی صحبت سے اُنکو سخت احتراز رہتا تھا مگر نواب مصطفٰے خان بہادر دہلوی مرحوم ومغفور چونکہ ایک عالم متبحر صوفی مشرب اور خدا رسیدہ بزرگ تھے اور والاجاہ کو اُنکے دولتکدہ پر دو سال تک زمانۂ طالب علمی مین سکونت کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اُنکی مہربانیون کے وہ بیحد ممنون تھے اس لیئے بالتخصیص اُنکو اُن سے قلبی محبت تھی اور انکی صحبت سے انکو روحانی مسرت حاصل ہوتی تھی چنانچہ زمانۂ غدر ہندوستان ۱۲۷۳ھ ہجری مین بعض فتنہ پردازون کی سعایت کی وجہ سے وہ جرم بغاوت مین ماخوذ ہوکر اسیر زندان فرنگ ہوگئے تھے والاجاہ نے بعض حکام کی وساطت سے انکی رہائی مین سعی موفور اور کوشش بلیغ کی اور خدا کے فضل سے انھون نے اس عقبۂ کئود سے نجات پائی نواب صاحب مرحوم نے اس سعی جمیل کے شکریہ مین والاجاہ کو فارسی مین ایک خط لکھا جسکی عبارت بلفظہ یہ ہے "خط سامی کہ در زمان مبتلا بودن مخلص بہ بند بلا بنام صدر الصدور صاحب بہادر رسیدہ بود بر طبق آن صاحب ممدوح آنچنان مساعی جمیلہ وکوشش ہائے نبیلہ

فرمودند کہ صورت نجات مخلص بظہور رسید۔ آرے
مقتضائے محبت ہائے سامی ہمین بود این احسان
فراموش شدنی نیست اکنون نجات صوری رو داد
لیکن نجات معنوی باقی است یعنی جائداد وغیرہ وجوہ
معاش ہنوز مطلق واگذاشت نشدہ این مقدمہ ہم
باجلاس صدرالصدور موصوف رسید پس ضرورت افتاد
کہ بآنجناب اطلاع کنم تا بنام شان خط سفارش چنانکہ سابق
نوشتہ اند ترقیم فرمایند و تحریر این معنی کہ بظہور این امر شکرگزار
سامی خواہم شد فضول ست کہ میان ما و شما گنجایش
ہیچو امور نیست کہ یاد از بیگانگیہا می دہد و ظاہر است
کہ بار این منت عظیم خواہد بود۔ مورخہ یکم شعبان ۱۲۷۶ھ ہجری
والاجاہ لکھتے ہین کہ جب یہ خط میرے پاس پہونچا تو مین نے ایک
دوسرا خط مومن علیخا نصاحب صدرالصدور ساکن سندیلہ کو لکھا
غرض بہت کوشش کے بعد نصف معاش واگذاشت ہوئی
والحمد للہ علی ذلک۔

علم و علمائے عصر کی قدردانی و انصاف

وہ خدا کی طرف سے ایسی علم دوست و حق پسند طبیعت لائے تھے جو سراپا علم و عمل سے معمور تھی وہ علوم دین کے والہ و شیدا اور علما کے نہایت قدر شناس اور محب خالص تھے یہانتک کہ جن مقدس علمائے عصر سے بعض مسائل شرعیہ مین انکو بوجہ احقاق حق اور ابطال باطل بعض مسائل مین اختلاف رہا ہے اُنکے علم و فضل کی بھی نہ دل سے قدر کرتے تھے اور اُنکے حق مین کبھی کسی قسم کی سوء ادبی روا نہین رکھتے تھے اور جو متعصب لوگ باہم رد و قدح مین بیجا تعصب کو دخل دیتے تھے یا حد سے زیادہ مبالغہ کیا کرتے تھے تو والاجاہ اُنسے کبھی خوش نہین ہوا کرتے تھے بلکہ ہمیشہ اُنکے طرز عمل سے اظہار تنفر کیا کرتے تھے خواہ رد و قدح کرنیوالا انکا مخلص ارادتمند ہی کیون نہ ہو۔

عالم با عمل فقیہ امت جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم و مغفور سے اور والاجاہ سے بعض مسائل شرعیہ مین سخت اختلاف رہا اور فریقین کے تلامذہ و معتقدین نے ایک دوسرے کے دلائل کی تردید مین متعدد رسالے لکھے اور شایع کیئے باانیہمہ اختلاف یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے قبل مغرب والاجاہ کو اطلاع دی کہ ہفتم ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ شب دوشنبہ کو بعد نصف شب مرض صرع مین مولانا مولوی عبدالحی صاحب

لکھنوی نے انتقال فرمایا یہ سنکر کچھ دیر تک تو پیشانی پر ہاتھ رکھکر خاموش سر جھکائے
رہے اور پھر آبدیدہ ہو کر اور سر اٹھاکر دیر تک دعائے مغفرت کرتے رہے اور
اپنی زبان سے یہ فرمایا کہ آج آفتاب علم غروب ہو گیا۔ ہمارا اور انکا اختلاف نفس
تحقیقات مسائل تک محدود تھا پھر چوبدار کو بلا کر حکم دیا کہ شہر میں اعلان کر دیا جائے
کہ مولانائے مغفور کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھی جائیگی۔ وقت مقررہ پر لوگ
آجائیں سچ یہ ہے کہ مولانائے مرحوم میں بھی یہ ہی اعلیٰ صفت بدرجہ اتم موجود تھی
مین نے سنا ہے کہ جب انکو والا جاہ کے انتزاع خطاب و مصائب کی خبر پہونچی
تو انھوں نے ایک ہفتہ یا شاید تین دن تک درس دینا بند کر دیا اور والا جاہ
کے سلب خطاب کو علم اور اسلام کی توہین پر محمول کیا غفر اللہ لہ و برد اللہ مضجعہ

لطائف و ظرائف ایک مرتبہ مولوی محمد مراد صاحب محدث جو ایک
صاحب نسبت صوفی مشرب بزرگ تھے انھوں نے نکاح کرنا چاہا اور ایک جگہ
انکی نسبت ٹھہر گئی لوگوں نے اسکا تذکرہ مولوی صاحب کی موجودگی میں والا جاہ
سے کیا انھوں نے مسکرا کر کہا کہ ہم تو مولوی صاحب کو پہلے ہی سے صاحب نسبت
جانتے ہیں اسی طرح ایک مرتبہ زمانۂ طفولیت میں برادر معظم مرحوم دوڑے ہوئے
والا جاہ کے پاس آئے اور کباب خریدنے کے لئیے دام مانگے والا جاہ
نے دام دیکر اور مسکرا کر فرمایا ؎

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مے پیئے کھلئے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

وصایا

وصیت نامۂ اوّل وقت روانگی حج

والا جاہ قبل نکاح رئیسۂ عالیۂ خلد مکان سے رخصت لیکر ادائے فریضۂ حج کے لیئے جانب حجاز روانہ ہوئے اور مقتضائے شفقت پدری کے موافق چند وصایا ہم دونوں بھائیون کے لیئے لکھکر والدۂ محترمہ غفر اللہ لہا کو سپرد کر گئے اُسوقت راقم الحروف کی عمر صرف دو سال کی تھی۔

وصایا مذکورہ بلفظہٖ یہ ہین

کاتب الحروف صدیق حسن عفی عنہ بست وپنجم ماہ شعبان ۱۲۸۵ھ رہگرائے عرصۂ سفر خیر حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفاً و تعظیماً شد فرزندان وجگر گوشگان باتمیز سید نور الحسن طیب و سید علی حسن طاہر اطال اللہ تعالیٰ عمرہما و بارک فیہما ولہما و علیہما در عمر طفولیت بحفظ و امان الٰہی کہ بہتر ازان	کاتب الحروف صدیق حسن پچیسوین شعبان ۱۲۸۵ ہجری کو سفر مبارک حرمین شریفین کی طرف روانہ ہوا اور اپنے فرزندان وجگر گوشگان باتمیز سید نور الحسن طیب اور سید علی حسن طاہر کو طفولیت کی عمر مین اللہ تعالے کے امن و حفاظت مین سپرد کیا جس سے بہتر

حفاظتے نیست گزاشتہ واللہ خیر حافظا وہوارحم الراحمین میخوانند و می آگاہد کہ رحم او تعالے بہ بندگان خود اضعاف مضاعف از رحم مادر و پدر راست وے ہرگز شمارا تباہ نہ گرداند انشاءاللہ تعالے درہمین سال قرین عافیت حال و مآل مراجعت میکنم وشمارا صحیح و سلامت یافتہ بسجدۂ شکر بجامی آرم واگر امرے ناگزیر پیش آید پس رعایت این چند وصایا داشتن و بروفق آن رفتن موجب سود و بہبود شماست وباللہ التوفیق۔

کوئی حفاظت نہین ہے اللہ تعالے سب سے بہتر نگہبان اور تمام رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے مین اُن کو آگاہ کرتا ہون کہ خداوند تعالے کا رحم اپنے بندون پر مان باپ دونون سے بدرجہا زائد ہے وہ ہرگز تمکو تباہ نہین کرے گا اگر خدا نے چاہا تو مین اسی سال مین خیر و عافیت کے ساتھ واپس آؤن گا اور تم سب کو صحیح و سلامت دیکھکر خدا کا سجدۂ شکر بجالاؤن گا۔ اور اگر اس سفر مبارک مین کوئی امر ناگزیر یعنے واقعۂ وفات پیش آیا تو اس حالت مین ان چند وصیتون پر عمل کرنا تمھارے لیئے باعث فلاح و برکت ہوگا۔ اور توفیق عمل دینا خدا ہی کے دست

(اول آنکہ) در تحصیل علم کوشند کہ ہیچ عزتے عند اللہ و عند الناس بالاتر ازان نیست اگرچہ زمانہ قدر آن نہ شناسد و وقت مساعدت نہ کند۔ و مراد از علم علم دین ست تفسیر و فقہ سنت و ما یتعلق بہا و تحصیل موقوف بر دانستن صرف و نحو و لغت است درین علوم اول دستے بہم رسانند بعدہ کتب صحاح ستہ خوانند و تفسیرے از تفاسیر معتبر مثل تفسیر شوکانی وغیرہ درس گیرند و کتب فقہ سنت را پیش نظر دارند و محدثین را خلاصہ امت و مقتدائے ملت اعتقاد کنند

قدرت مین ہے۔ پہلی وصیت یہ ہے کہ تحصیل علم مین تم کوشش کرو اس لیئے کہ کوئی عزت علم کی عزت سے زیادہ نہ خدا کے نزدیک ہے نہ مخلوق کے نزدیک اگرچہ ایک زمانہ اسکی قدر نہ کرے۔ اور اقتضائے وقت اسکے خلاف ہی کیون نہ ہو۔ میری مراد علم سے علم دین ہے یعنی تفسیر و فقہ سنت وغیرہ اور علم دین کا حاصل کرنا صرف و نحو و لغت پر موقوف ہے پہلے ان علوم سے واقفیت حاصل کرو بعدہ کتب صحاح ستہ اور معتبر تفسیرون مین سے کسی تفسیر کو پڑھو مثلاً تفسیر امام شوکانی وغیرہ اور کتب فقہ سنت کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھو اور جماعت محدثین کو خلاصہ امت اور پیشوائے ملت جانو

بقاء دین تا امروز بدولت ایشان
است و ابطال مبطلین و تحریف
غالین و تاویل الجاہلین
در کلام ایشان و این قسم
کتب در کتابخانہ موجود است
ہرگز آنرا ضایع نسازند
و دوست تر از جان دارند
کہ بصرف زر خطیر بیش
از حیثیت ظاہری شان
بہ محنت بسیار از عرب
حاصل ساختہ ایم و آن
تالیفات امام شوکانی و سید
محمد بن اسمعیل امیر یمانی
و تصانیف حافظ ابن القیم و شیخ
الاسلام ابن تیمیہ حرانی الست
و رسائل مختصرہ دیگر اہل علم کہ
وسائل و معدات علم حدیث اند

اسلیئے کہ دین کا بقا آجتک انھین کی
بدولت ہے اور باطل پرستون کی گمراہون
اور متعصبون کی تحریفون اور جاہلون
کی تاویلون کا بطلان انھین کے کلام
سے ہوتا ہے اس قسم کی کتابین
ہمارے کتب خانہ مین موجود ہین ان
کتابون کو ہرگز ضایع نہ کرو اور جان
سے زیادہ انکو عزیز رکھو یہ کتابین بڑی
محنت اور حیثیت ظاہری سے کہین زیادہ
اور بہت کچھ نقد رقم صرف کرکے مین نے
عربسے حاصل کین ہین یہ امام شو
کانی۔ سید محمد بن اسمعیل امیر یمانی و
حافظ ابن قیم و علامہ ابن تیمیہ کی مؤلفات
و مصنفات ہین انکے علاوہ وہ مختصر
رسالے بھی ہین جو دوسرے
علمانے لکھے ہین اور وہ علم
حدیث کے معدات و وسائل

بدست خود در غایت قلت فرصت از نہایت شغف دولہ نوشتہ ایم۔

(۲) دوم آنکہ مذاہب اربعہ در حقیقت برابر دانند و ترجیح ہیچ یکے نزنند و شیوۂ خود اتباع ظاہر سنت کہ پیش محققین اہل حدیث دلیلاً و نصاً بصحت رسیدہ است کنند و ہرگز بہ تقدیم رائے بر نصوص صحیحہ راضی نشوند کہ سعادت ذرین است و شقاوت در غیر آن و با تعصب مذہبی کہ عالمے امروز دران گرفتار است موجب منازعت و خصومت یک دگر ست کار ندارند و از مناظرۂ زبانی و نزاع بیانی دور باشند کہ انصاف از عالم رفتہ

بھی شامل ہین مین نے ان رسالون کو اپنے ہاتھ سے باوجود غایت کم فرصتی کے نہایت شوق کے ساتھ نقل کیا ہے

دوسری وصیت یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کو حق و صداقت مین یکسان سمجھو اور کسی کو کسی پر ترجیح نہ دو۔ اور اتباع ظاہر سنت کو اپنا شعار بناؤ جسکی صحت علمائے محققین اہل حدیث سے دلیلاً اور نصاً ثابت ہو چکی ہے اختیار کرو اور ہرگز رائے کو نصوص صحیحہ پر مقدم نہ رکھو اسلئے کہ سعادت اسی پر موقوف ہے اور مخالفت اسکے شقاوت ہی شقاوت ہے اور تعصب مذہبی سے بچو جسمین آج کل ایک عالم گرفتار ہے اور رات دن اسی بنا پر انمین دشمنی اور نزاعین ہوا کرتی ہین۔ اسیطرح زبان و بیان کو مناظرون سے پاک رکھو اسلیئے کہ انصاف دنیا سے معدوم ہو چکا ہے

وہوا وہوس تمام عالم را فرو گرفتہ الا ماشاء اللہ پس در صلاح نفس خود ماندن و با مسلمانان در صوم و صلوٰۃ و دیگر شعائر اسلام شریک بودن طریقۂ سلامت الست و از انکار دیگران علما باشند یا جہلا در اتباع سنت تقاعد نہ کنند و عمل و عقیدہ را موافق ظاہر کتاب و سنت سازند و رسائل این قسم نیز در کتابخانہ موجود است۔

اور شاذ و نادر کے سوا ہوا و ہوس مین ایک عالم مبتلا ہے پس اس حالت مین اپنے نفس کے صلاح کی طرف متوجہ رہو اور تمام مسلمانون کے ساتھ نماز و روزہ اور تمام شعائر اسلامی مین شریک رہو اسی مین سلامتی ہے اتباع سنت کو (خواہ کوئی عالم منکر ہو یا کوئی جاہل اُس سے انکار کرے) ہرگز نہ چھوڑو اور اپنے عمل و عقیدہ کو ظاہر قرآن حکیم اور حدیث کے موافق رکھو اس قسم کے رسالے بھی کتبخانہ مین موجود ہین۔

(۳) سوم آنکہ برائے معاش تعلیم زبان فارسی و خواندن بعض کتب و دریافتن بعض سررشتہ ہائے مروجہ کافی ست علم دین را ذریعۂ دنیا

تیسری وصیت یہ ہے کہ معاش حاصل کرنے کے لیئے زبان فارسی سیکھنا اور بعض کتابین پڑھنا اور کارروائی سررشتہ سے وقفیت حاصل کرنا کافی ہے علم دین کو دنیا حاصل کرنیکا

وموجب مفاخرت نباید ساخت
وهرگز بر زرے که بذلت دست
بهم دهد رضی نباید شد اگر
مداخل قلیل بروجه عزت و
آبرو حاصل شود بهتر
ازان است که مال بسیار
بخواری بدست آید ما نیز همچنین
کردیم و فی الجمله بر تنگی وقت
بعض حوائج و مقاصد
صبر نمودیم۔ اما طمع بیجا
وحرص نازیبا بوجود نیامد
درین زمانه از محالات است
که مال حلال بکثرت جمع شود
بلکه قلیل هم میسر نمی آید
وگوشت وپوستے که از
حرام می روید در خور
آتش دوزخ است

وسیلہ اور ذریعہ فخر وغرور نہ بناؤ اور
ہرگز اس مال وروپیہ پر نظر نہ ڈالو
جو ذلت اٹھاکر حاصل ہو اگر تھوڑی
سی آمدنی عزت وآبرو کے ساتھ
حاصل ہو وہ اس دولت کثیر سے
کہین بہتر ہے جو ذلت وخواری اٹھاکر
حاصل کیجائے ہمنے بھی یہ ہی اپنا
طریقہ رکھا اور بعض اوقات تنگی و
تکلیف برداشت کرکے اور بعض
ضرورتون اور خواہشون کو چھوڑکر
ہمکو صبر کرنا پڑا لیکن ہم سے کبھی طمع بیجا
اور حرص نازیبا ظہور مین نہین آئی۔
اس زمانہ مین یہ محالات مین سے ہے
کہ مال حلال کثرت سے جمع ہوسکے
بلکہ قدر قلیل بھی میسر نہین ہوتا حالانکہ
جو گوشت وپوست مال حرام وناجائز
سے پرورش پاتا ہے وہ آتش دوزخ کے لائق ہے

نہ سزاوار بہشت پس در تحصیل اموال واکتساب ارزاق طریقۂ متوسط و رعایت حلال دارند واز حرام ومکروہ تا امکان دور باشند اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ وبر فقر وفاقہ شکستہ خاطر نشوند کہ ہیچ آدمی زاد را ازان چارہ نیست الا ما شاء اللہ تعالے خدا و رسول راضی باشند و آخرت از دست نرود دنیا اگر حسب مراد نیست نباشد المال غاد ورائح۔

(۴) چہارم آنکہ حفظ نسب خود نمایند ما ذریت رسول خدا ایم۔ نفع این نسبت باطنی اگر با ایمان رفتیم

نہ جنت کے سزاوار پس مال ودولت حاصل کرنے مین اور تلاش معاش مین متوسط طریقہ اور بیچ کی راہ اختیار کرو۔ اور حلال کا لحاظ رکھو اور حرام ومکروہ سے مقدور بھر دور رہو۔ اور تھوڑی پر قناعت کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور اگر فقر وفاقہ برداشت کرنا پڑے تو کبھی رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ اسلئے کہ انسان کو اس سے کوئی مفر نہین ہے بڑی بات یہ ہے کہ خدا و رسول راضی رہین اور آخرت ہاتھ سے نجائے اگر دنیا خواہش کے مطابق نہ ملے تو نہ ملے۔ مال ایک دن تلف ہونے والا اور جانے والا ہے۔

(۴) چوتھی وصیت یہ ہو کہ اپنی نسب کی حفاظت رکھو ہم لوگ اولاد رسول ہین اپنی باطنی نسبت کا فائدہ بشرطیکہ ہم ایمان کے ساتھ دنیا سے

در آخرت مشاہدہ افتد
و حرمتش در دنیا تحریم زکوٰۃ
و صدقات است بر بنی ہاشم
پس قرابت و برادری با سادات
یا قریش باید کرد نہ با غیر اگرچہ دنیا
بخلاف بیار حاصل شود و رشتہ تا امکان
با کسے باید کرد کہ خوش عقیدہ و
صالح باشد و متمول نبود پس
نظر بہ دین داری دارند نہ بر جمال
و مال و حسب۔
(۵) پنجم آنکہ مادر شما بسیار صالح و
خوشخو و صابرہ سخیہ است اطاعت
و خدمت او را تمام عمر فرض عین
دانید ما را آنچہ در دین
و دنیا حاصل شد بدولت
فرمانبری و خدمت گری
والدۂ ماجدۂ ما قدس سرہا است

آخرت میں معلوم ہوگا اور دنیا میں حرمت
یہ ہے کہ بنی ہاشم پر مال زکوٰۃ اور صدقہ قطعا
حرام ہے پس قرابت و برادری ہمیشہ سادات
یا قریش کے خاندان میں کرنی چاہیئے
اگرچہ دنیا اسکے خلاف میں حاصل ہو اور
رشتہ داری جہانتک ہو خوش عقیدہ اور
نیک صالح آدمی سے کرنا چاہیے۔ اگرچہ
دولتمند نہو آدمی کو دینداری پر ہروقت
نظر رکھنی چاہیے نہ خوبصورتی و مال
و حسب پر۔
(۵) پانچوین وصیت یہ ہے کہ تمھاری
والدہ ایک صالح نیک مزاج صبر کرنیوالی
اور مخیّر ہین۔ اُنکی اطاعت و خدمت کو
فرض عین جانو ہمکو جو کچھ دین دنیا
مین حاصل ہوا وہ محض والدۂ
ماجدہ کی فرمانبرداری اور
خدمت گزاری سے حاصل ہوا۔

و این بی بی در حق شما بہتر از ما است با او و با خواہر خود کہ ما را بسیار عزیز است سلوک بر طریقۂ محبت و صلۂ رحم کنید و مال و جان خود را از ایشان دریغ ندارید۔

(۶) ششم آنکہ مقصود از اولاد استحصال دعوات خیر است۔ پس در ہر نماز برائے والدین خود دعا کنید ما نیز ہمچنین میکنیم و دعائے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ الیٰ آخرہٖ مشہور است

(۷) ہفتم آنکہ در ہر امرے کہ سراسیمگی و بیچارگی رو دہد بعد نماز ذکر آن کار بجناب کبریا جلت عظمتہ کردہ دعائے سرانجام مرام و حل آن مہم نمایند

اور یہ بیوی تمہارے حق مین مجھ سے بہتر ہین تمکو چاہیئے کہ انکی خدمت و اطاعت اور اپنی بہن کے ساتھ (جو مجکو بہت عزیز ہے) محبت کا برتاؤ اور صلۂ رحم قائم رکھو اور جان و مال سے اپنے آپ کو اُن سے دریغ نہ رکھو۔

(۶) چھٹی وصیت یہ ہے کہ اولاد سے مقصود اصلی دعاہائے خیر کا حاصل کرنا ہے اسلیئے تم ہر نماز مین اپنے والدین کے لیئے دعا کرتے رہو ہم بھی ایسا ہی کیا کرتے ہین اللھم اغفرلی ولوالدی الی آخرہ مشہور ہے۔

(۷) ساتوین وصیت یہ ہی کہ ہر ایک پریشانی اور بے بسی کے وقت بعدِ نماز اپنا دردِ دل اور حال پُر ملال اپنے پروردگار جل جلالہ کے حضور مین ظاہر کرکے حصول مطلب اور مشکل کو آسان کرنیکی دعا کیا کرو

انشاء اللہ تعالےٰ جمیع مرادات حاصل خواہد شد۔ ما را طریقہ ہمین است کہ در ہر امر جزوی و کلی التجا بخدا می کنیم و می گوئیم کہ حق تعالیٰ تو میدانی کہ ما را مثل دیگر مخلوق تو نہ توانائی ہست و نہ تدبیر و بسے عاجزیم و خلق بر ما چیرہ پس کار ما را محض بہ فضل خود سرانجام دہ و فلان بلا را کہ اندیشۂ آن داریم ما را ازان بیرہان و حفاظت کن آخر دیدیم کہ این دعا کارگر د و کید اعدا پیش نرفت غرض کہ از بندہ اخلاص و عبودیت باید ہمہ کار بے تدبیر ظاہری ہم می تواند شد۔

اگر خدا چاہیگا تو تمام مرادین حاصل ہونگی ہمارا بھی یہی طریقہ ہے کہ ہم ہر ادنی و اعلی کام مین اپنے خدا ہی سے التجا کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ مجکو تیری دوسری مخلوقات کی طرح نہ طاقت و توانائی ہے اور نہ کوئی تدبیر مجھ سے بن پڑتی ہے مین نہایت عاجز ہون اور مخلوق مجھ پر غالب ہے تو ہی میرے کام کو محض اپنے فضل سے انجام کو پہونچا اور فلان بلا کو جسکا مجکو تردد ہے اس سے نجات دے اور میری حفاظت کر مین نے اس دعا کا آخر یہ ہی ثمرہ دیکھا کہ وہ پایۂ اجابت کو پہونچی اور اعدا کا مکر و فریب کچھ کارگر نہین ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ بندہ مین سچا خلوص اور شان عبودیت ہونی چاہیئے پھر سب کام بغیر تدبیر ظاہری کبھی پورے ہو سکتے ہین

(۸) ہشتم آنکہ نتیجۂ علم نفع بخشی است نفس خود و دیگران را و آنرا دو صورت است یکے تعلم و خدمت طلبۂ علم کردن دوام خود در مطالعۂ کتب مشغول ماندن و سنت را از بدعت و توحید را از شرک جدا شناختن و دفع ضرر را بر نفع مقدم داشتن اگر طاعات بسیار بوجود نیاید بارے از کبائر خصوصًا و از صغائر عمومًا دور ماندن و نماز پنجگانہ با جماعت گزاردن ہمچنین باقی فرائض و واجبات ادا کردن بسیار غنیمت است و باللہ التوفیق۔

آٹھوین وصیت یہ ہی کہ علم سے غرض نفع پہونچنا ہی۔ خواہ اپنی ذات کو پہونچے یا کسی غیر کو اسکی دو صورتین ہین ایک تو تعلیم و تعلم اور طلبۂ علم کی خدمت کرنا دوسری یہ کہ کتابون کے مطالعہ مین مشغول رہنا اور سنت کو بدعت سے اور توحید کو شرک سے پاک اور جدا رکھنا اور دفع مضرت کو نفع پر ترجیح دینا۔ اگر زیادہ عبادت نہو سکے تو نہو سکے۔ لیکن کبیرہ گناہون سے بالخصوص اور صغیرہ گناہون سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور پانچون نمازون کو جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح تمام فرائض واجبات اگر ادا ہوسکین تو یہ بھی بہت غنیمت ہے اور توفیق دینا خدا کے اختیار مین ہے۔

(۹) نہم آنکہ اوقات خود را تا مقدور اگرچہ بہ جبر و قہر

(۹) نوین وصیت یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو اپنا تمام وقت خواہ جبر و سختی کے ساتھ ہی

باشد در شغل علم و عبادت
دارند و از لہو و لعب و بازی
و تضیع اوقات در لایعنی
کہ اہل عالم می کنند اجتناب
ورزند و حتی الامکان با اہل
علم راہ و رسم دارند
و از صحبت جہلا و فرومائیگان
و مذاکرہ و مصاحبت ایشان
بہ پرہیزند کہ ہمنشینی
ذی عزت عزیز است
و مصاحبت فرومائیگان
ذلیل۔

(۱۰) دہم آنکہ ہنوز ما بر سر شما
موجودیم و از حق تعالے
امید داریم کہ شما را
روبروے ما بعمر شعور رساند
و محلی بہ فضائل و مخلی

کیون نہو۔ علم و عبادت کے شغل مین
گزارو اور کھیل و کود اور ہر قسم کی
بازی سے اور لغو و مہمل باتون مین
وقت ضائع کرنے سے (جس طرح
عام لوگ کیا کرتے ہین) اجتناب کرو
اور ذی علم لوگون سے رسم و راہ پیدا کرو
اور جاہلون اور سفلہ طبیعتون کی صحبت
سے اور اُنکی باتون اور مصاحبت سے
جدا رہو جو شخص عزت دار لوگون کا
ہمنشین ہوا کرتا ہے وہ ہر دل عزیز ہوتا ہے
اور جو رزیلون سے صحبت رکھتا ہے وہ
لوگون کی نگاہ مین ذلیل رہتا ہے۔

(۱۰) دسوین وصیت یہ ہے کہ
میرا ظل عاطفت ابھی تک تمھارے
سر پر قائم ہے۔ اور مین خدا سے امیدوار
ہون کہ وہ تمکو میری زندگی مین سن شعور
پر پہونچاوے اور فضائل سے تمکو آراستہ کرے

از رزائل گرداند و ما بدیدن
شما درین حال خوش وقت
شویم و برر شد و سعادت و علم
و عمل شما سجدات شکر بجناب
باریتعالی ادا کنیم انشاء اللہ تعالیٰ
ہمچنین خواہد شد کہ در حدیث شریف آمدہ
انا عند ظن عبدی۔ و ظن ما
ہمین ست کہ گفتیم و نوشتیم
و حقیقت ما این است کہ
پنجسالہ بودیم کہ پدر از سر
گزشت۔ مادر مہربان رضی اللہ عنہا
ندانیم کہ با تحمل چہ قدر مشاق
تکالیف ما را پرورش کرد
چون مراہق شدیم چندے
طلب علم کردیم و
چار و ناچار نظر بر قوم
و خاندان خود نمودہ

اور رزائل سے تمکو محفوظ رکھے اور مین
تمکو اس حال مین دیکھکر مسرور ہون اور
تمہاری سعادت اور علم و عمل پر نظر
کرکے خدا کے سامنے سجدہاے شکر ادا کرون
انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ حدیث
شریف مین آیا ہے۔ مین اپنے
بندے کے گمان سے بہت
قریب ہون۔ ظاہر ہے کہ میرا گمان
وہ ہی تھا جسکو مین نے سطور اول مین
ظاہر کیا اور میرا حال یہ ہے کہ مین پانچ
برس کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا
اور میری والدہ نے خدا اُنسے راضی ہو
مین نہین جان سکتا کہ کسقدر تحمل و مشقت
برداشت کرکے اور تکلیفین جھیل کر
مجکو پرورش کیا جب مین سن شعور
کو پہنچا تو کچھ مدت تک تو تحصیل علم کرتا رہا
اور آخر کار اپنی قوم اور خاندان کی

بجائے بازی اطفال ہمین شغل
علم وکتابت و ورق گردانی
و مطالعۂ ہر قسم کتب پیش
گرفتیم تاآنکہ در عمر بست سالگی
نیک و بد ہر گونہ بر ما ظاہر شدن
گرفت و محبتے بعلم و علما بہم
رسید و ہم فکر معاش
و عیالداری اہل وطن گریبان
گیر شد حق تعالی محض بہ لطف
خویش بے تدابیر صوری کفافے
مہیا ساخت و با صد خون جگر
و تقدیم رنج بر راحت
از حقوق انکحۂ اخوات فراغت
دست بہم داد وللہ الحمد۔
و درین عمر سرد و گرم زمانہ
بسیار دیدم و شنیدم بلکہ
چشیدم ولیکن الطاف الٰہی

حالت زار پر نظر کر کے بجائے بازی
اطفال کے علم اور کتابت و ورق گردانی
کے شغل مین اور ہر قسم کی کتابون کے
مطالعہ مین مین نے اپنا وقت صرف کیا
یہانتک کہ میری عمر بیس برس کی ہوگئی
اور مجھ پر طرح طرح کے نیک و بد وقعات
کھلنے لگے اور میرے دل مین علم و علما کی
محبت نے رسوخ پایا اور ساتھ ہی اسکے
اللہ تعالی نے محض اپنی مہربانی سے بغیر
ظاہری تدبیرون کے ایک معاش کی
صورت پیدا کر دی اور مین نے بہت کچھ
خون جگر کھا کر اور رنج و غم کو بمقابلہ راحت
برداشت کر کے اپنی بہنون کے حقوق نکاح
سے فراغت پائی۔
مین نے اس عمر مین زمانہ کے بہت سے
سرد و گرم واقعات کو دیکھا اور سنا بلکہ
اُن کا ذائقہ چکھا لیکن اللہ تعالے کی

بیش ازان است کہ در برابرش این مصائب را بیان نتوانیم کرد۔
والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

مہربانیان اور الطاف اُن مصائب سے کہین زیادہ ہین جنکے بیان سے مین قاصر ہون۔

وصیت نامۂ ثانی

یہ وصیت نامہ مقالۃ النصیحۃ کے نام سے ۱۲۹۸ھ مین چھپا۔ یہ اُس وقت لکھا تھا جب اُنکو شدائد بخار اور صعوبت مرض نے بہت مضمحل کر دیا تھا۔ چونکہ یہ وصایا ایک مستقل کتاب کی صورت مین چھپ چکے ہین اسلیئے ہم اُن مین سے خلاصۂ مضمون اقتباس کر کے بلا لحاظ تقدیم و تاخیر یہان درج کرتے ہین۔

(۱) زیستن و مردن بر اسلام است چہ او سبحانہ تعالی دین اسلام را از میان جملہ ملل و نحل از برائے ابراہیم علیہ السلام برچیدہ وے علیہ السلام ابنای خود را بمرگ بران وصیت کردہ یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰہَ

(۱) پہلی وصیت اسلام ہی پر جینا اور اسی پر مرنا ہے اللہ تعالے نے اس دین کو تمام دینون اور ملتون سے چُن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیئے پسند کیا اور انھون نے بروقت وفات اپنے بیٹون کو وصیت کی کہ اے میرے بیٹو اللہ نے

اَصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ط۔
اگر یکے را از ما ہمگی گیتی بخشند و تمام عالم در کنارش نہند کہ از دین اسلام بر گردانند بکیش گبر و ترسا و مجوس در آرند و نعوذ باللہ منہ بر ما فرض باشد لھم الدنیا ولنا الآخرۃ۔ را در نظر داشتہ پشت پا بر آن ہمہ آسودگی بزنیم۔

(۲) چنگ زدن بکتاب و سنت در اعتقاد و عمل و در عقائد مذہب قدما اہل سنت اختیار کردن و بہ تشکیکات معقولیان خام

تمھارے لئیے دین اسلام کو انتخاب فرمایا ہے پس تم سوائے اسلام کے کسی اور دین پر نہ مرنا لہذا ہم پر بھی یہ ہی فرض ہے کہ اگر ہم مین سے کسیکو کوئی غیر مسلم تمام دنیا کی دولت بخشدے اور تمام دنیا اٹھاکر ہمارے آغوش مین رکھدے اور یہ چاہے کہ ہم یہودیون عیسائیون اور زردشتیون وغیرہ کا مذہب اختیار کرین تو ہمکو چاہیئے کہ ہم یہ اچھی طرح نقش دل کر کے کہ دنیا اُنکے لئیے ہے اور آخرت ہمارے لئیے دنیا کو ہم پانون سے ٹھکر کر پھینکدین۔

(۲) دوسری وصیت۔ کتاب وسنت کے موافق اعتقاد و عمل اپنا رکھنا چاہیے اور متقدمین اہل سنت کے عقائد مذہبی پر قایم رہنا چاہیے اور فلسفیون کے شکوک باطلہ کی

التفات نہ کردن و در فروع پیروی علماء محدثین کہ جامع باشند میان فقہ و حدیث کردن۔

طرف مطلق التفات نہ کرنا چاہیئے اور جزئیات مسائل میں ان علمائے محدثین کی پیروی کرنی چاہیئے جو فقہ اور حدیث کے جامع ہوں۔

(۳) لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علے المرء المسلم فی ما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فلا سمع ولاطاعہ متفق علیہ۔

(۳) تیسری وصیت خدا کی نافرمانی کی حالت میں کسی مخلوق کی طاعت جائز نہیں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مرد پر حکم حاکم کی سماعت واطاعت لازم ہے خواہ اسکے نزدیک وہ حکم پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ جبتک معصیت الٰہی پیش نہ آئے لیکن جب ایسا حکم دیا جائے جس میں معصیت الٰہی ہو تو ایسے حکم کی سمع واطاعت ہرگز جائز نہیں۔

(۴) بدعت دیگر اسماء والقاب وخطاب ولی الامر مستحدثہ است ہمچو سلیمان جاہ وثریا جاہ وشہنشاہ سراسر کذب وزور است

(۴) چوتھی وصیت امیروں اور بادشاہوں کے فخریہ نام والقاب وخطاب ایجاد کیئے ہوئے سب بدعت وکذب وزور میں داخل ہیں مثلاً سلیمان جاہ ثریا جاہ اور شہنشاہ

از ابو ہریرہ مرفوعاً آمدہ اخنی الاسماء یوم القیامۃ عند اللہ رجل یسمی ملک الاملاک رواہ البخاری۔

(۵) در حق اصحاب آنحضرت صلعم اعتقاد نیک باید داشت نظر بر مناقب و فضائل ایشان کہ در کتاب و سنت وارد است گماشتہ زبان جز بہ ثناء ایشان نباید کشاد وخوض در مشاجرات ایشان نباید نمود۔ نمی گوئیم کہ صحاب معصوم اند لیکن ما ممنوعیم از سب و شتم وطعن این گروہ اگر فتح باب جرح و قدح در ایشان شود روات از آنحضرت صلعم منقطع گردد

وغیرہ حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعاً مروی ہے کہ سب سے بڑھکر نامون مین خیانت کرنیوالا وہ شخص ہوگا جسنے اپنا نام ملک املاک رکھا ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے

(۵) پانچوین وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے ساتھ حسن عقیدت رکھنا چاہیے اور جو فضائل و مناقب اُنکے قرآن حکیم اور سنت مطہرہ مین آئے ہین انکو ملحوظ رکھکر بجز مدح وثنا کے کوئی بات زبان سے نکالنی نہین چاہیے ہم یہ نہین کہتے کہ صحابہ معصوم ہین لیکن ہم اس سے منع کیئے گئے ہین کہ اُنکے حق مین سب و شتم کرین یا زبان طعن کھولین اگر صحابہ کے معاملہ مین رد و قدح شروع کیجائے تو تمام اسناد حدیث کا سلسلہ منقطع ہوجائیگا

ودر انقطاع روایت بہم خوردن ملت ست مارا ثابت شده که با وجود مشاجرات باہم ومنازعات یک دیگر صفت صدق وضبط در ہر یکی از ایشان موجود بود۔

جس سے ملّت اسلامیہ درہم وبرہم ہوجائیگی یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ باوجود باہمی مشاجرات اور منازعات کے تمام صحابہ صفت صدق سے موصوف وآراستہ اور ضابط احادیث تھے۔

(۶) دنیا چندان معتبر نباید داشت زیرا که اکثر خلق در طفلی وبیشتر در جوانی می میرند وکمتر به سرحد پیری می رسند آنانکه می رسند تمام عمر شان ہم در اندک فرصت مثل باد صبا می رود از آغاز نشو ونما تا ہنگام بلوغ که اکثر آنہا پانزده سال است بشرطیکه اجل فرصت دہد بغفلت می گزرد وبعد انقضاء اربعین وقت

(۶) چھٹی وصیت دنیا پر ہرگز اعتماد نہ رکھنا چاہیے کیونکہ اکثر لوگ بچپن مین اور زیادہ تر جوانی مین مرجاتے ہین اور کمتر لوگ بڑھاپے کے حد تک پہونچتے ہین اور جو پہونچ بھی جاتے ہین تو انکی سب عمر ایک لمحہ مین مثل باد صبا کے گزر جاتی ہے شروع پیدایش سے زمانہ بلوغ تک (جسکی مدت پندرہ سال ہے اگر موت نے فرصت دی) تو یہ زمانہ غفلت ونادانی مین گزر جاتا ہے اور بعد چالیس سال کے

تحلیل قوی و تبدیل آب و ہوا است پس عمرے کہ آنرا عمر می توان گفت اگر مرگ دست برد نہ کند ہمین بست و پنج سال است واگر اوقات خواب را کہ برادر مرگ است برآرند مقدار مذکور جز اقل قلیل بدست نمی ماند۔

قوی مین ضعف اور آب و ہوا کی کیفیت مین تبدیلی ہو جاتی ہے پس اس قلیل عمر کو اگر عمر کہ سکین اور موت کے حملہ سے محفوظ رہین تو یہ ہی پچیس سال باقی رہتے ہین انمین سے بھی اگر خواب کے اوقات نکال ڈالے جائین کیونکہ خواب بھی ایک طرح کی موت ہے تو بجز نہایت ہی قلیل مدت کی کچھ باقی نہین رہتا۔

(۷) دست در دست مشائخ این زمان ہرگز نباید داد و بیعت بہ ایشان نباید کرد و بہ غلوی عام مغرور نباید بود زیرا کہ اکثر غلوی عام بسبب رسم است و امور رسمیہ را بحقیقت اعتبارے نیست و کرامات ایشان این زمان الاماشاءاللہ طلسمات و نیرنجات را کرامات دانستہ اند۔

(۷) ساتوین وصیت اس زمانہ کے مشائخ کے ہاتھ مین ہاتھ دینا اور بیعت کرنا نہ چاہیے اور لوگون کا انکی طرف ہجوم دیکھکر فریفتہ نہونا چاہیے اسلیئے کہ عام مخلوق کا رجحان زیادہ تر محض عام رسم پر مبنی ہوا کرتا ہے اور رسم و رواج حقیقتاً کوئی چیز نہین۔ اس زمانہ کے مشائخ کی کرامتین شاذ و نادر کے سوا محض طلسم و شعبدہ بازی ہوا کرتی ہین۔

(۸) صوفی جاہل زہر ہلاہل ست
وعابد بے علم دلیل الحاد
وبدعت وفقیہ بے سنت
زاہد خشک است کہ نور باطن
وبرکات قلبیہ ندارد ؎

خیالات نادان خلوت نشین
بہم برزند عاقبت کفر و دین

(۹) آدمی را از جامۂ ونان ومکان
چارہ نیست لابد باشد کہ کسبے
برگزینند واسباب اکتساب
در دنیا از انواع تجارت وطرق
زراعت واصناف صناعت
واسباب وراثت بسیار
بلکہ بے شمار است اجارہ ہرچند
کہ در شرع شریف
جائز است اما خلال دران
امور بسیار راہ یافتہ

(۸) آٹھوین وصیت صوفی جاہل
زہر قاتل ہے اور عبادت گزار
بے علم الحاد اور بدعت کا
راستہ بتلانے والا ہے۔
اور فقیہ بے سنت زاہد خشک
ہے جو نور باطن سے محروم اور برکات
قلب سے دور ہے۔

(۹) نوین وصیت آدمی کو طعام و
لباس ومکان کے بغیر کوئی چارہ نہین
اسلیئے ضروری ہے کہ کوئی پیشہ
اختیار کر لیا جائے اور اکتساب کی
بہت سی بے شمار صورتین ہین مثلاً
شعبہائے تجارت اور زراعت
کے مختلف طریقے اور انواع واقسام
کی صنعتین اور اسباب وراثت
وغیرہ ملازمت بھی اگرچہ شرعاً جائز ہے
لیکن نوکریون مین اب عظیم خلل پڑ گیا ہے

مثل رشا وسرقت وخیانت
وغصب واتلاف حق برادر
مسلمان بہ عصبیت پس
مومن ومتقی ومسلم متحری را
را واجب ست کہ درین جارت
مہما امکن از آلائش منکرات
وآمیزش مہلکات خود را دور
دارد دریں زمان تفاوتے
در خبیث وطیب نماندہ وعامۂ
خلق دران گرفتار گشتہ
آنحضرت صلعم فرمودہ۔
یاتی علے الناس زمان لایبالی
المرء ما اخذ منه امن حلال ام حرام
این حدیث یکے از اعلام
نبوت است۔

(۱۰) علم آداب رابروجہے

مثلاً رشوت۔ چوری۔ خیانت
مال غصب کر لینا اور ایک مسلمان
بھائی کی حق تلفی پس ہر مسلمان خدا پرست
اور ایماندار پر واجب ہے کہ جہانتک
ممکن ہو اپنے کو ان منکرات کی آلائشون
سے اور ان ہلاک کرنیوالی چیزون کے
میل وآمیزشون سے بالکل دور
رکھے۔ اِس زمانہ مین پاک مال اور
خبیث مال مین کوئی فرق باقی نہین رہا
اور ایک دنیا اس مین گرفتار ہے
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ
ایک وقت لوگون پر ایسا آئیگا
کہ آدمی اسکی پروا نہ کرے گا
کہ یہ مال بطریق جائز حاصل ہوا
ہے یا بذریعہ حرام۔ یہ حدیث
معجزات نبوت مین سے ہے۔

(۱۰) دسوین وصیت تہذیب

کہ در سنت مطہرہ مدون گشتہ شعار خود باید ساخت کہ بعد از تحلی باین حلیہ تہذیبے دیگر نیست۔

(۱۱) کاغذ تابوتی ساختن و آنرا تعزیہ نام کردن و رسوم شوم و مراسم ماتم و سیاہ پوشی و سینہ کوبی و اشک ریزی و مجلس ذکر واقعۂ کربلا بجا آوردن ہمہ مطرود و مردود ست۔

(۱۲) مجلس دوازدہم ربیع الاول بامید ثواب در معاد و ذکر ولادت و وفات

وشائستگی کے آداب جو سنت مطہرہ مین مذکور ہین اُنکو اپنا شعار بنانا چاہیے جب آدمی اس تہذیب سے آراستہ ہو جائے تو پھر اُسکو کسی دوسری تہذیب کی کچھ حاجت نہین رہتی[ا]۔

(۱۱) گیارھوین وصیت کاغذی تابوت بنانا جسکا نام تعزیہ ہے اور تمام رسوم شوم اور ماتم کے طریقے مثلاً سیاہ لباس پہنتا سینہ کوبی کرنا آنسو بہانا اور مجلس عزا کرنا یہ سب شرعاً مطرود و مردود ہے۔

(۱۲) بارھوین وصیت بارھوین ربیع الاول کو مجلس میلاد شریف بخیال ثواب وذکر ولادت و وفات

[ا] مجکو اس موقع پر اپنے محترم دوست مولوی اکبر حسین صاحب الہ آبادی کا ایک شعر یاد آگیا جو زمانۂ حال کے مغربی تہذیب کا آئینہ ہے ؎

نئی تہذیب مین دقت زیادہ تو نہین ہوتی — مذاہب رہتے ہین قائم فقط ایمان جاتا ہے

جناب رسالت مآب نمودن و طعام
پختن و نزد ذکر ولادت برپا خاستن
و نخوآن و یازدہم ربیع الثانی محفل
کرامات حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی قدس سرہ آراستن
این افعال را در شرع مطہرہ
سنت منور جواز نیست۔

(۱۳) عرس بزرگان کہ مانا حج شود
و ساختن قبور سنگین و پختہ نمودن و
انداختن قبرپوش و راندن مگس
از بالائے آن و مالیدن صندل
و شستن آن و مقرر نمودن سدنہ و
چوبدار و فراش بر مزارات امرائے بدعت
شعار این ہمہ اسراف در انفاق
محرم و افراط در امور ممنوعہ شرعی است
و قوالان بدآواز و مطربان مزامیر
نواز بلکہ زنان فاحشہ

جناب رسالت مآب صلعم منعقد کرنا
اور کھانا پکانا اور ذکر ولادت کے
وقت کھڑا ہونا اور اسی طرح کے بعض
رسوم اور گیارھوین ربیع الثانی کو محفل
کرامات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح
کی ترتیب دینا یہ تمام امور شرع مطہر
اور سنت منور سے ثابت و جائز نہین

(۱۳) تیرھوین وصیت بزرگون کا
عرس جو مثل حج ادا کیا جاتا ہے اور
قبرون کا سنگین بنانا اور پختہ کرنا اور انپر
چادر ڈالنا۔ اور مگس رانی کرنا اور صندل
ملنا اور صندل دھونا اور آستانہ مقرر کرنا
اور چوبدار و فراش جو بدعتی امیرون
کے مزارات پر مقرر کیئے جاتے ہین
یہ سب اسراف حرام اور ممنوع شرعی
ہین۔ اسی طرح قوالان بدآواز اور جماعت
مطربان مزامیر نواز یہانتک کہ زنان فاحشہ

ومخنثان کہ آنجا می سرایند ومیر قصند حرام و مردود وجریمۂ عظیمہ است۔

(۱۴) رفتن بر قبور پر نور اولیا اللہ بنا بر استمداد در انجاح حاجات وحصول مرادات این را در طریقہ انیقۂ شریعت حقہ جوازنیست زیارت مرقد معنبر وتربت مطہر جناب رسالت صلعم اشرف واکرم زیارات ست درین مسئلہ ودر مسئلہ انتفاع اولیا از ارواح اولیا وانبیا بقدر مناسب حال بدون تقلید رسوم وبدعات رجال واہل ضلال خود چندان خلاف میان اہل علم

اور مخنث لوگ جو نغمہ سازی کیا کرتے ہین اور ناچا کرتے ہین یہ سب افعال حرام ومردود اور گناہ کبیرہ ہین

(۱۴) چودھوین وصیت اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کے مزارات پرانوار پر اس غرض سے جانا کہ ان سے حاجت روائی کی استدعا کیجائے یہ شریعت حقہ مین جائز نہین ہے جناب رسالت مآب صلعم کے مرقد معنبر اور تربت مطہر کی زیارت تمام زیارتون سے اشرف وافضل ہے اس مسئلہ مین اور اس امر مین کہ ارباب صاحب دل اولیاء اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارواح مقدسہ سے بغیر رسوم وبدعات کے پابندی کے جو اہل ضلالت کا شیوہ ہے اپنے مناسب حال فیض اٹھائین تو اسمین علما کا کوئی

نیست اختلافے کہ ہست در
اختیار سفر خاص از برائے قبور
بغرضہائے مذکورہ است کہ
شرع شریف بدان دستورے ندادہ
وہر کہ نیت مسجد نبوت میکند بے شبہہ
مدرک زیارت میگردد ہم خرما وہم ثواب دست میدہد
(۱۵) بدعت دیگر گفتن اذان است
بر قبر بعد تدفین این اذان
از سنت معہود نیست
بدعت دیگر کلمۂ الصلوٰۃ
الصلوٰۃ است میان دو اذان
جمعہ و نزد نماز تراویح بدعت
دیگر الصلوٰۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ یا علی رسول اللہ
است بعد از اذان نماز
کہ حدوث آن در سنہ ۷۸۱ھ
شدہ۔

اختلاف نہین ہے جو کچھ اختلاف ہی
وہ خاص زیارت قبور کے لیے سفر
کرنے کے متعلق ہے جنکی شرع شریف
نے اجازت نہین دی ہے جو کوئی شخص
مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرے وہ ضرور ہی
زیارت مرقد مطہر سے بھی مشرف ہوگا یہ
صورت ہم خرما و ہم ثواب مین داخل ہے۔
پندرھوین وصیت قبر پر بعد دفن کے
اذان کہنا بدعت ہے اس اذان کی
سنت مطہرہ مین کچھ اصلیت نہین ہی
دوسری بدعت نماز تراویح یا نماز جمعہ کے
وقت دو اذانون کے درمیان الصَّلوٰۃ
الصَّلوٰۃ کہنا تیسری بدعت یہ ہے کہ
نماز کے اذان کے بعد الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ یا الصلوٰۃ والسلام
علی رسول اللہ کہا جائے اس بدعت
کی ابتدا سنہ ۷۸۱ ہجری سے ہوئی

بدعت دیگر نہادن انگشتان بر چشم
و بوسیدن آنہاست نزد اشہد ان
محمد الرسول اللہ سخاوی و ابن
دبیع و امام سیوطی و زرقانی
و محمد طاہر فتنی و ملا علی قاری نص
کردہ اند بر وضع این روایات
و بدعت دیگر برداشتن دست
بدعا میان ہر دو خطبہ و این فعل
مخالف سیرت نبوی است و
بدعت دیگر معانقہ است بعد از نماز عید
و ہمچنین مصافحہ بعد از نماز عصر و فجر۔
(۱۶) بدعت دیگر اسراف است
در مواقع سرور و مواضع
حیوہا ہمچو نکاح و ختان و
ولادت بدعت دیگر فتنہ
رقص و سرود و مزامیر
لولیان و نقالان

چوتھی بدعت اشہد ان
محمد الرسول اللہ کہنے کے وقت انگوٹھون
کو آنکھون پر رکھنا اور انکو چومنا ہے
امام سخاوی اور ابن دبیع اور
امام سیوطی اور زرقانی اور محمد طاہر
فتنی اور ملا علی قاری نے ان سب
روایتون کو موضوع قطعی بیان کیا ہے
دو خطبون کے درمیان ہاتھ اٹھانا
سیرت نبوی کے خلاف ہے بعد
نماز عید معانقہ کرنا اور اسیطرح بعد
نماز عصر و نماز فجر مصافحہ کرنا بدعت ہے
سولھوین وصیت مواقع شادمانی
وغیرہ مین فضول خرچی کرنا مثلاً
تقریب نکاح تقریب ختنہ تقریب
ولادت وغیرہ مین بدعت ہے
دوسری بدعت فتنہ انگیز رقص و سرود
اور مزامیر زنان بازاری اور نقالون

وقوالان است این ہمہ
فسق بالائے فسق ست چہ
نکاح یکے از عبادت دین و
شرایع اسلام است عبادت
را باین چیزہا آمیختن استہزا
بدین پیغمبرست۔

(۱۷) بدعت دیگر عار است
از نکاح ثانی ارامل و ایامی
وعار از سنت ثابتۂ اسلام قرینۂ
کفر و نفاق است و در حدیث
انس کہ نزد ابن بشر مرفوعاً آمدہ
ایما امرأۃ قعدت علی
بیت اولادھا۔ فھی
معی فی الجنۃ۔
منافی این حکم نیست زیراکہ
دران منع از نکاح ثانی
وارد نہ شدہ غایت آنکہ

اور قوالون کا گانا ہے یہ فسق در فسق ہے
اسلیئے کہ نکاح دینی عبادتون مین سے
ایک عبادت ہے اور حکم شرعی ہے
اور عبادت مین ان چیزون کو شریک
کرنا دین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے
ساتھ ہنسی اور مذاق اڑاتا ہے۔

سترہوین وصیت ارامل و بیواؤن
کے نکاح سے عار کرنا بدعت ہے بلکہ
شریعت اسلام سے جو کوئی سنت ثابت
ہو اس سے عار کرنا کفر و نفاق کے قریب
قریب ہے باقی رہی وہ حدیث جو ابن بشر
کے نزدیک مرفوع حدیث ہے کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا جو عورت اپنی
اولاد کے پاس گھر مین بیٹھ رہے وہ جنت
مین میرے ساتھ ہوگی۔ یہ حدیث
حکم نکاح ثانی کے خلاف نہین ہے
غایت یہ ہے کہ جس عورت کو واقعی

مشتہاة نیست و فرزندان
رامی پرورد و سے را اجر باشد
سخن در زنان جوان است کہ
بے شوئے بسر نمی تواند کرد۔
(١٨) بدعت دیگر افزونی
مہر ست کہ بمئیات والوف
بلکہ لکوک می رسد و این خلاف
طریقۂ سنت و مخالف سیرت
سلف امت است۔
(١٩) بدعت دیگر رسوم ماتم
واحداد است از گریۂ وزاری
وآہ و نالہ و گفتن الفاظ
بے ادبی در جناب
اقدس الٰہی و بعضے
ازان قائل را بحد کفر
می رسانند در حدیث آمدہ
لایحل لامرأة تومن باللہ

خواہش نہ ہو اور وہ اولاد کو پرورش
کرے اسکو اجر ملے گا گفتگو تو جوان
عورتون کی نسبت ہے جو بغیر شوہر بسر
نہین کر سکتین۔
اٹھاروین وصیت زیادتی مہر بھی
بدعت مین داخل ہے جسکی تعداد سیکڑون
اور ہزارون سے گذر کر لاکھون تک
پہونچ جاتی ہے یہ بالکل خلاف سنت
اور سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے
انیسوین وصیت ایک بدعت
یہ بھی ہے کہ ایک زمانہ معین تک
ماتمی رسمین ادا کیجائین اور جناب
اقدس الٰہی مین گستاخانہ اور بے ادبانہ
الفاظ زبان سے نکالے جائین بعض
الفاظ آدمی کو حد کفر تک پہونچا دیتے
ہین حدیث شریف مین آیا ہے
کہ کسی عورت پر جو اللہ اور روز آخرت پر

والیوم الاخر ان تحد علی میتہ
فوق ثلث لیال الا علی
زوج اربعۃ اشہر وعشرا رواہ
الشیخان عن ام حبیبہ وزینب بنت جحش

(۲۰) بدعت دیگر اذکار و اشغال
محدثہ است مثل یا علی
یا حسین یا خواجہ یا پیر یا قطب
یا غوث و نحو آن بجائے
اسم مبارک اللہ گفتن
و پشت جانب بغداد نہ کردن
و اولیا را حاضر و ناظر و متصرف
در امور خلق اعتقاد کردن این
کارہا از بدعت گزشتہ بسرحد کفر
می رساند بدعت دیگر اسماء
مستحدثہ است مثل
عبدالرسول و عبدالنبی
و حسن بخش - و امام بخش

ایمان رکھتی ہے یہ حلال نہین ہے کہ
تین رات سے زیادہ میت کی سوگواری
کرے البتہ میت کی بیوی کو چار مہینہ
دس دن تک عدت پوری کرنی چاہیئے

بیسوین وصیت ایک بدعت یہ بھی ہے
کہ ذکر و اشغال کے وقت بجائے اللہ
تعالے کے نام پاک کے یا علی
یا حسین یا خواجہ یا پیر یا قطب۔
یا غوث وغیرہ کا ورد اور وظیفہ پڑھا جانے
اور بغداد کی جانب پیٹھ کرنا معیوب
سمجھا جائے اور اولیاء اللہ کو مثل خدا کے
حاضر و ناظر جانکر انکو معاملات خلق مین
متصرف یقین کیا جائے یہ افعال اب
بدعت کے درجہ سے بھی گزر کر کفر کی حد
کو پہونچ چکے ہین اسی طرح یہ ایجاد کیے
ہوئے نام مثلاً عبدالرسول۔ عبدالنبی
حسن بخش۔ امام بخش وغیرہ بھی

صفاء دامن این ناماها آلودۂ چرک
شرک است۔
(۲۱) در مناکحت دینداری
را منظور دارند چون درین زمان
مذہب رفض و تشیع در
اکثر خانہا شیوع یافتہ و
در قصبات بسبب سبقت
برادری با یک دیگر قرابت
کنند و شرفا را بیشتر نظر بر علو
نسب یا رفاہ معیشت
می باشد پس ما را
و اخلاف ما را در امر مناکحت
نظر بر رعایت دین
باید داشت و دختر را
بحبالۂ نکاح پسر رافضی
یا متہم برفض اگرچہ
ذوی القربا

بدعت ہین۔ اور نجاست شرک سے
آلودہ ہین۔
اکیسوین وصیت عقد نکاح کے
وقت دینداری کو پیش نظر رکھنا چاہیئے
اس زمانہ مین رفض و شیعیت اکثر
گھرون مین پھیل گئی ہے اور قصبون
مین پہلے سے برادری چلے آنے کے
سبب سے آپس مین قرابت کیا کرتے ہین
اور اس زمانہ کے شریفون کو عالی نسبی
اور دولتمندی پر زیادہ نظر رہا کرتی ہے
پس ہمکو اور ہماری اولاد اور اولاد در اولاد
کو چاہیئے کہ وہ نکاح کرتے وقت مذہب
کی پاسداری کا خیال رکھین اور اپنی
بیٹی کا کسی شیعہ کے ساتھ نکاح نہ کرین
نہ ایسے شخص کے ساتھ نکاح کرین
جسپر رفض اور شیعیت کی تہمت لگی
ہوئی ہو اگرچہ وہ شخص اپنا عزیز و قریب

وا از اہل بلدۂ خود باشد ہرگز نباید آورد گو صاحب دولت وعالی نسب باشد و نہ دختر شیعہ را علی اختلاف انواعہم از برائے پسران وفرزندان خود باید گرفت بسیار دیدہ ایم و تو ہم شنیدہ باشی کہ ہر کہ بر طمع دولت بخانہ دولتمندان رشتہ درست کرد دست از دین شوئید وہر کہ بر مجرد جمال افتاد مآل او بد شد و دنیا در حق او دوزخ گشت۔

(۲۲) ہشتی از مال کہ فراہم آمدہ انچہ ازان بعد از بذل تا مرگ بماند دران حصص ہر سہ فرزندان حسب فریضۂ عادلہ مقرر داشتہ ایم

ہی کیون نہ ہو اور اپنے شہر ہی مین سکونت کیون نہ رکھتا ہو اور گو وہ کیسا ہی دولتمند اور عالی نسب کیون نہ ہو نہ اپنے بیٹون اور پوتون وغیرہ کا نکاح کسی شیعہ کی لڑکی سے کرنا چاہیئے خواہ وہ شیعون کے کسی فرقہ مین داخل ہو ہمنے بہت دیکھا ہے اور تمنے بھی سنا ہوگا کہ جس شخص نے روپیہ پیسہ کی طمع مین کسی امیر سے نکاح کیا تو اسکو اپنے مذہب سے ہاتھ دھونا پڑا اور جس شخص نے محض عورت کی بھبوتی کو پسند کرکے نکاح کیا اُسکا انجام اچھا نہین ہوا۔ اور دنیا اُسکے حق مین دوزخ بنگئی۔

بائیسوین وصیت جو کچھ مال اسوقت تک موجود ہے بعد صرف کے وقت وفات اسمین سے جسقدر بچے فریضۂ عادلہ کے مطابق اسکے حصے اور سہام

باسہام ہر دو زوج بایں تفصیل مسئلہ ۸۰

ابن- ابن- بنت- زوج- زوج
۲۸ ۲۸ ۱۴ ۵ ۵

اول منطوقہ کریمہ للذکر مثل حظ الانثیین و آخر منطوق ایں کریمہ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ وخواہر مادر او اولاد او را با وجود اخلاف ماخوذ حقے دریں مال نباشد قال اللہ تعالے إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ۔

وفرضاً اگر یکے از ہر دو زوج بخش خود نستاند بلکہ با ولاد خود دہد شکل فرضیہ این

تینوں بھائی بہن اور دونوں زوج کے اس تفصیل کے ساتھ ہونگے- مسئلہ ۸۰

ابن- ابن- بنت- زوج- زوج
۲۸ ۲۸ ۱۴ ۵ ۵

پہلی آیت کریمہ یہ ہے للذکر مثل حظ الانثیین اور اس آیت کے آخر مین خدا نے فرمایا ہے فان کان لکم ولد فلہن الثمن مما ترکتم بعد وصیۃ میری بہن اور انکی اولاد کا حق اس مال مین میری اولاد کی موجودگی مین کچھ نہیں ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ان امرء ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک وہو یرثہا ان لم یکن لہا ولد-

بہر حال اگر دونوں بیویوں میں سے کوئی ایک اپنا حصہ نہ لے بلکہ اپنی اولاد کو بخشدے تو اس صورت مین اس مسئلہ کی

چنین باشد۔

مسئلہ ۱۶۔

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۱	۶	۶	۳

وہمچنین اگر ہر دو زوج یکے سہام خود بہ دیگر می بخشد پس قسمت فریضہ چنین می تواند شد۔

مسئلہ ۴۰۔

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

فرزندان سعادتمند را وصیت می کنم کہ در امضائے این فریضۂ عادلہ بہ تقصیرے از خود راضی نہ گردند و باین رہ گزر در ورطۂ ہلاک دنیا و عقاب آخرت نیفتند علی الخصوص در ادا کردن سہم مادر دیگر خود

یہ شکل ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۔

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۱	۶	۶	۳

اسی طرح اگر دونون بیویان اپنا حصہ ایک دوسرے کو بخشدین تو اس فریضۂ عادلہ کی تقسیم اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۴۰۔

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

مین اپنے سعادتمند بیٹون کو وصیت کرتا ہون کہ وہ اس فریضۂ عادلہ کے ادا کرنے مین ہرگز کسی پس وپیش کو دخل نہ دین اور اس مین کوتاہی کرکے دنیا مین ہلاک اور آخرت مین مستحق عذاب نہ بنین خصوصًا زوجۂ ثانی (رئیسہ عالیہ غفر اللہ لہا) کے سہم شرعی کا اچھی طرح

آنکہ این ہمہ اوج موج ہمہ طفیل ہمت و محبت اوست و منت ہائے بسیار بر گردن ما و شما است۔ ہرگز کوتاہی نمی توان کرد و باید دانست کہ آنچہ نزد ماست ہمہ بخشیدۂ اوست بے سابقۂ کدام استحقاق ؎

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

لحاظ رکھین کیونکہ یہ جو کچھ آسودگی اور عزت وغیرہ حاصل ہے وہ انھین کی ہمت اور محبت کے طفیل مین ہے اور انکے احسانات عظیم ہمارے اور تمھارے گردن پر ہین پس اس مین ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیئے اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے یہ سب انکا عطا کیا ہوا ہے۔ ہمکو کوئی استحقاق نہ تھا یہ سب انکا مال ہے اور ہم خود اُنکے ہین۔

وصیت نامۂ سوم اُردو

یہ وصیت نامہ والاجاہ نے زمانۂ مرضِ الموت مین لکھکر اور ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ ہجری مین چھپواکر شایع کیا اس مین اکثر وصایا تو وہی ہین جو وصیت نامہ ہائے سابق مین مذکور ہین باقی حالت موجودہ کے مناسب نصائح و وصایا ہین۔ اُنکو ہم مختصراً اس جگہ نقل کرتے ہین۔

(۱) وصایاء الٰہیہ کا تحفظ اور اُن پر عمل کرنا (۲) وصایاء نبویہ کو پیش نظر رکھنا۔ مثلاً تلاوت قرآن شریف کو جاری رکھنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو حتی الامکان بجالانا۔ فرائض خمسۂ اسلام کو حتی الوسع ادا کرنا اور عمداً نماز ترک نہ کرنا اگر زاد و راحلہ اور امن راہ میسر ہو تو حج بیت اللہ کرنا شرب خمر سے کام و دہن کو آلودہ نہ کرنا موت کو دوست رکھنا اور اسکو مکروہ نجاننا۔ جہاد فی سبیل اللہ اور میدان جنگ سے نہ بھاگنا (۳) اگر ممکن ہو تو بقدر استطاعت باقیات اور صالحات مین کوشش کرنا جنکی تفصیل سنت مطہرہ مین اس طرح پر آئی ہے رباط فی سبیل اللہ یعنی غلبۂ اعداے دین سے سرحد اسلام کی حفاظت کرنا۔ مسجد مین ایک نماز سے فارغ ہو کر دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ کوئی راہ مستقیم ایسی قائم کرنا جسپر لوگ چل سکین مثلاً احیاء سنت و اماتت بدعت وغیرہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

پڑھتے رہنا۔ علوم کتاب وسنت کی تعلیم جاری رکھنا قرآن کو ترکہ مین چھوڑ جانا مسجد خالصًا لوجہ اللہ بنانا۔ ولد صالح اپنے بعد چھوڑ جانا۔ جو بعد وفات والدین کے حق مین دعائے خیر کرتا رہے سرائے وچاہ ونہر وپل تعمیر کرنا۔ زمین یا مکان یا مدرسہ یا خانقاہ وقف کرجانا صدقہ گاہے ماہے دیتے رہنا درخت میوہ دار نصب کرنا جسکے پھلوں سے چرند پرند اور انسان فائدہ اٹھائین (۴) بہترین قول جو حق وصداقت پر مبنی ہو اسکی پیروی کرنا چاہیئے خدا فرماتا ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

(۵) دینی مصلحت کو دنیا کی مصلحت پر مقدم رکھنا چاہیئے جب تم ایسا کروگے تو تمکو بہت سے ایسے جدید تجربے وقتًا فوقتًا حاصل ہونگے جو اسوقت تک تمکو پیش نہین آئے (۶) ملفوظات زید وعمر کے مطالعہ سے سروکار نہین رکھنا چاہیئے آدمی کے لیئے وہ ہی ملفوظات کافی ہین جو قرآن وحدیث مین مذکور ہین دین اسلام ناقص اور غیر مکمل نہین ہے کہ اسکو ملفوظات مشائخ سے کامل کیا جائے (۷) بعض موحدین متبعین سنت بھی اکثر جاہل وطامع ہوگئے ہین اور وہ اکابر سلف کے جناب مین سخت بے ادب اور گستاخ اور غالبًا ناحق شناس ہین اس لیئے انسے بھی مثل مشرک مبتدع جاہل دنیا طلب کے محترز رہنا چاہیئے۔ اور اپنی آخرت کو ان قطاع الطریق اور رہزنان دین سے

ایسا بچانا چاہیئے جس طرح آدمی ایک درندہ اور آگ و پانی سے اپنی جان بچاتا ہے (۸) اس کی ہوا و ہوس کبھی نہ کرنی چاہیئے کہ لوگ ہمکو بڑا عالم و شیخ کبیر کہکر خطاب کرین یہ خواہش ایک جاجس شیطانی ہے اور وقت حاضرہ مین صدق و اخلاص کیمیا اور عنقا ہے اگر قسمت مین کوئی منصب علم مقدر ہے تو خود بخود اسکے اسباب جمع ہوجاوینگے اور تم درجۂ کمال پر پہونچ جاؤگے شئتم ادابیتم۔ (۹) اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً کسی نیکی سے اُسکی تلافی کرنے کی کوشش کرو اگر گناہ مخفی ہے تو اس کا تدارک مخفی نیکی سے اور اگر گناہ علانیہ ہے تو اس کا تدارک علانیہ نیکی سے کرو (۱۰) امانت صاحبِ مال کو واپس دینا۔ عہد پورا کرنا۔ اور خیانت سے دور بھاگنا چاہیئے (۱۱) جمعہ کو غسل کرنا واجب ہے نماز جمعہ کو اول وقت جانا چاہیئے (۱۲) اسبال ازار ترک کرنا چاہیئے (۱۳) اہل دانش و تجربہ نے کہا ہے استر ذہبک وذہابک و مذہبک (۱۴) خیرات و صدقات کا حصر شرعاً مال زکوۃ پر ہے۔ کبھی کبھی کچھ خرچ کردینے کا مضائقہ نہین ان فی المال حقا سوی الزکوۃ (۱۵) فضول خرچی جسکو اسراف و تبذیر کہتے ہین اس سے بہت بچنا چاہیئے اللہ تعالی نے قرآن حکیم مین فضول خرچ کرنے والون کو اخوان الشیاطین فرمایا ہے جو روپیہ پیسہ خلاف شرع اور خلاف مرضی خدا خرچ کیا جاتا ہے وہ آخرت مین آتش دوزخ کا ایک داغ سوزان ہوگا

اسراف مین تمام اقسام کھیل تماشے یہانتک کہ بخشش وسخاوت تک داخل ہے یہ گناہ اسی وقت معاف ہوسکتا ہے جب کہ خدا کے سامنے توبہ کیجائے اور عمل صالح سے اُسکا معاوضہ کیا جائے کھانے پینے مین بھی فضول خرچی ہوا کرتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا جن ناتجربہ کارون کو مان باپ کے ترکہ مین مفت کا مال بلا محنت ومشقت اور بغیر نوکری وتجارت وزراعت ملجاتا ہے تو اُنکے پاس بہت سے ہم عمر نوجوان جمع ہوجاتے ہین اور دوست بن کر سارا مال مختلف قسم کی ترغیبین دیکر خرچ اور برباد کرادیتے ہین پھر جب وہ مفلس ہوجاتے ہین تو یہ لوگ اپنا راستہ لیتے ہین اگر ناتجربہ کار لوگ ہوشیاری اور عقل اور دوراندیشی سے کام لیتے اور اس مال کو بجائے خرچ کرنیکے تجارت زراعت مین لگاتے اور دیگر وجوہ مکاسب سے روپیہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے تو بہت کچھ اُنکو خوشحالی اور فراغبالی حاصل ہوسکتی تھی۔

(۱۶) جہان تہمت لگنے کا خوف ہو اُس سے دور رہو جس شخص کی دوستی مین کسی قسم کے مفسدہ کی یا غرض ناروا کی تہمت لگنے کا اندیشہ ہو ایسے شخص سے ہرگز دوستی نہ رکھو (۱۷) یہ زمانہ فتنہ وفساد سے لبریز ہے جنگ وجدال کا شیوہ عام ہوگیا ہے۔ ایسے فتنہ کے وقت مین کسی کے ساتھ شریک ہونا نہ چاہیئے اس زمانہ مین جہاد شرعی کی شرطین معدوم ہین اب غالباً جہان کہین

جدال وقتال سلاطین وشیاطین مین ہوتا ہے وہ سراسر فتنہ ہے اسمین شریک ہونے سے اور مارے جانے سے سوءِ خاتمہ کا خوف ہے۔ ایسے پُرآشوب وقت مین گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہنا اور معاصی پر آنسو بہانا کافی ہے کتاب مشکوٰۃ مین باب الفتن موجود ہے اُسکو پڑھ کر یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ زمانۂ فتنہ وفساد مین حکم شرعی کیا ہے یہ ایسا نازک وقت ہے کہ جسمین امر بالمعروف ونہی عن المنکر اگر فتن عظیمہ اور مفاسد جسیمہ کے خوف سے ترک کردیا جائے تو شاید مواخذۂ شرعیہ نہو (۱۸) والدین کے ملنے والون کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے آنحضرت صلعم نے اسکو ابر البر فرمایا ہے ہر معمر آدمی کی توقیر اور برابر والے کی تکریم اور اپنے سے چھوٹے پر رحم کرنا شعائر اسلامی مین داخل ہے (۱۹) جو چیزین بزرگون سے حاصل ہون انکو بطور یادگار بہت حفاظت سے رکھنا چاہیے۔ اور انکو فروخت سے بچانا چاہیئے یہ ایک نشان سعادت ہے جو شے جتنی کہنہ اور قدیم ہے وہ زمانہ مبارک نبوت سے زیادہ قریب ہے اور جو شے جدید ہے وہ اسی قدر بعید ہے (۲۰) جہانتک ممکن ہو حاضری دفاتر ومحکمات عدالت سے اجتناب کرو یہ دفاتر ایک دیوان ضلالت ہین ہمارے خاندان مین کبھی کوئی شخص حاضر عدالت نہین ہوا کبھی ایسے معاملات مین حتی الامکان نہ پڑو جو عدالت دیوانی وفوجداری ومال مین باعث دار وگیر ہوتے ہین۔

(۲۱) کسی مقدمہ مین خواہ مذہبی ہو یا دنیاوی کبھی کسی کا ضامن یا شاہد یا وکیل بننا نہین چاہیئے اگرچہ وہ شخص اپنا فرزند دلبند یا کوئی عزیز ارجمند کیون نہو (۲۲) دنیا اور دنیا کے مصالح کے لحاظ سے سکونت کے لئے قصبہ اور قریہ سے بہتر کوئی جگہ نہین ہے۔ اسلاف کرام ہمیشہ شہرون مین اقامت اختیار کرنے سے اور اہل شہر کی صحبت سے اجتناب کیا کرتے تھے۔ (۲۳) دنیا کے لئے برادر و خواہر اور اولاد یک دیگر سے کبھی نزاع نہ کرنا چاہیئے المال غادو رائح (۲۴) اپنے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک اور طریقۂ معروف کا برتاؤ رکھنا چاہیئے۔ (۲۵) اہل و عیال و خدم و حشم و ممالیک و اعزۂ قریب کے ساتھ حسن اخلاق اور مراعات کے ساتھ پیش آنا چاہیئے (۲۶) اولاد و ازواج کی خاطرداری سے عمل شرک و بدعت کو ہرگز روا نہین رکھنا چاہیئے اکثر عورتین مردون سے چھپا کر گنڈے تعویذ ٹونے ٹوٹکے وغیرہ کیا کرتی ہین کوئی نذر و نیاز کا کھانا پکاتی ہے۔ کوئی شرک و بدعت کی رسمین اختیار کرتی ہے تمکو اس کا سختی کے ساتھ اہتمام رکھنا چاہیئے اگر ذرا بھی تمھاری طرف سے غفلت ہوگی تو گھر شرک و بدعت کا معدن ہو جائیگا اور تمام برکت و سعادت رخصت ہو جائیگی اور نحوست و شقاوت و افلاس گھر پر چھا جائیگا یاد رکھو ہر عورت کے عوض چار شخصون سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔ باپ۔ بھائی۔ شوہر۔ بیٹا۔ (۲۷) ھ

ہیچ دانی کہ شیر مردی چیست　　　شیر مردے زمانہ دانی کیست
آنکہ با دوستان تواند ساخت　　　آنکہ با دشمنان تواند زیست

(۲۸) غیر کفو سے برادری کرنا نہ چاہیئے رشتہ اس سے کرنا چاہیئے جو بدعتی رافضی و مشرک نہو۔ بلکہ موحد ایماندار خوش اعتقاد ہو فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ (۲۹) مہر مثل سکہ رائج الوقت ہمارے خاندان کا پانچہزار رکھا گیا ہے۔ آیندہ بھی اس سے زیادہ مقرر نہ کرنا چاہیئے۔ کمی کا اختیار ہے بلکہ کمی افضل ہے (۳۰) مہر کا زبردستی معاف کرانا یا بیوی کے ذاتی مال مین اسکی مرضی کے خلاف تصرف کرنا بالکل بیجا اور ظلم وستم ہے اور وہ شرعًا مال حلال نہین اس سے بہت بچنا چاہیئے (۳۱) عورت کے لیئے شوہر کی اطاعت کرنا اور اسکے حقوق شرعی کی نگہداشت کرنا سب کامون پر مقدم ہے۔ شوہر ہی عورت کے حق مین اسکی جنت و دوزخ ہے بعض عورتین بغیر کسی شرعی سبب کے شوہرون کو اپنی زبان اور برتاؤ سے تنگ اور رنج کیا کرتی ہین۔ اور مفت اپنی آخرت تباہ کرتی ہین (۳۲) نان نفقہ یعنی روٹی کپڑا اور مکان وغیرہ۔ عورت کے ضروری مصارف حیثیت ومقدرت کے موافق شوہر پر واجب ہین اسی طرح عورت کا مہر تمام دیون پر مقدم ہے اسکے لینے مین عورتون کو عار یا انکار کرنا نہ چاہیئے شارع علیہ السلام نے ان حقوق کو واجب قرار دیا ہے (۳۳) بیوی مالدار ہو یا مفلس

اس پر شوہر کی اولاد کا کوئی حق و نفقہ نہین ہوتا بلکہ مان ہی کا حق اولاد پر ہوا کرتا ہے باوجود اسکے جو کچھ مان اپنی اولاد پر صرف کرتی ہے وہ محض اس کا فضل و احسان ہے (۳۴) کسی پر اپنا اور اپنے گھر کا راز ظاہر کرنا نہ چاہیئے۔ اگرچہ کوئی شخص کیسا ہی معتبر اور سرخیل احباب ہو (۳۵) میری تمنا تو یہ ہے کہ مکۂ معظمہ یا مدینۂ منورہ مین مجکو موت آئے مگر یہ معلوم نہین کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین کس جگہ موت مقدر اور مقرر ہے اگر میری موت اسی جگہ مقدر ہو تو وہ قطعۂ زمین قبرستان جو سرکار عالیہ نے باغ کلان مقبرہ کے گوشۂ شمالی مین ریلوے اسٹیشن اور تاج محل کے سر راہ عنایت فرمایا ہے دفن کے لیئے کافی ہے کسی سایہ دار درخت کے نیچے قبر خام غریبانہ بلا منصہ و بلندی اگرچہ یک شبر ہی کیون نہو بنا دی جائے اور پتھر بالین قبر پر دوسری قبرون سے نشان و امتیاز کے لیئے نصب کردیا جائے کوئی تکلف امیرانہ ہرگز نہ ہو ورنہ اس کا مواخذہ دن قیامت کے ہوگا اور کوئی رسم بدعت خواہ ادنی ہو یا اعلیٰ عمل مین نہ لائی جائے ہان اگر سات دن تک کسی قدر صدقہ و خیرات خاص میرے مال متروکہ مین سے تم کردوگے تو مجکو اللہ تعالےٰ اُس کا اجر دیگا۔ تم بعد کفن و دفن مجکو میرے خالق رؤف و کریم کے سپرد کر دینا خلوا بینی و بین ارحم الراحمین (۳۶) جو کارخانہ میری ذات سے اسوقت قائم ہے ان سب مخارج کو

تخفیف کر دینا اور اپنی مقدار آمدنی کے موافق دو ایک محرر رکھ لینا اور ایک دو سواری مردانہ و زنانہ تم سب کو کافی ہے اور اپنے جاگیر کے کاغذات تم خود دیکھنا محض عملہ کے اعتماد پر نہ چھوڑنا اور عمل درآمد دیہات جاگیر کا سررشتۂ ریاست اور عامۂ اہل جاگیر کے مطابق رکھنا کسی حکم ریاست یا کسی بندوبست کے نسبت ابتدائی شکایت تمہاری طرف سے عمل مین نہین آنی چاہیئے نہ زیادہ ستانی روا رکھی جائے اللہ تعالے عدل و انصاف پر رحم و کرم کرتا ہے۔ اور ظلم و زیادتی کرنے پر اللہ تعالے دولت و برکت کو مٹا دیتا ہے (۳۷) تمہاری جائداد بھوپال مین نور محل اور قطعۂ زمین قبرستان اور ایک باغ ہے یا جاگیر اس سے زیادہ تم حرص و ہوا کو دخل نہ دینا۔ وقفہ زندگی کا بہت کم ہے

(۳۸) تم پر لازم ہے کہ آمدنی سے اپنا خرچ کم رکھو ہر انسان کے ساتھ تقریبات موت و حیات مثل شادی اولاد و مہمانداری و صرف موت ساتھ لگے ہوئے ہین اگر خرچ آمدنی کے برابر ہوتا رہیگا تو حاجت کے وقت قرض لینا پڑیگا۔ اور قرض سے بدتر کوئی چیز نہین قرض شہدا پر سے بھی معاف نہین ہوتا۔ اس لیئے کہ وہ داخل حق العباد ہے (۳۹) قرض دینے سے بھی بچتے رہو ہم نے اکثر لوگون کو قرض دیا مگر شاذ و نادر تو بعض نے ادا کیا باقی کسی نے نہین دیا اِس زمانہ مین صفت امانت و دیانت مفقود ہے۔

(۴۰) صرف کرنے کے وقت اس کا خیال رکھو کہ اوّل خویش بعدہٗ درویش
حدیث شریف مین آیا ہے کہ ابداء بمن تعول (۴۱) اکثر بیویان شوہر کا مال
خواہ ظاہر کرکے یا مخفی طور پر اپنے مان باپ کے گھرون مین پہونچاتی رہتی ہین
تمکو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ تمھارا مال وجائداد تم پر یا تمھاری اولاد
پر یا خاص تمھاری بیویون کی ذات پر خرچ ہوا کرے نہ سسرال والون پر
اگر تمنے یہ انتظام قائم نہ رکھا تو بس سمجھ لو کہ وہ سب خوشحال ہون گے اور تم
مفلس اور حاجت مند ہوگے اللہ تعالی نے عورتون اور بچون کو سفہا یعنی
بیوقوف فرمایا ہے اور مردونکو اپنا مال انکے ہاتھ مین دینے سے منع فرمایا ہے
اسلیئے کہ مال ہی پر ملک وملت کا قیام اور دار و مدار ہے۔ خدا فرماتا ہے
وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۤءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا
وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کسی کو عقل کم عمری مین حاصل ہو جاتی ہے
اور کسی کو باوجود کلان سالی کے حماقت وسفاہت کا زور ہوتا ہے پس
مال اسکے ہاتھ مین سپرد کرنا چاہیئے جو صاحب عقل و رشد ہو (۴۲) حقوق
زوجیت مین سے کوئی حق میرے خیال مین ایسا نہین ہے جو رئیسہ عالیہ
نے ادا نہ کیا ہو بلکہ ادائے حقوق سے اضعاف مضاعف میرے ساتھ
مراعات فرماتی رہی ہین مین اُنکے ادائے شکر سے بالکل قاصر ہون اگر
اتفاقاً امور خانگی مین انکی طرف سے بعض رنج مجکو پہونچے ہونگے تو وہ محض

ایک وسوسۂ شیطانی ہون گے بحمدہ تعالیٰ میری طرف سے کوئی امر خلاف
وفاداری اُنکے ساتھ عمل مین نہین آیا یہانتک کہ ایک وقت وہ کچھ ناخوش
ہوگئین تو مین نے انکی خوشی کو مقدم رکھکر اپنی علیحدگی منظور کی اور بارہا اسکی
اجازت چاہی لیکن وہ کسی طرح اسپر راضی نہین ہوئین۔ چونکہ وہ حاکم اس خطۂ
ملک کی ہین اور مین ان کا محکوم ہون اسلیئے جو اطاعت حاکم کی رعیت اور
تابع پر واجب ہے مین اسکو ہردم نصب العین رکھتا ہون قال اللہ تعالےٰ
وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ میرے پاس جو کچھ نقد و جنس و متاع و سامان و اسباب
ہے یہ سب اللہ تعالےٰ نے انھین کے ہاتھ سے دلوایا ہے اور مین اس مال
و منال کو انھین کی ملک سمجھتا ہون اگرچہ انھون نے خود اپنی جانب سے
مجکو عطا کیا ہے اور اس مین تصرف کامل کا اختیار دیا ہے اسی بنیاد پر مین
اپنی اولاد کو نصیحت و وصیت کرتا ہون کہ جو مال ذاتی میرا نقد ہو یا سامان
بعد میرے موجود رہے اس مین فرائض اللہ کے مطابق سرکار عالیہ کا حصہ
زوجیت کی وجہ سے ثابت ہے اس شرح سے۔

مسئلہ ۸ زوجہ۔ ابن۔ ابن۔ بنت۔ اور اگر فرضاً زوجہ اپنا حصہ
نہ لے اور اولاد کو بخشدے تو تقسیم اسکی اس طرح پر ہوگی۔ مسئلہ ۵
ابن۔ ابن۔ بنت۔ یہ سب نقد و جنس تم میرے بعد فرد حساب مرتب
کرکے سرکار مین پیش کر دینا اور ایک حبہ کا تصرف اسمین اپنی طرف سے نہ کرنا

اور میری طرف سے بصد نیازمندی نیا بتا یہ عرض کرنا کہ جسقدر حصہ وسہم شرعی فرائض اللہ کے مطابق آپ کا ہے اُسکو آپ مال حلال وطیب سمجھکر لے لین ہم لوگون کو جو کچھ آپ نے عطا فرمایا ہے وہ کافی ہے اسکے بعد سرکار عالیہ کو اختیار ہے کہ بقیہ اشیاء خاص عطیہ سرکار جو میرے توشہ خانہ مین موجود ہین جسطرح وہ چاہین اس مین تصرف کرین تم سب طیب خاطر کے ساتھ اسکو بلانزاع قبول ومنظور کرنا۔ ہم سب اُنکے ساختہ پرداختہ ہین ہمکو یہ کسی طرح زیبا نہین کہ ہم اُنکی مرضی کے خلاف کوئی کام کرین۔ ہماری سعادت یہی ہے کہ انکی مرضی کو اپنے تمام اغراض پر مقدم رکھین اب تک اس جگہ کے لوگون نے میرے تباہ وبرباد کرنے مین اور میری جان ومال وآبرو کو نقصان پہونچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا مگر اللہ تعالےٰ نے مجکو اُنکے فتنون اور آفات سے محفوظ رکھا سرکار عالیہ نے اس معاملہ مین میرے ساتھ وہ کام کیا کہ اسکی نظیر ومثال کسی تاریخ سلف مین بھی آج تک نظر سے نہین گزری۔ ظاہر ہے کہ اس زمانۂ بیوفا مین کون مصیبت کے وقت کسی کا شریک حال ہوا کرتا ہے یہ تو وہ زمانہ ہے کہ ایسے وقت مین اپنا ملنے سے منھ پھیر لیتا ہے جبتک اپنی غرض باقی رہتی ہے اسوقت تک تو جان نثاری عزیزداری اور محبت ودوستی کے دعوے قائم رہتے ہین اور جب مصیبت کا وقت آتا ہے تو اس طرح جدا ہو جاتے ہین کہ گویا ان لوگون

مین تیل ہی نہ تھا یہ وہ زمانہ ہے کہ لوگ محسن کشی کو عین نمک حلالی
جانتے ہین پھر اُس شخص کا کیا ذکر جو محسن نہو بلکہ محسوان ہو اور اپنا ہی ممنون ہو
اُسکے ساتھ ایسی نیکی کون کیا کرتا ہے (۴۳) مین نے نمک حلالی وفاداری
اور حق شناسی کے لحاظ سے ہمیشہ اولاد رئیسہ اور اولاد اولاد رئیسہ
سے ایسی محبت رکھی جو تمھاری محبت سے بھی زیادہ تھی اور کبھی کوئی اندیشہ
فاسد حاضراً و غائباً و ظاہراً و باطناً اُنکے حق مین میرے دل مین نہین آیا۔ بلکہ
ہمیشہ یہی چاہا کہ تمام دنیا کی خیر و خوبی انھین کے واسطے ہو اور یہ بعد اپنی
والدہ کے اس ریاست کو نیک نامی سرسبزی اور ترقی کی حالت مین دیکھین
مگر یہ سب اولاد میری جان و مال و آبرو کی دشمن ہو گئی حالانکہ مین نہ دعویدار
ریاست تھا نہ شریک و حصہ دار دولت مینے کبھی ایک پیسہ ظاہر و مخفی
اپنے طور پر کسی اپنے کام مین ریاست اور بالان خاص کا صرف نہین کیا
نہ رئیسۂ عالیہ سے کبھی کوئی سوال ترقی منصب و عطا کا کیا بلکہ ہر ترقی پر انکار
کرتا رہا مگر میری بات قبول نہین ہوئی البتہ جو خود انھون نے اپنی خوشی سے
مجکو دیا وہ مین نے لے لیا برخلاف اخوان و اولاد ریاست اور نائبان
ریاست کے کہ جو کوئی بعد تمھارے نانا (منشی جمال الدین خان بہادر
مرحوم مدار المہام ریاست) کے آیا اس نے علاوہ اپنی معاش کے ہزارہا روپیہ
کے خرچ کا بار ریاست پر ڈالا جس سے تمام رونق و دولت و ثروت ریاست

کی برباد ہوگئی اخوان ریاست کو ہمیشہ یہ ہی فکر دامنگیر رہا کرتی ہے کہ جس طرح
ہو سکے تمام مال ریاست کا ہمارے دست تصرف مین آجائے ان کا یہ حال
اور انکی وہ نیت و خیال سبحان اللہ و بحمدہ جب ریاست اس حالت پہ پہونچی
تو اب یہ سب واقعہ طلب لوگ صرف اس بات پر خوش ہین کہ اگرچہ ہمکو ذاتی
فائدہ حاصل نہین ہوا مگر اس شخص کو بدنام تو کردیا اور ریاست کی مدد ہی
سے اسکو باز رکھا حالانکہ میرا یہ عین مدعا تھا۔ ع عدو شود سبب خیر گر
خدا خواہد۔ مین تو محض دوستدار رئیس اور خاص اولاد رئیس کا تھا
میری تمام کوشش و جد و جہد صرف درستی نظم و نیک نامی ریاست
پر مبنی تھی جسکا نتیجہ آخر کار خود رئیسۂ عالیہ کے دختر و داماد کو اور انکی اولاد
کو حاصل ہوتا نہ مجکو نہ میری اولاد کو مین اس ریاست کا نہ وزیر تھا
نہ اہلکار سب نے مل کر حکام بالادست کے سامنے مجھ پر یہ سب افترا و
بہتان لگایا۔ مین نے اس معاملہ کو اللہ تعالی پر قیامت کے روز اٹھا رکھا
ہے جہان سارے ضمائر و خواطر ظاہر ہو جائینگے۔ بہر حال تم بوجہ جاگیر
حسب سررشتہ ریاست کے اطاعت کرتے رہنا اور اللہ تعالی پر توکل رکھنا
اور بطور خود یا کسی کے اغوا اور بہکانے سے کبھی اس خاندان کے نسبت
کسی اندیشۂ فاسد کو اپنے دل مین جگہ نہ دینا۔ یہ امر مرضی خدا اور نمک حلالی
کے بالکل خلاف ہے اور ظالم بننے سے مظلوم بننا ہمارا ایک آبائی شیوہ ہے

ہمکو اسے ترک کردینا چاہیئے (۴۴) بعض اعدائے دین اور حاسدین نے حکام انگریزی کے سامنے میری سعایت کی اور یہ ظاہر کیا کہ ریاست کے بعد سب سے زیادہ مال و دولت میرے پاس ہے اسلیئے ضرور ہوا کہ اصل حقیقت کو بے نقاب کرون واقعہ یہ ہے کہ دختر رئیسۂ عالیہ کی جاگیر سے میری جاگیر کسی قدر کم ہے اور مجھ سے زیادہ جاگیردار زمانۂ سرکار خلد نشین مین موجود تھے اور میری اولاد سے زیادہ جاگیردار اب بھی کثرت سے یہان موجود ہین میری جاگیر کی جمع اصلی چھہتر ہزار روپیہ سالانہ ہے یہ جاگیر رئیسۂ عالیہ سے نکاح ثانی کے ایک سال بعد مجکو عطا ہوئی میرا ماہوار صرف کاغذات دفتر کے مطابق اس تفصیل سے ہے صرف اقربا ایکہزار پانسو اکہتر روپیہ صرف مدرسۂ اطفال لاوارث تین سو پنتیس روپیہ صرف تنخواہ ملازمان ڈیوڑھی چھ سو سات روپیہ چار دہ آنہ صرف زائد تکدمہ دو ہزار چھیاسی روپیہ کل چار ہزار چھ سو باون روپیہ چار دہ آنہ۔ میزان ماہواری ہوئی اور سال تمام کی میزان چھپن ہزار آٹھ سو چونتیس روپیہ آٹھ آنہ ہوتی ہے اس حساب سے سال تمام کی پس انداز بیس ہزار ہوتی ہے اس مین سے پانسو روپیہ ماہوار سرکار عالیہ کا نفقہ بہ طیب خاطر ادا کیا جاتا ہے۔ اب رقم سالانہ باقی رہی چودہ ہزار مع اضافۂ رقم کمیاسی جسکی صحیح تعداد تحصیل کامل باقی رہنے کی وجہ سے متعین نہین ہو سکتی لیکن یہ جمع سالم نہین ہے بلکہ جمع تکسیر ہے اور یہ اضافہ

بھی چند سالون سے چلا آتا ہے نہ ابتدائے جاگیر سے بہر حال اس بیس برس کی مدت مین جسقدر رقم پس انداز ہوئی اس سے تین لاکھ روپیہ نور محل کی عمارت مین صرف ہوا جو مینے اپنی اولاد کو تین قطعات پر تقسیم کر کے ہبہ کر دیا اور عدالت سے اس کا قبالہ اُنکے نام پر ہو گیا اسکے علاوہ ایک سرائے و چاہ واقع موضع چوکا تعمیر کرائی جو ہوشنگ آباد کے سر راہ موجود ہے اور چند مسجدین شہر مین اور ایک پل و تالاب زیرین نور محل بنوایا مصارف باغ اور اصطبل وغیرہ اس سے خارج ہین ایک لاکھ روپیہ کتابون کی خریداری اور طبع رسائل مین صرف ہوا اب بجز مال قلیل کے کوئی معتد بہ رقم باقی نہین آیندہ بشرط حیات سالہائے مستقبل مین جو کچھ پس انداز ہو اسمین آٹھوان حصہ بعد میری وفات کے رئیسۂ عالیہ کا ہے ماسوائے جاگیر دوران سال مین اگر کبھی کبھی کوئی شے سرکار عالیہ اتفاقاً عطا فرماتی ہین اسکی تعداد سیکڑے یا ہزار سے متجاوز نہین ہوتی اور اس سے زیادہ سرکار اپنے اخوان ریاست کو ہمیشہ دیتی رہتی ہین میری کوئی خصوصیت نہین ہے نہ میری یہ عادت ہے کہ مثل دوسرے جاگیر دارون کے اپنی زیر باری اور قرضداری کا اظہار کر کے کچھ منفعت حاصل کرنیکی فکر مین رہون۔

البتہ جو جاگیر سرکار سے میری اولاد کو عطا ہوئی ہے۔ جسکو ابھی تھوڑی مدت ہوئی ہے اسکی تمام و کمال آمدنی کو مین خیر خواہی اور شفقت پدری

کی وجہ سے اور ان کی راحت و معیشت کے خیال سے اور قرضداری سے
بچانے کے لیئے ان کی ذات پر صرف نہین ہونے دیتا اور تمام اُنکے
مصارف جزئی و کلی مثلاً صرفۂ طعام و مکان و خدم و حشم
وغیرہ سب مین نے اپنے متعلق رکھا۔ میرے باپ مجکو محتاجی اور افلاس
کی حالت مین چھوڑ کر گئے اور مین انکو غنی چھوڑ کر جاتا ہون جیسا کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ
اغنیاءَ خیرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ
متفق عَلَيْهِ من حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
اب آئندہ انکی تقدیر ہے اگر میری اولاد و اخلاف اللہ کو نہ بھولین گے
تو اللہ بھی انکو نہ بھولے گا۔

والاجاہ کی علمی زندگی کے حالات اور اُن کے مؤلفات

والاجاہ کی علمی زندگی کا آغاز کسطرح ہوا اور کیونکر وہ اس مرتبۂ رفیع تک پہونچے جسکو علمائے عصر نے مجددیت کے لقب سے یاد کیا اسکی تشریح کے لئے کسیقدر تمہید کی ضرورت ہے جسکو ہم اختصار کے ساتھ لکھتے ہین۔

بارھوین صدی کے وسط کا زمانہ (جسمین والاجاہ کی ولادت ہوئی تھی) اپنے زلزلہ انگیز اثرات کے اعتبار سے ایک ایسا زمانہ تھا جو صفحۂ کائنات پر ہمیشہ یادگار اور اسلامی نسلون کے لئے دوامًا سبق آموز عبرت رہیگا۔

قومی نکبت وادبار کے بادصرصر کے تیز وتند جھونکے آٹھ سو برس کی اسلامی سلطنت مغلیہ کا روشن چراغ گل کر چکے تھے اور انگریزی حکومت کے جلال و جبروت کا سکہ لوگون کے دلون پر بیٹھ چکا تھا اور بظاہر نظر فریب امن وسکون کے صلائے عام نے اہل ہند کے سامنے قسمت آزمائی اور جد وجہد کا ایک وسیع میدان عمل تیار کر دیا تھا لیکن افسوس ہے کہ اس پُرسکون زمانہ کے مواقع سے دوسری قومون نے خواہ کیسے ہی فوائد حاصل کیئے ہون مگر بدقسمتی سے مسلمانان ہندان سے خاطر خواہ مستفید ہونے اور انقلاب روزگار سے

سبق عبرت و بصیرت حاصل کرنے کے اہل ثابت نہین ہوئے۔
انتزاع سلطنت تو کوئی عجوبۂ روزگار شے نہ تھی جس سے مسلمانون ہی کو سابقہ پڑا ہو یہ تو تداول ایام کے بازیگاہ کے وہ نیرنجات و شعبدات ہین جسکا تماشا نوبت بہ نوبت دنیا کی تمام قومون کو دیکھنا پڑا ہے۔ ع بسے بازی آرد چنین روزگار بلکہ اگر کسی قوم مین وجدان صحیح احساس حقیقی اور اذعان کامل کا کچھ بھی شائبہ باقی رہتا ہے تو اس پر زمانہ ابتلا و مصیبت مین بہت سے ایسے رموز فطرت اور غوامض اسرار قدرت منکشف ہوا کرتے ہین جو پھر ایکبار اس قوم کو خواب غفلت سے بیدار کر کے رفتہ رفتہ بام ترقی پر پہونچا دیا کرتے ہین بہرحال اگر شومی قسمت سے سلطنت گئی تھی تو گئی تھی
لیکن ہم تو اسوقت جس مجلس عزا کے ماتم نشین اور مرثیہ خوان ہین وہ سلطنت روحانی کا معدوم ہونا ارکان علم و عمل کی بربادی عروۃ الوثقی اور اعتصام بحبل اللہ کے رشتہ محکم کی شکست اور شریعت اسلام مین ضعف و دہن اور مداہنت کا عمل و دخل ہے ؎

مرد تو گر فنا شویم چہ باک ۔ غرض اندر میان سلامت اوست

یہ ایک ایسا حسرتناک زمانہ تھا کہ مسلمانون کی دنیاوی شان و شوکت و جاہ و جلال اور مادّی عروج کے ساتھ انکے روحانی فضائل اور قومی شعائر اور علوم و معارف اسلامیہ اور اعمال صالحہ اپنا رخت سفر

باندھ چکے تھے نفوس قدسیہ کی بستی روز بروز اجڑتی جاتی تھی وہ قوم
جسکا طغرائے امتیاز الملک والدین توامان تھا اسکے پاس نہ زور زر رہا
تھا نہ نقد علم وعمل اسلام کی توحید ومحبت سے قلوب اس طرح خالی ہورہے تھے
جسطرح سیم وزر سے اُنکے جیب ودامن ہر طرف بدعات وسیئات کی
گرم بازاری اور ارزانی تھی اور کفر وشرک ونفاق وشقاق کی طغیانی
ہندؤن کی سیکڑون رسمون اور توہمات نے سنن سید المرسلین صلعم کی جگہ لے لی
تھی اور شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبون مین اور موت اور غمی کے موقعون پر
ان رسمون کا ادا کرنا فرض وواجب سے زیادہ خیال کیا جاتا تھا نکاح
ایامی عیب ٹھہر گیا تھا بڑے بڑے امیرون اور رئیسون کے دربار ومحافل
رقص وسرود وغنا ومعازف اور اجتماع شاہدان بازاری سے اور
اُنکے قصور رفیعہ ہجوم عاریات کاسیات سے اندر سبھا بنے ہوئے تھے
بڑے بڑے نامی گرامی مولویون کے گھرانے اور اولیاے کرام کے مقام
صنمکدۂ شرک وبدعت نظر آتے تھے ہ

صمدی لیک درین انجمن عجز نگاہ   بہ چمن سازی آثار صنم می آئی

قرآن وحدیث کے استماع معارف سے کان آشنا نہین رہے تھے حیل
فقہیہ اور مسائل خلافیہ پر عمل درآمد رہ گیا تھا۔ اقاویل باطلہ وتاویلات
عاطلہ کا باب مفتوح ہو چکا تھا اولیاء کبار کو عالم الغیب ومتصرف فی الخلق

اور حاجت روائے مخلوق سمجھا جاتا تھا متصوفین وقت کے طبقہ مین مسئلہ
وحدت وجود نے الحاد و ارتداد کی شکل اختیار کر لی تھی طریقت کو شریعت
سے کوئی واسطہ نہین رہا تھا عجائب پرستی کو ولایت و کرامت خیال کیا
جاتا تھا غیر اللہ کی نذر و نیاز کا گھر گھر رواج ہو گیا تھا دنیا طلب جماعت
مین اوامر و نواہی الہی کا علانیہ مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔ اور پرانے خیال والون
مین بڑا عالم وہ سمجھا جاتا تھا۔ جو علوم و حکمت یونانی مین کامل دست رس رکھتا ہو
اور نئے خیال والون کے نزدیک بڑا فاضل وہ سمجھا جاتا تھا جو کسی کالج کا
گریجویٹ ہو اگر اتفاق سے خال خال کہین کوئی وجود با جود ایسا باقی بھی تھا
جسکو سلف صالحین کا اسوۂ حسنہ اور اسلام کا جوہر قابل کہہ سکین تو اسکو زمانہ
کی کساد بازاری نے خاک پوش ناشناسائی کر رکھا تھا ؎

ہنر نمی خرد ایام و غیر ازینم نیست　　　کجا روم بہ تجارت باین کساد متاع

بہر حال والا جاہ نے مسلمانون کی تنزل و ادبار اور اسلامی ایوان
سلطنت کے در و دیوار کی انہدام کو دہلی کے زمانۂ قیام مین اپنی آنکھون سے
دیکھا تھا اور مسلمانون کے دین و ایمان کی بربادی اور علم و عمل کی تباہی
شرک و کفر اور بدعت و ضلالت اور کورانہ تقلید کا زور بہ نگاہ عبرت ملاحظہ کیا
تھا ساتھ ہی اسکے خالق عالم نے فطری طور پر آپکی ذات مین انواع فضائل
کی استعداد اور گوناگون محاسن و مفاخر کا مادہ پہلے سے ودیعت کیا تھا

اسلیئے مشیت ازلی نے کل میسر لما خلق لہ کے مطابق انکو صنم کدہائے
اسلامی کی بت شکنی اور اصلاح دینی وملی اور احیاء سنت اور اماتت
بدعت کے لیئے چن لیا ؎

دل کہ بینا باللہ عشق ہست میخانہ شدہ است
کو خلیلے کہ درین خانہ کند بت شکنی

اور اس مجلس دور پسین کے صدر اول مین انکو جگہ دی ؎

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید
در بزم چون نمانہ کسے جا بما رسید

والاجاہ کے قلب سلیم طبع مستقیم جذبۂ روحانی ذہن صافی عزم راسخ اور نظر
عاقبت بین نے قوم کے اصلی وحقیقی مرض کے اسباب وعلل پر غور کرکے
اپنے لیئے اپنی اولاد کے لیئے اپنے خاندان کے لیئے اور اپنی قوم کے لیئے
جو نسخہ تجویز کیا وہ اتباع سنت سنّیہ اور عمل بالقران تھا اور اپنے مشغلۂ
زندگی کے لیئے جو لائحہ عمل منتخب کیا وہ تبلیغ اسلام نشر علوم صحیحۂ دینیہ
اور اشاعت معارف صادقۂ شرعیہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر تھا
جسطرح لوگون کے احوال وافعال واعمال مین اختلال عظیم پیدا ہوگیا تھا
اسی طرح علوم اور مصطلحات شرعیہ کے مفہوم مین بھی عظیم الشان تفاوت
ہوگیا تھا مثلاً عصر اول مین توحید نام تھا اللہ تعالے کے تفرید عبادت
اور تجرید استعانت اور معرفت امور آخرت کا صدق اعتقاد اور
خلوص نیت اور رقت قلب کے ساتھ لیکن زمانۂ مابعد مین صناعت کلام

طرق مجادلہ کی شناخت اور مناقضات خصوم پر وقوف اثارت
شبہات اور تالیف الزامات کا نام توحید رکھا گیا اور یہ لوگ اہل عدل
و توحید کے نام سے پکارے جانے لگے زمانۂ خیر القرون مین فقہ کا اطلاق
طرق آخرت و دقائق نفوس اور مفسدات اعمال کی معرفت اور قلب
پر استیلاے خوف دنیا کو حقیر و نعیم آخرت کو باقی سمجھنے پر ہوتا تھا کما قال اللہ
تعالے لِیَتَفَقَّهُوا فِی الدِّینِ وَلِیُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوا اِلَیْهِمْ۔
لیکن بعد مین فقہ اس کا نام ہو گیا کہ فتاوی مین فروع غریبہ کی معرفت ہو
اور انکی دقائق و علل پر آگاہی ہو اور اسمین استکثار کلام کیا جاے اور
اسکے مقالات متعلقہ ذہن مین محفوظ ہون جس شخص کو ان چیزون مین تعمق
شدید اور اشتغال کثیر ہو اسی کو لوگ فقیہ سمجھنے لگے تھے حالانکہ اصل مین انذار
و تخویف کا نام فقہ تھا نہ تفریعات طلاق و عتاق و لعان و سلم
و اجارہ کا یہ ہی حال لفظ ذکر و تذکیر کا ہے خدا فرماتا ہے فَذَکِّرْ فَاِنَّ
الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ لیکن لوگون نے قصص و اشعار و شطح و طامات کا
نام ذکر و تذکیر رکھا ہے حالانکہ قصص بدعت کا خیر القرون مین رواج نہ تھا و عظ
مین اشعار خوانی مذموم ہے خدا فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ
اور شطح متصوفہ کی محدثات مین سے ہے اور اس کا ضرر عوام مین عظیم ہے
اور طامات یعنی الفاظ شرع کی ظاہری مفہوم کو امور باطنی کی طرف

منسوب کرنا یہ بھی حرام ہے اور نقصان اس کا ظاہر ہے۔ اسیطرح لفظ حکمت کے نسبت خدا فرماتا ہے۔ یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا حکمت سے اوامر و نواہی الٰہی اور معارف و حقایق اسلامیہ مراد ہین جو بسر اسر اصول طبعی اور مقتضیات فطرت پر مبنی ہین اصول شریعت بیضا کے اعتبار سے جو شخص حامل علوم و معارف شرعیہ و حقایق صادقۂ فطریہ ہو وہ حکیم ہے۔ مگر مابعد زمانہ کے لوگ حکیم اُسکو کہنے لگے تھے جو بڑا طبیب و فلسفی و منجم ہو۔

اسمین کچھ شبہہ نہین کہ پچھلے زمانہ مین مسلمانون کی دنیا و آخرت دونون کی حالت نہایت تباہ تھی اور بظاہر اسکے سنبھلنے کی کوئی امید باقی نہین رہی تھی علم و مذہب جو سرچشمۂ حق و صداقت اور مطلع نور الٰہی تھا وہ حصول مطامع دنیا و اغراض نفسانیہ اور کذب و باطل پرستی کا ظلمتکدہ بن گیا تھا اسی قومی انحطاط و تسفل کے زمانہ مین سر سید احمد خان بہادر مرحوم کو قوم کی ذہنی و دماغی ترقی اور اصلاح دنیاوی کا خیال پیدا ہوا اور انھون نے اپنے غیر معمولی قابلیت کے ساتھ مسلمانون کے دنیاوی فلاح و بہبود مین کوئی دقیقہ جد و جہد کا اٹھا نہین رکھا۔ اور یورپ کی تہذیب اور انگلش لٹریچر کی اعلیٰ تعلیم کو قومی ارتقا کا اصلی ذریعہ قرار دیا اور انکے مساعی اور ہمت سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جس نے قومی ترقی کی دُھن مین بقدر استعداد مختلف شاہراہین اختیار کین

کسی نے محض فلسفہ وسائنس کو قومی ترقی کا زینہ سمجھا کسی نے فنون
صنعت وحرفت کو قومی ترقی کے لیئے لازمی قرار دیا کسی نے محض
سیاسی قابلیت کو ترقی کا اصلی گر بتایا اس سے ہرگز انکار نہین ہوسکتا کہ
ان تمام خیالات وتدابیر وتفکرات کی تہ مین بعض روشن صداقتین بھی موجود تھین
اور قومی ترقی کے لئے ان سب علوم وفنون کی اُسیقدر سخت وشدید ضرورت
تھی جلتی ایک مشین کے لیئے آلات وادوات اور کل پرزون کی ضرورت
ہوا کرتی ہے جنکے بغیر نہ مشین مکمل ہوسکتی ہے اور نہ کچھ کام دے سکتی ہے
لیکن وہ اصلی چیز اور وہ محرک وحید جسکو اسٹیم کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے
اور جو اس مشین کے تمام کل پرزون کو حرکت مین لاتی اور چلاتی ہے اور جسکو
مشین کے ساتھ روح وقالب کا سا تعلق ہے اسکے جانب کسیکو التفات نہ تھا
اور حقائق اصول شرعیہ کو غایت سفاہت ونادانی کے ساتھ ھٰذَا
اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنِ کہکر نظر انداز کر دیا جاتا تھا اور وہ صراط مستقیم جسکے ازسرنو
قائم کرنے مین علامہ ابن تیمیہؒ ابن قیمؒ قاضی امام شوکانیؒ حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت مجدد العصر مولانا سید احمد صاحبؒ
بریلوی اور اُنکے رفقا رحمہم اللہ تعالی وقدس سرہم اور ملا جمال الدین
اسد آبادیؒ نے عرق جبین۔ تعب جسد۔ کرب روح۔ ضیق صدر
ذہاب قوت۔ اذلال نفس وکسر ہوا۔ برداشت کرکے اپنی زندگیان

قربان کیں تھیں) وہ ایک ایسی ناقابل گزر پر پیچ و خم راہ سمجھی گئی تھی جسکی طرف
کوئی شخص ایک قدم اٹھانا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ اور اُس صراط مستقیم کے
چلنے والون پر نہایت گستاخانہ اور بے باکانہ طریقہ پر آوازے کسے جاتے تھے
اور ان کا علانیہ مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔

باانیہمہ جو ارباب نقد و نظر اور صاحب بصیرت علما تھے وہ اس حقیقت سے
بے خبر نہ تھے انکو اس نئی روشنی کے زمانہ مین بھی بہت سے آثار ظلمت صاف
صاف نظر آتے تھے۔ حکیم الامت مولانا شبلی مرحوم کا یہ ارشاد جو انھون نے
مجلس ندوۃ العلما مین خطبہ دیتے وقت فرمایا تھا آب زر سے لکھنے کے
لائق ہے کہ اور قومون کو تو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے
مگر مسلمانون کی قوم کو پیچھے ہٹنے کی ضرورت ہے۔ اسی راز
سربستہ کو سب سے پہلے والاجاہ نے بے نقاب کیا اور اپنی تالیفات
کے ذریعہ سے ہند و عرب و عجم مین معارف کتاب و سنت کے دریا بہا دئیے
یہ جاننا بھی فائدہ سے خالی نہین کہ اس حق و صداقت اور صراط مستقیم تک
والاجاہ کی رفتہ رفتہ کسطرح رسائی ہوئی اور اسکی ابتدائی بنیاد کیونکر پڑی۔
واقعہ یہ ہے کہ والاجاہ کا زمانۂ طفولیت روز ولادت سے حالت عُسر و
ضیق معاش اور یتیمی کے ساتھ شروع ہوا تھا اور انھون نے سن تمیز کو
پہونچنے تک مادر مہربان کے کنار عاطفت مین پرورش پائی تھی۔ چونکہ جدہ مرحو

اپنی ذاتی قابلیت اور تقدس دینی کے لحاظ سے خود ایک اچھے معلم کی حیثیت رکھتی تھین اسلیئے انھون نے بچپن ہی کے زمانہ سے مذہبی احترام۔ صبح خیزی۔ جفاکشی۔ اور رغبت علم پیدا کرنے کے پاکیزہ ابتدائی اصول اُنکے نقش دل کردیئے تھے اور جسوقت تک انھون نے تحصیل علم کے لیئے گھر سے قدم باہر نہین نکالا شفیق مان کی ذاتی قابلیت و دینداری نہایت استقلال و سہولت و خاموشی کے ساتھ اپنی موثر تعلیم کا فرض پورا کرتی رہی والاجاہ اپنے وصیت نامہ مین خود ایک مقام پر لکھتے ہین "مین نے جو کچھ پایا وہ اپنی والدۂ محترمہ کی خدمت و اطاعت سے پایا" بہرحال انھون نے اوائل کتب اپنے برادر گرامی قدر مولانا عرشی مرحوم سے پڑھین پھر انکو طلب علم کی غرض سے سفر اختیار کرنا پڑا فرخ آباد۔ کانپور اور لکھنؤ مین چند سال تک درس و تدریس مین مشغول رہے پھر دہلی مین صدر الافاضل مفتی صدرالدین خان بہادر مرحوم صدرالصدور دہلی کے حلقۂ تلامذہ مین داخل ہوگئے اور علوم متداولہ کی تکمیل کی اور تفسیر و فقہ و حدیث و اسماء الرجال واحکام وغیرہ علوم ملیۂ شرعیہ کے بہت سے نکات بالترتیب جناب شیخ حسین صاحب مرحوم بن محسن انصاری قاضی حدیدہ سے اخذ کیئے رفتہ رفتہ طبعی علو فطرت اور رغبت و مناسبت کی وجہ سے مزاولت و بصیرت کتاب و سنت کی بڑھتی گئی اور

انکو صاف نظر آگیا کہ اطمینان قلب کا سرمایہ صرف انہی دونون سے حاصل ہو سکتا ہے
چنانچہ ابقاء المنن مین خود لکھتے ہین کہ مین نے ابتدائے طلب علم مین جسقدر
علوم درسیہ متداولہ پڑھے تھے مزاولت قرآن وحدیث کے بعد مجھ پر واضح
ہوگیا کہ ان مین صفت اخلاص کا وجود نہین ہے بلکہ برخلاف اسکے وہ حظوظ
نفسانیہ کے ساتھ مخلوط ہین اسلیئے کہ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ اشتغال
علم کے وقت رجوع قلب الی اللہ اور جمع علی الرب ہو حالانکہ یہ بات کسی
علم آلی و درسی اور کسی فن متداول مین پائی نہین جاتی اس سبب سے میرا
دل ہر وادی مین پریشان اور ہر صحرا مین سرگردان رہا کرتا تھا یہ صفت خاص
صرف کتاب اللہ کے علم مین ہے کہ اسکے شغل مین جمعیت پیدا ہوتی ہے
الا بِذِکرِ اللہِ تطمئنّ القُلُوب یا سنت مطہرہ کے صحائف مین جنکو
پڑھکر بصیرت تامہ حاصل ہوتی ہے باقی علوم مین بجز تضیع اوقات
اور کچھ نہین ہے

بہ ہیچ کار کتب خوانیت نمی آید ز جمع خاطر خود نسخہ فراہم کن

دو سال دہلی مین رہ کر جب والاجاہ تعلیم علوم دینیہ سے فراغت کلی
حاصل کر چکے تو انکو وجہ معاش پیدا کرنے کی طرف اضطراراً متوجہ ہونا پڑا
اوّلاً وہ ریاست ٹونک مین بعد ازان ریاست بھوپال مین
ملازم رہے اور بتدریج ترقی کرتے گئے جسقدر انکی آمدنی مین اضافہ ہوتا جاتا تھا

اسیقدر انکو کتب سلف کے جمع کرنے اور اُن سے مستفیض ہونے کا شوق بڑھتا
جاتا تھا ساتھ ہی اسکے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی مستقل طور پر ترقی کرتا گیا
مین نے انکی اوائل تالیفات کی فہرست مولفات مابعد کے ذیل مین اسی حصہ
کے اخیر مین شامل کردی ہے مگر اس کا تعین نہایت مشکل ہے کہ کون کتاب
کس تاریخ اور کس سن مین لکھی گئی علاوہ اسکے بعض اتفاقی موانع پیش آجانیکی
وجہ سے اکثر کتابین ان مین کی مجکو دستیاب نہین ہوئین تاہم جس کتاب کا
سال تالیف معلوم ہوسکا وہ اس کتاب کے نام کے ساتھ درج کردیا گیا۔

جمع کتب سلف واشاعت علم

بہت سی نایاب کتابین انھون نے عرب سے
منگائین۔ مثلاً ابن حجر عسقلانی و ذہبی
وشعرانی ومنذری وسفارینی وابن
جوزی وامام سیوطی وحافظ ابن القیم
وشیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ وسید محمد بن اسمعیل امیر وقاضی
محمد علی شوکانی رحمہم اللہ تعالے کی تالیفات وغیرہ یہ کتابین ہندوستان
مین کبریت احمر اور عنقاء مغرب کی طرح مفقود تھین انمین بعض مولفات ایسی بھی
ہین جو مولفین کے قلم کی لکھی ہوئی ہین یا انپر مؤلفین کے دستخط ثبت ہین۔
پھر انمین بعض دو سو تین سو چار سو سال کی تالیف کی ہوئی ہین اور بعض کی تالیف
کو چھ سات سو اور آٹھ سو سال کا زمانہ گذر چکا ہے۔

ان کتب کے اسماء گرامی سے والاجاہ کی وسعت علم و دقتِ نظر جودتِ فکر اور حُبِّ دینی کے جوش کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔

مصارف طبع کتب

غرض جب یہ نادر الوجود بے بہا خزینۂ علم جمع ہو گیا تو انکی طبع فیاض اور معارف نوازی نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور یہ چاہا کہ اس سرچشمۂ آب حیات کو وقف عام کیا جائے تاکہ دوسرے تشنہ لبان علم بھی اس سے سیراب ہوں یہ خیال آنا تھا کہ اُنھوں نے بے دریغ اپنے خزینۂ دولت کا دروازہ کھولدیا اور تقریبًا ایک لاکھ روپیہ انھوں نے کتب سلف کے چھپوانے اور شایع کرنے مین صرف کیا طبع نیل الاوطار کے چھپوانے مین پچیس ہزار تفسیر ابن کثیر مع فتح البیان کے چھپوانے مین بیس ہزار روپیہ صرف کیا فتح الباری کا نسخہ ہندوستان مین بالکل نایاب تھا والاجاہ نے چھ سو روپیہ کلدار قیمت دیکر اسکو شہر حدیدہ مین خریدا۔ یہ نسخہ ابن علان کے قلم کا لکھا ہوا تھا پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے مطبع بولاق مصر مین اسکو طبع کرایا اور بلاد ہند اور ممالک غیر مین اسکو مفت تقسیم کیا اسکے بعد مطابع ہند نے اسکو چھاپکر شایع کیا کئی سو نسخے فتح الباری اور نیل الاوطار کے مصر مین شیخ احمد حلبی البابی کے پاس تقسیم سے باقی رہ گئے تھے والاجاہ کی وفات کے بعد انھون نے برادر معظم مرحوم کو اور راقم الحروف کو اسکی اطلاع دی

ہم لوگون نے ان نسخون کو کتب خانہ ہائے حرمین محترمین زاد اللہ شرفہما کے لیئے وقف کر دیا۔

علوم زیر تالیف

قطع نظر اس ایثار زر و علم کے تمام انواع علوم اور اصناف فنون پر اُنھون نے عربی و فارسی او اردو مین کتابین تالیف کین چنانچہ انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صرف۔ نحو۔ علم الاشتقاق۔ لغت۔ بدیع۔ ادب۔ تفسیر حدیث۔ فقہ حدیث۔ اصول فقہ۔ عقائد۔ ذم الکلام والتاویل موعظت۔ وظائف واذکار۔ علم الاخلاق۔ تصوف۔ علم اسناد قرآن وحدیث۔ علم شعر وانشار۔ وطبقات۔ تاریخ وسیر۔ تذکرہ مناقب۔ آداب القضا وغیرہ۔

کتب سلف سے استفادہ

والاجاہ ایک مقام پر لکھتے ہین کہ مین[۱] نے جو کچھ تالیف و تصنیف کیا اس کا استفادہ ائمۂ سلف اور علماء متقدمین ملت کی کتابون سے کیا۔ علماء متاخرین کی کتابون سے بہت کم مین نے اخذ کیا ہی اسلیئے کہ جو صفت امانت و دیانت سلف اہل علم مین پائی جاتی ہے اب وہ پچھلون مین پائی نہین جاتی سلف کا اختلاف مناظرہ اور تحقیق حق پر

[۱] ابقاء المنن صفحہ ۱۹

بنی تھا نہ مکابرہ و مجادلہ و عصبیت و ہوی پر۔ وہ لوگ دین مین بڑے متقی اور متدین اور محقق تھے انکو ہر مسئلہ کے بیان کرنے مین اور ہر علم مین اور ہر حکم و فتوے مین اتباع حق ملحوظ خاطر رہا کرتا تھا اللہ تعالےٰ نے انکو خلف کے زق زق وبق بق سے محفوظ اور عافیت مین رکھا تھا علماء متاخرین کا مناظرہ زیادہ سب و شتم اور عصبیت و ہوی پر مشتمل ہوا کرتا ہے جسکی بنیاد جہل محض پر ہوا کرتی ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔

ان من العلم جھلا

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہین کہ۔

میری تالیفات کا غالب حصہ علماء راسخین کے تراجم اور آثار سلف کے نقول پر مبنی ہے جو ایک زبان سے دوسری زبان مین ترجمہ یا نقل کیئے گئے ہین جو کچھ مین نے اپنے تالیفات مین لکھا ہے وہ درحقیقت علماء سابقین اور ائمۂ امت کا علم ہے نہ میرا علم و اجتہاد مین تو صرف انکا حمال و نقال ہون مین نے اس حمل و نقل کو دیانت و امانت کے ساتھ ادا کیا ہے اسمین کوئی سرقت یا خیانت نہین کی ہان البتہ اس امر کا مین نے التزام رکھا ہے کہ جو قول راجح ہو اسکو نقل کردون اور جو مذہب قوی ہو اسکو ظاہر کردون اور موافقت قرآن و حدیث کو ملحوظ رکھون اور راے مجرد سے پرہیز و تحذیر کرون

لہ ابقاء المنن صفحہ ۷۵۔

فتویٰ کی بنیاد علم حق اور تقویٰ پر ہونا چاہیے نہ تاویل قریل اور اقوال ضعیفہ پر میں نے ہر معاملہ میں عملاً قول اصح اصح کو اختیار کیا ہے۔ خواہ وہ عبادت وذکر و دعا کے متعلق ہو یا کسی اور معاملہ سے علاقہ رکھتا ہو شرائع کی کثرت ظاہر ہے اور سب پر عمل کرنا معلوم اسلیئے اہم کو مقدم کرنا لازم ہے۔

نقل عبارت غیر میں احتیاط

پھر لکھتے ہیں کہ جب میں اپنی تالیفات میں غیر کی عبارت نقل کرتا ہوں تو مجکو دو امر کا نہایت اہتمام رہتا ہے ایک تو یہ کہ جسکی وہ عبارت ہو اس کا نام لکھا جائے میں کسی عالم کی تحقیق کو تدلیساً وتلبیساً اپنی طرف منسوب کرنا خیانت جانتا ہوں دوسرے یہ کہ جو نقل کیجائے وہ صحیح اور اصل کے مطابق ہو۔

خصوصیت تالیف

میری ہر ایک تالیف ادلہ صحیحہ کے ذکر کے ساتھ مشیّد ہے۔ ایسی ایک کتاب بھی نہیں جو ادلۂ کتاب وسنت کے ذکر سے اور تخریج سے خالی ہو۔

تنقید و انصاف

والا جاہ کو تنقید پر ہر وقت نظر رہا کرتی تھی وہ لکھتے ہیں کہ جسطرح امام شوکانی رح نے فتح الباری کے بعض مواقع پر جسکی شان میں لا ہجرۃ بعد الفتح

ل‍ه ابقاء المنن صفحہ ۳۵۔

کہا گیا ہے انتقاد کیا ہے اسیطرح [illegible] امام شوکانی۔ علامہ ابن تیمیہ۔ اور حافظ ابن القیم [illegible] انتقاد کیا ہے صرف اس بنا پر کہ میرے نزدیک اسکی مخالف دلیل صحیح موجود تھی لیکن ایسا کرنے سے نہ انکی رفعت و شان مین کچھ کمی ہو سکتی ہے نہ میرا مرتبۂ علم انکے برابر یا اُنسے زیادہ ہو سکتا ہے میرا تمام علم انکے علم کے مقابلہ مین ایسا ہے جسطرح ایک قطرہ بحر محیط کے سامنے یا ایک ذرہ آفتاب کے سامنے اصل یہ ہے کہ موافقت ظاہر کتاب و سنت ہر ایک عالم پر واجب ہے اور جس چیز کی دلیل کا علم ہمکو نہو ہم اسمین ہر طرح معذور ہین۔

تالیفات کا فرق مراتب

اپنے مولفات کے فرق مراتب کے نسبت وہ لکھتے ہین کہ ہر ایک تالیف ایک شان اور ایک مرتبہ کی نہین ہوا کرتی جو کتاب زمانہ طالب علمی مین تالیف و تصنیف کیجاتی ہے یا ابتداء فضیلت مین لکھی جاتی ہے وہ ناقص اور غیر محقق ہوا کرتی ہے اسمین رطب و یابس کا اختلاط ہوتا ہے اور جو تالیف تکمیل درس تبحر فن اور علو مدارج علم اور قدرت مراتب فہم اور عبور تمام کے بعد ہوا کرتی ہے اسکی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے نا فہم اور نادان لوگ ہر ایک عالم کی اگلی پچھلی تالیفات سے بلا امتیاز اور بغیر فرق مراتب کو سمجھے کسی مسئلہ ضعیف کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین یا کسی بدعت کی سند

لایا کرتے ہین یا یہ اعتراض کیا کرتے ہین کہ فلان قول یا مسئلہ فلان عالم کی
کتاب مین غلط اور مردود ہے کاش اگر پہلے عالم کے معتمد اور غیر معتمد ہونے
کا علم حاصل کرلیا جاتا اور معتبر اور غیر معتبر کتابون کا فرق سمجھ لیا جاتا تو یہ طرز عمل
بالکل صحیح ہوتا اور اس سے بہت کچھ نفع حاصل ہوتا مگر افسوس تو یہ ہی ہے
کہ اکثر اہل عصر انصاف سے دور اور جور و اعتساف سے نزدیک ہو گئے ہین
الامن رحمہ اللہ تعالے۔

مستند تالیفات

اسکے بعد لکھتے ہین میری تالیفات مین سے
جو کتابین معتبر یا علم الہدے ہونے کا درجہ رکھتی
ہین وہ یہ ہین فتح البیان۔ عون الباری۔ سراج الوہاج حضرت
التجلی۔ تاج المکلل۔ مسک الختام۔ نیل المرام۔ اکلیل الکرامہ
حصول المامول۔ ذخر المحتی۔ روضۃ الندیہ۔ ظفر اللاضی جنہ
رسالۂ دو ترخ۔ نزل الابرار۔ افادۃ الشیوخ۔ بدور الاہلہ
تقصار حجج الکرامہ۔ دلیل الطالب۔ ریاض المرتاض۔ ضوء
الشمس۔ خیرۃ الخیر۔ لسان العرفان ہر دو شرح۔ درر البہیہ انتقاد حطہ
رسالہ ذم علم الکلام۔ اربعین اخبار متواترہ۔ معتقد المنتقد۔
اجوبہ بعض۔ اسولۂ اعلام۔ رسالۂ احتوی۔ رسالہ ناسخ و منسوخ
اتحاف النبلا۔ اور جو کتابین اسکے بعد تالیف ہوئین۔

تالیفات ذاتی کے متعلق انصاف

پھر لکھتے ہین کہ مین اہل علم و دین کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ جو مسئلہ میری کتاب مین کتاب و سنّت کے نص صحیح کے خلاف ہو اُسکو اُٹھا کر دیوار پر ماردین اور جو مسئلہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اسکو قبول کرین دوسرے علما کے ساتھ بھی میرا یہ ہی طرز عمل ہے جو بات نصوص کے متضاد ہوتی ہے اگرچہ وہ بڑے سے بڑے عالم وفاضل نے اپنی کتاب مین لکھی ہومین اسکو قبول نہین کرتا مثلاً علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ قول کہ ایک روز نار جہنم فنا ہوجاویگی مین اسکو تسلیم نہین کرتا یا مثلاً ابن عربیؒ کا یہ قول کہ فرعون ایمان پر مرا ہے مین اسکو قبول نہین کرتا برخلاف اسکے اُس قول کو تسلیم ور اختیار کرتا ہون جو مطابق کتاب و سنّت ہو۔ مثلاً مین شیخ عبدالحق دہلویؒ کے اس قول کی تائید کرتا ہون کہ بدعت اگرچہ حسنہ ہی کیون نہو اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ اور آخرکار ختم وطبع درین کی نوبت آجاتی ہے اور سُنت اگرچہ قلیل ہی ہو اس سے دلمین نور پیدا ہوتا ہے یہ ہی ضابطہ مین نے اپنے تالیفات کے حق مین اختیار کیا ہے۔ اور اسی کو پسند کرتا ہون تاکہ مین یوم قیامت مین بری الذمہ رہون۔

تصنیفات کی مقبولیت

والاجاہ کے لئیے یہ کچھ کم فخر و مسرت کی

بات نہین ہے کہ اُنکے مؤلفات اُنکے زمانۂ حیات ہی مین چھپکر شایع ہوئین اور تمام اطراف ہند اور بیرونی ممالک کے جوانب ونواح مین پھیل گئین اور اہل عرب وعجم نے اُنکو حسن قبول کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا اور اُنکی مدح مین مضامین اور تقریظین لکھین جن جن غیر ملکون مین ان کی اشاعت ہوئی وہ یہ ہین۔

مکۂ معظمہ۔ مدینۂ منورہ۔ حلب۔ جزائر۔ عدن۔ بغداد۔ مصر۔ شام ابا عریش۔ صنعا۔ عسیر۔ مرادعہ۔ بیت الفقیہ۔ حدیدہ۔ یمن عراق۔ قدس۔ طرابلس۔ بلغاریہ۔ اسکندریہ۔ نجد۔ بیروت قسطنطنیہ۔ زبید۔ قازان۔ دمشق۔ صفہان۔ طہران۔ ایران کابل۔ خراسان۔

ممالک ہند مین جن بڑے بڑے مقامات مین اُنکی اشاعت ہوئی وہ یہ ہین کلکتہ۔ بمبئی۔ عظیم آباد۔ سلہٹ۔ جہانگیر نگر۔ اکبر آباد۔ دہلی۔ لاہور پشاور۔ کشمیر۔ لکھنؤ۔ بنارس۔ بھوپال۔ رامپور۔ ٹونک حیدر آباد دکن وغیرہ۔

سلیم فارس آفندی بن احمد فارس صاحب جاسوس ومدیر الجوائب نے اُن تمام تقریظون کو جو والاجاہ کی مولفات پر لکھی گئین تھین جمع کرکے ایک رسالہ کی شکل مین ان کو شایع کیا اور اس کا نام قرۃ الاعیان ومسرۃ الاذہان رکھا۔

علماء عصر جن اکابر علماء عصریہ نے والاجاہ کے مؤلفات پر تقریظین
اور انکی مدح مین اشعار اور تنقیدی مضامین لکھے اُنکے نام یہ ہین شیخ ابراہیم
آفندی محرر ثمرات الفنون قسطنطنیہ۔ شیخ یوسف آفندی الاسیر۔ سید خلیل
آفندی بربیر۔ حضرت فضیلتلو شیخ محمود آفندی مفتی شام۔ سید عبدالغنی الغنیمی۔
سید محمد اسحاق آفندی الاوہمی طرابلسی نائب عکار۔ شیخ حسین آفندی منقارہ
شیخ ابراہیم عبدالغفار الدسوقی مدرس جامع ازہر۔ سید محمد صالح تقی الدین
نقیب السادۃ الاشراف شہر قدس۔ سید محمد ابن امیر الشہیر بہ عبدالقادر الجزائری
شیخ محمود العالم مقام حرم المحترم محمد بن احمد بن عبدالباری۔ شیخ سلیمان بن
محمد الاہدل مفتی شہر زبید۔ شیخ محمد بن عبداللہ امام المدرس المسجد الحرام۔ شیخ محمد امین
بن حسن مدنی الحلوانی۔ شیخ علی بن عبداللہ شامی الکنانی۔ شیخ یحییٰ بن محمد مفتی
شہر حدیدہ۔ شیخ امین بن حسن الحلوانی المدنی مدرس روضئہ مطہرہ نبوی صلعم۔ شیخ
محمد بن سعد الدین الضاری یمنی۔ سید حسن تاج المدنی خطیب امام المدرس فی المسجد
الشریف النبوی آلوسی زادہ۔ سید نعمان آفندی بغدادی یوسف النبہانی
جن لوگون نے والاجاہ کے بعض حالات وسوانح زندگی مرتب کیئے اور بعض
کتابون مین لکھے۔ اُن لوگون کے اور ان کتابون کے نام یہ ہین۔ تفسیر فتح البیان
اسکے دیباچہ مین استاذی سیدی سندی مولانا مولوی ابوالحسن ذوالفقار احمد
صاحب نقوی مرحوم نے اُنکے حالات تحریر کیئے مولانا مولوی شیخ عبدالرشید صاحب

شوبانی مرحوم نے رسالہ من اتقی بکشف احوال المنتقی مین ضمناً اور کتاب قطر ب
الصیب فی ترجم الامام ابی طیب مین مستقلاً اور شیخ علامہ محمد قاسم مصری نے
خاتمۂ روضۃ الندیہ شرح درر البہیہ مین احمد فارس آفندی نے جاسوس علی القاموس
مین سوانح زندگی جمع کیے۔ جلاء العینین مطبوعہ مصر کے اوائل و اواخر مین بھی
انکا تذکرہ درج ہے۔

مقامات اشاعت کتب

احمد فارس آفندی نے اپنے اخبار الجوائب مطبوعہ باب عالی ۲۳ صفر
۱۲۹۷ھ ہجری کے آخری صفحہ مین لکھا ہے کہ والاجاہ کی تالیفات مقامات
ذیل مین ان اشخاص سے مل سکتی ہین۔

احمد[1] آفندی العشی شیخ احمد حلبی البابی شہر مصر حبیب آفندی
غزہ وزی۔ شہر اسکندریہ۔ بشارت آفندی الشداق۔ شہر بیروت
طاہر آفندی مشاط شہر جدہ۔ سید احمد بن ناصر دار الخلافت قسطنطنیہ
عبداللہ حسن علی رجب بک شہر عدن۔ شیخ علیسی بن قرطاس
شہر بصرہ۔ عبدالقادر بک حشمت۔ شہر بغداد۔ سید محمد العربی رئیس
شہر تونس۔ سید علی بن محمد بن ابراہیم۔ بمبئی۔
علاوہ انکے شیخ[2] محی الدین صاحب تاجر کتب شہر لاہور

---

[1] ان حضرات مین سے اکثر اشخاص وفات پا چکے ہین رحمہم اللہ [2] یہ سب حضرات جنکے اسماء درج ذیل ہین وفات پا چکے ہین رحمہم اللہ۔

مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی مالک مطبع انصاری دہلی مصطفی
خانصاحب مالک مطبع نظامی شہر کانپور، میر صاحب علی صاحب
تاجر کتب شہر بھوپال اور کتب خانہ والاجاہ شہر بھوپال وغیرہ مقامات مین
اشخاص مذکور سے بھی مولفات والاجاہ کی اشاعت جاری رہا کرتی تھی۔

اعتراضات سات آٹھ لوگون نے ہندوستان مین بعض مولفات
والاجاہ پر ایراد و اعتراض کیا۔ مدر اس مین تین چار
شخصون نے بعض رسائل پر اعتراض کیئے اور اُن کو چھپوا کر شایع کیا۔ ایک
صاحب نے رسالہ احتوی علی مسئلۃ الاحتوی کا رد لکھا جس کا
جواب الجواب مولوی عبدالقادر صاحب آرکاٹی اور سید نظام الدین
صاحب میلاپوری نے چھپوا کر شایع کیا۔ ایک صاحب نے جنکا نام
عبدالقادر تھا انھون نے سلہٹ مین رسالہ نہج المقبول کے دو ایک
مسئلون پر اعتراض کیا۔ مثلاً مال تجارت پر زکوٰۃ کا واجب نہونا اسکا
جواب بھی علمائے معاصرین کی جانب سے دیا گیا۔ ایک صاحب نے
لکھنو مین اتحاف النبلا کے سنوات و وفیات پر جو کشف الظنون
وغیرہ سے نقل کیئے گئے تھے عدم صحت کا اعتراض کیا حالانکہ وفیات کا
اختلاف قدیم سے علماء سابقین کی کتابون مین چلا آتا ہی اور ناقل پر تصحیح نقل
کے سوا کوئی ذمہ داری لازم نہین آتی۔

والاجاہ لکھتے ہین کہ بڑی مشکل یہ ہے کہ مین تو دلیل کا مذہب کہتا ہون
اور لوگ تعبیر تقلید کے بناپر اعتراض کرتے ہین اسی طرح کرنل ایڈورڈ
فانڈیک نے اپنی کتاب اکتفاء القنوع مین والاجاہ پر بعض بدیہی
البطلان الزامات لگانے کی کوشش کی ہے کسی جگہ توانکی تالیفات
کو علماء عصر کے اسماء گرامی سے منسوب کیا حالانکہ والاجاہ کی قدرشناسی
کی وجہ سے جو اہل علم ریاست بھوپال مین موجود اور انکے معاصر تھے
مثلاً مولانا مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم سہسوانی۔ مولانا مولوی
عبدالباری صاحب مرحوم سہسوانی مولانا مولوی شیخ محمد صاحب
مرحوم مچھلی شہری قاضی ریاست مولانا مولوی محمد ایوب صاحب
مرحوم مفتی ریاست استاذنا المحترم مولانا مولوی ذوالفقار احمد صاحب
مرحوم وغیرہ انمین سے جو اہل قلم گذرے ہین انکی مولفہ کتابین ملک مین شائع
ہوچکی ہین اور اب بھی موجود ہین۔ انکی طرز تحریر سلیقۂ عبارت انداز بیان
طریقۂ استدلال تجسس معانی و مطالب دقت نظر اور وسعت معلومات کا

لہ کرنل موصوف کے الفاظ یہ ہین فعندنا ما اعتنی بالمال جمع الیہ العلما وارسل فاتباع الکتب
حظ الید من کل جھۃ وجمع مکتبہ کبیرۃ وکلف من حوالیہ من العلما بالتالیف ثم اخذ مصنفاتھم
ونسبھا لنفسہ۔ پھر دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ کان یختار الکتب القدیمۃ التی لم
تکن منھا سوی النسخۃ الواحدۃ ولیغیرا لعنوان ویبدلہ باسم آخر
ویضع علی الصحیفۃ الاولی اسمہ مع القابہ الفخر۔

فرق و امتیاز والاجاہ کی روش تالیفاتِ اوائل و آخر کی تحریر و تفنن عبارت
تنوعات بیان تحقیق مسائل۔ تلاش معانی و مطالب اور قوت انتقاد کے
مقابلے سے بخوبی ہو سکتا ہے اسوقت بھی ایسے لوگ ریاست مین کثرت
سے موجود ہین جنھون نے والاجاہ کی روزانہ غایت مصروفیت و انہماک
کو تالیف و تصنیف مین اور انکی جودت تحریر اور سریع السیر قلم کی گردش کو
اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔

کسی جگہ یہ الزام لگایا ہے کہ جن کتب قدیمہ کا صرف ایک نسخہ واحد باقی رہگیا
تھا انکا نام بدلکر انکو اپنے نام سے فخریہ القاب کے ساتھ شایع کیا حالانکہ اولاً
تو ایسی کتابون کا کثرت سے ملنا ہی دشوار ہے جنکا کوئی نسخہ ایک کے سوا
کہین بھی موجود نہو قطع نظر اسکے اگر انکی مولفہ کتابین بجائے دو تین سو کے دو
چار یا دس پانچ ہوتین تو شاید یہ ممکن ہوتا کہ انتہائے عرق ریزی کے ساتھ ایسی
چند نادر الوجود و عدیم النظیر کتابین حاصل کر کے اور انکے نام بدلکر اپنے نام
سے شایع کر دیا جائے اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ انکی مولفات
ممالک حجاز و مصر اور ہند مین چھپکر تمام دنیا مین شایع ہوئین اور عرب و
عجم و ہند کے اکابر علما نے انکو مطالعہ کیا مگر کسی کو کرنل موصوف کے سوا
اس واقعہ کی اطلاع نہین ہوئی۔

مجددیت و اجتہاد - ہندوستان کے بعض علماء عصر نے عدل

ودیانت کو ملحوظ رکھکر اور احیاء سنت و اماتت بدعت و اشاعت کتب دینیہ اور نشر علوم و معارف شرعیہ مین والاجاہ کے مساعی جمیلہ پر نظر کرکے بفحوائے حدیث یبعث اللہ فی ھٰذہ الامۃ علی راس کل سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اُنکے مجدد مأتہ ثالث من الف ثانی ہونے کا اعتراف کیا اور دلائل صحیحہ کے ساتھ ربط مسائل کو دیکھکر انکو مجتہد خیال کیا۔

مگر والاجاہ ہمیشہ اس سے ابا اور انکار کرتے رہے چنانچہ ایک مقام پر وہ لکھتے ہین نہ مجکو دعوی اجتہاد ہے نہ دعوی تجدید اگرچہ بعض معاصرین نے مجکو سب کچھ ٹھہرادیا شاید انکا یہ خیال اظہار ہزل کے طور پر ہوگا نہ جد کے طریق پر حالانکہ میرے نزدیک مجھ مین نہ کوئی شرط اجتہاد کی پائی جاتی ہے نہ کوئی صفت تجدید کی نہ شان مولویت کی مین ان الفاظ سے نہایت پریشان خاطر ہوتا ہون حدیث شریف مین ہے المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی الزور میرے ہاتھ سے عربی و فارسی و اردو مین کتب فقہ سنت کا رواج ضرور ہوا اور عرب و عجم تک پہونچا شاید اسی بنا پر مجکو مجدد لکھ دیا گیا۔ اور ادلہ کے ساتھ ربط مسائل دیکھکر مجتہد ٹھہرادیا گیا لیکن یہ کوئی ایسی بڑی مہتم بالشان بات نہین اسلیئے کہ اللہ تعالی نے تمام علماء امت سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ اسکے بندون پر آیات اللہ کو ظاہر کرین کتمان علم پر وعید نار آئی ہے میرا حال یہ ہے کہ مین وظائف علم سے

علیحدہ رہتا ہون نہ درس وتدریس کرتا ہون نہ کسی کو اپنا شاگرد بناتا ہون نہ
کبھی کسی فتوے پر دستخط کرتا ہون نہ کسی کو اپنا مرید ومعتقد بنانا چاہتا ہون
مین تو ایک خادم کتاب وسنت ہون اور وہ بھی اس غرض سے کہ اپنے
نفس کی تہذیب کرون اور باقی مسلمانون کو اگر توفیق رفیق ہو تو انکو بھی میرے
مولفات سے نفع پہونچے مگر ساتھ ہی اسکے مجکو یہ خوف بھی لگا رہتا ہے
کہ کہین یہ علم روز قیامت مین مجھ پر حجت نہو جائے اسلیئے کہ عالم بے عمل کی
سزا او رجزا ایک جاہل سے کہین زیادہ سخت ہے باللہ العظیم عامۂ مسلمین
اور جہال مومنین دین اور دنیا کے اعتبار سے مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہین
دنیا مین تو اِس لیئے کہ وہ ان مباحث وشکوک اور ریا سے بالکل محفوظ
رہتے ہین جو فقہا اور علما پر مستولی رہا کرتے ہین اور دین مین اسلیئے کہ
جاہلون کے گناہون سے اللہ تعالے انکے جہل ونادانی کے سبب سے
وہ باز پرس نہ کریگا جو عالمون سے کیجائیگی غرض اجان ایک عجیب خطرہ
مین گرفتار ہے اگر خدا نے فضل کیا تو فہو المراد ورنہ ہلاکت تو نقد وقت
ہی ہے اللہم غفرا۔

مذاق شعروسخن والاجاہ کی طینت جسطرح ذوق علم ومعرفت اور
محبت کتاب وسنت کے آب وگل سے
سرشت ہوئی تھی اُسیقدر انکا خمیر طبیعت چاشنیٔ عشق شعروسخن اور لذت

سوز و گداز سے مخمر ہوا تھا اور موزونیت بد و شعور سے وہ اپنے ساتھ لائے تھے انکے ذروۂ علم و فضل و کمال کے سامنے فن شعر و سخن اگرچہ حقیر ترین اور ادنی و اقصی درجہ رکھتا تھا اور وہ اس سے اکثر محترز رہا کرتے تھے مگر مذاق شاعری انکے رگ و ریشہ مین سرایت کئیے ہوئے تھا ہزارون اشعار عربی و فارسی و اردو کے انکے نوک زبان پر رہتے تھے انکے شعر و سخن کا ذوق خود انکی تالیفات سے صاف واضح و عیان ہوتا ہے انکے مولفات مین کوئی صفحہ کمتر ایسا پایا جائیگا جو اشعار سے خالی ہو۔

شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما ‏ ‏ ‏ ‏ غالب ‏ ‏ ‏ ‏ مانہ بودیم بدین مرتبہ رضی

وہ خود لکھتے ہین کہ در بدایت شعور گاہے ما ہے بر آستانہ سخن می نشستم و گوش بر آوا و چشم بر راہ کلام موزون می انداختم عمرہا در حیلہ دل دایوانہ گشتم و بجائے نرسیدم و سالہا در پے کاروان نالہ افتادم و بمقامے نہ رسیدم۔

امیر الملک و الاجاہ عشق خانمان سوز زم ‏ ‏ ‏ ‏ میرس از ماجرائے دیدۂ و آہ جگر سوزم

تذکرۂ شمع انجمن کے ذکر مین وہ لکھتے ہین۔

این صحیفۂ موزون کہ در رنگ سبزۂ بیگانہ در چمن تالیفات شرعیہ این جویرکش زمانہ دمیدہ است محض بولولہ سوز و گداز قدیم از آتش کدۂ دل بیتاب چون دخان سر بہ بالا کشیدہ

وبرائے احماض مذاق خواطر آشنا، وبیگانہ ہیچ چاشنی بر مائدۂ الوان نعمت بہم رسیدہ ورنہ درین ہنگام خود سرے باین سودائیست امروز در بزم عوض ہو ہائے مستان تہلیل خدا پرستان است ؎

بجائے نغمۂ نے صوت دلکش حافظ ... بجائے جرعۂ مے بادۂ محبت دوست

طبعی ذوق کے علاوہ والاجاہ کو دہلی مین مشاہیر شعرائے فارسی واردو کی صحبتون اور مشاعرون مین بیٹھنے اور شریک ہونے کا بارہا اتفاق ہوا اور جلوت وخلوت مین انکے ریاض طبائع اور گلشن افکار کے گلہائے شاداب وروح افزا سے وہ اپنے جیب ودامن کو بھرتے رہتے ؎

دوش گلچین گلستان بہارش بودم ... گہ بگلشن نگہے گاہ بدامان نظرے

عندلیبان گلشن راز ونیاز کی دلکش ودلآویز ترنم سرائی اور نغمہ خوانی نے اور پروانہ صفت دل سوختگان محفل سوز وگداز کے تلخ نوائی اور کیفیت وجدانی نے انکے مذاق شاعری مین تازہ روح پھونک کر انکو اصناف سخن وانواع معانی کا ذوق آشنا بنا دیا اور اُن مین سخن شناسی سخن فہمی اور سخن سنجی کا جوہر پیدا کر دیا۔ برادر معظم مرحوم نے اپنے تذکرۂ طور کلیم مین لکھا ہے۔

ہرچند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت

شاید کہ چشم روزگار ندیدہ باشد۔ یہ جوہر کمال انکا جزو طبیعت ہوگیا تھا اور مذاق شاعری آخر عمر تک قائم رہا وہ خود شمع انجمن مین لکھتے ہین کہ۔

ہر چند کہ می خواہم کہ پائے خامہ را حنا بندم و سرگردانی او را در وادی خیال نہ پسندم اما ذوق فطری را چہ کنم کہ بے خواستہ بر سخن طرازی می آرد و با حرف پر مضمون و معنی موزون شناسامی سازد و صفیرے از شگاف قفس دل دردمند بیرون می دہد۔

پھر اپنے دیوان گل رعنا کے اخیر صفحہ مین لکھتے ہین ہر قدر کہ بینی از اتفاقات است و ہر چہ ہست از واردات نہ از نفرین ہراس و نہ بر تحسین سپاس ؎

منم کہ روئے دلم در شکست کار خود است　　وگرنہ گبر و مسلمان رواج می طلبند

ابتدائے عمر مین والاجاہ کا تخلص روحی تھا رئیسۂ عالیہ سے نکاح ثانی کے بعد انکے اصرار سے نواب تخلص رکھا مگر بعد مین انھون نے اپنا تخلص توفیق پسند کیا اور اسی نام سے اپنا دیوان **گل رعنا** شایع کیا۔

اولاً انھون نے ۱۲۹۹ھ ہجری مین نفح الطیب من ذکر المنزل والحبیب

کے نام سے ایک مجموعۂ نظم فارسی جمع کیا اور اس میں علاوہ اپنے اشعار کے
ابو اسحاق اطعمہ کے طرز پر اساتذہ متقدمین اور شعرائے شائقین کے بعض
کلام کو تغیر یسیر اور تصرف قلیل کے ساتھ مرتب کرکے اسکو اتباع کتاب و
سنت کے گلہائے رنگا رنگ کا ایک ایسا چمنستان جانفزا بنا دیا کہ جسکے
خوشبوے عطر آگین سے گلچینان علم و معرفت اپنا مشام جان تازہ کر سکین
اور خار زار ذمائم تقلید سے اپنا دامن بچا سکین۔ اس مجموعۂ نظم سے چند
اشعار منتخب کرکے یہان لکھے جاتے ہین ؎

کن آشنائے لب و سہ حرفِ کتاب را　　　در یاب جلوۂ سننِ مستطاب را

دیگر

اے از تو خوشتر از ہمہ دین است دینِ ما　　　جز نقش سُنّتِ تو ندارد نگینِ ما
نواب گوشہ گیر قناعت نشستہ ایم　　　قرآن ما و سُنّتِ ما ہمنشینِ ما

دیگر

حرف لب لعل تو دمد روح بہ تنہا　　　شد ز لفِ سنن بر رخ دین شرح متنہا
ہر کس کہ درین وقت تمتع ز سنن یافت　　　خضر رہِ دین آمدہ در دورِ فتنہا

دیگر

منکہ ظاہر ہمہ آلودۂ دنیا ہستم　　　ایزد م برد ز گیتی ہمہ تن پاک مرا
ہستیٔ آخرت و نیستیٔ این عالم　　　چہ قدر کرد درین مسئلہ چالاک مرا

دیگر

مبر بجامۂ تقلید زین لباس مرا بحالِ خود بگزار اے خداشناس مرا

دیگر

در زمینِ ہند ہرگز آرزوئے مرگ نیست باد وقفِ آستانِ طیبہ یارب خاکِ ما

دیگر

حدیث دوست کہ وِردِ زبانِ من است گزیدہ بیان من و بہترین فغان من است
ز فیض علم سنن از دو کون آزادم خط حدیث ز غمہا خط امان من است

دیگر

ز نکتہ سنجیٔ یاران رائے بیزارم حدیث غیر سرودن نہ رسم دلدار نیست
محدثان چہ عجب گر بہ نیم جو نخرند قبائے اطلس آنکس کہ از سنن عاری ست
بہ ہجر طیبہ بنالند حافظ و نواب کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاری ست

دیگر

حدیث دوست ہنوز دم بدوست مانند است گمان مبر کہ مرا این بندہ بی خداوند است
دل کسے اگر از اتباع راضی نیست بہ رائے غیر پیمبر چگونہ خرسند است
پناہ نیست بجز سایۂ سنن نواب درین زمان کہ ز تقلید فتنہ چند است

دیگر

خار زار رائے یاران نقش دیگر برکشید عالمِ دینِ نبوت گلشنِ بیخار داشت

گفت حافظ دید چون رنگین بیان نواب را | بلبلے برگ گل خوش رنگ در منقار داشت

دیگر

شاہ جہان کہ آبرخ ملک و ملت است | خلوت نشین حجبلۂ احیاء سنت است
تو رائے میگزینی و من سنت نبی | تقدیر ہر کسے ز خداوند قسمت است

دیگر

جان می طلبد لقائے سنت | دل می تپد از برائے سنت
من سرمہ رائے کس نخواہم | چشم من و خاکپائے سنت
اے باد مدینہ نکہتے آر | از گلشن جانفزائے سنت

دیگر

جذبۂ شوق چو از جانب کنعان برخاست | بوئے پیراہن یوسف ز گریبان برخاست
دل بدر رفت ز پہلو سوئے دام کاکل | چون اسیرے کہ جنون کردہ ز زندان برخاست
یاد من چون شد و از دل بیدردان رفت | نام من غم شد و از خاطر یاران برخاست

دیگر

مریخ جانم اگر رفت امتحان باقی است | ہنوز از تن من مشت استخوان باقی است
بخاک رفتم و لیکن ز تاب آتش عشق | ہوائے سجدہ بران خاک آستان باقی است
مثال بلبل بیدل اگر شدیم ز باغ | کہ کنج دام ز من و ز تو آشیان باقی است
گرفت سیل سرشکم بساط روئے زمین | کشیم آہ کہ تسخیر آسمان باقی است

شگفت چیست اگر زخم دل شود کاری
تبسم لب لعل تنک نشان باقی است

بیا بیا کہ زجان فگار در شب ہجر
چو آفتاب لب بام یک نشان باقی است

بہ یک دو بوسہ دل مضطرب نیاساید
تلافی شب غمہائے بیکران باقی است

فریب رائے عزیزان کجا خورم کہ مرا
حدیث سید کونین بر زبان باقی است

دیگر

خصم سنت اگر آشفتہ بیانے دارد
دشمن بدعتیان تیز زبانے دارد

راہ حق نیست بجز راہ کتاب و سنت
راہ باطل بود آن رہ کہ فلانے دارد

غیر سنت شہ دہی دل بکسے اے نواب
بندہ طلعت آن باش کہ آنے دارد

دیگر

بہ سنت بندہ ام ناخواندہ رسم جاہلیت را
بسوئے قبلۂ بدعت رخ ایمان نمی آید

دیگر

ترک سنت گزیدن بدعت
از تو آید ز ما نمی آید

دیگر

نہ خود را کہ اندر رہ برد عاملے را
فقیہیکہ در فکر باطل نشیند

شگفت آنکہ بر رائے خود تکیہ داری
ندیدم کہ نقشا دغا فضل نشیند

دیگر

فدائے قاتل عاشق نواز خویشتنم
بہ غمزہ می کشد و بر مزار می گزرد

صبح و شام دل آشفتگان سنت را
بیاد حضرت پروردگار می گزرد

دیگر

دلِ تقلید پیوند آتش افسردہ را ماند
زبانِ مالکت از سنت چراغ مردہ را ماند

دیگر

بہر محروم از سُنن نالد قلم
بشنو از نے چون حکایت میکند
جان دور افتادہ از شہر رسول
از جدائیہا شکایت میکند

دیگر

بیا بگلشنِ سنت کہ رنگ و بو بینی
نہ روید از گل تقلید جز گیاہ دگر

دیگر

مستم از نشئہ دین دہر بکام است امروز
بادۂ میکدۂ طیبہ بجام است امروز
تا صحابی چون نزنم دست بہ قرآن و حدیث
آن کدام است کہ بے شاہد جام است امروز

دیگر

عالم عدوے سنت و تنہا من ضعیف
آدخ ہجوم کار درین قلت فرص
نواب گو فسانۂ سنت کہ دلکش است
تو یوسفی و قصۂ تو احسن القصص

دیگر

ساقی بیا کہ موسم عیش است و انبساط
خواہم شدن بسیر سُنن اہدنا الصراط
ما را بعمر شیب چہ حاصل بود زراے
چون در شباب پا نہ نہادم بران بساط

دیگر

عمر یاران نبیؐ مان شد در پے آں تلف   قل لھم ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف

دیگر

تا جانب حدیث نبی رو نہادہ ایم   راے و ہوائے خلق بیکسو نہادہ ایم
ہم جان آن کتاب سماوی سپردہ ایم   ہم دل بران حدیث سمن بو نہادہ ایم

دیگر

چند برائے کسان مائل و غافل باشم   سنتم بسکہ ز طوفان لب ساحل باشم
چند آنکہ جدا از سبق سنتِ حق   تختہ مشق صد اندیشہ باطل باشم

دیگر

بہتر از سنت و قرآن چہ تواند بودن   خوشتر از مایۂ ایمان چہ تواند بودن

دیگر

دہد تجلی سنت لقائے شاہجہان   ہزار جان گرامی فدائے شاہجہان
رواج سنت احمد بہ حسن ہمت اوست   دراز باد الٰہی بقائے شاہجہان

دیگر

منع حدیث خیر البشر میکند فقیہ   مسکین نہ برد راہ بسر نفخت فیہ
حسن حدیث یار ز رخ پردہ بر فگند   اے واے ریش مجتہد و سبلت فقیہ
ثواب یار بروضۂ سنت بود مقام   بشریٰ لہ بذالک طوبیٰ لزائریہ

دیگر

ہوس ماست حدیثے ز لب جانان مددے | مددے طالع صدیق حسن خان مددے
گفت نواغیال در صفت سنت تو | خواجۂ دین صلۂ قبلۂ پاکان مددے

دیگر

بروز حشر بود حجت موجبۂ ما | حدیث پاک رسول و کتاب یزدانی
بہ سلک آل رسول است مسلک نواب | بود عداوت او کار نامسلمانی

قطعہ

دلیل شرع بود چار چیز می گویند | یکے کتاب خدا و دگر حدیث رسول
سوم قیاس و چہارم وفاق مجتہدان | ولیک در نظر امتحان جملہ نحول
قیاس ما و شما در مراتب احکام | خصوص نزد تصادم بحجت معقول
بہ ہیچ چیز نماند کہ فضلۂ رائے است | کسش قبول ندارد بجز ظلوم وجہول
وجود ہیئت اجماع بے اثر آمد | بجز دو نوع نخستین[1] نباشد اصل اصول

---

[1] یہ قول مذہب اہل حدیث اور ائمہ سنت کے موافق ہے انھون نے اصول شریعت کو انہی دو نوعون پر منحصر رکھا ہے سب سے پہلے اجماع کا انکار حضرت امام احمد بن حنبل رض نے کیا اور سب سے پہلے قیاس سے اختلاف داود ظاہری رح نے کیا اور سب سے پہلے امام شافعی رض نے استحسان فقہا کا نام بدعت رکھا ۱۲

در شوق زیارت حرمین شریفین زادہ اللہ شرفہما

خوش آن زمان کہ دگر با صدای واشوقاہ
دلم کشد بہ طواف حریم بیت اللہ

روم بہ زمزم و اندوہ معصیت شویم
دلم بہ لمعۂ مہر و جبین بجلوۂ ماہ

سحر ز خواب برآیم بعالم شوقی
حطیم پیش حجر رو برو حرم تجاہ

وگر بہ خواب روم نور کعبہ را بینم
چراغ شام غریبان خویش خاطر خواہ

حریم کعبۂ و انبوہ خلق و سنگ درش
من و مراد دل پر آرزوی و نامہ سیاہ

چو از حوادث گیتی نجات حاصل نیست
خوش است گر بگریزیم بحضرت اللہ

چہ حضرتے کہ فروماندگان وادی عشق
امیدگاہ ندارند غیر آن درگاہ

دران حریم کہ صید حلال نتوان کشت
مرا چگونہ پسندد بدستِ فتنہ تباہ

نیارم آنکہ طواف حرم بپا سازم
قدم ز دیدہ و آن خاک آستان ز نگاہ

دران مقام کہ انوار ذات در نظر است
روم بہ وجد و بیاندازم از نشاط کلاہ

ہوائے شہر رسولِ خدا دلم برود
کجاست قائد توفیق تا شود ہمراہ

کشان کشان بہ برد از دیار ہند مرا
سوئے مدینہ کہ خوش مہجرست طاب ثراہ

حریم کعبہ جواب و بقیع مہر قباب
باہل درد مآب و رسول را بنگاہ

سفر کنیم بدان آرزو کہ نتوان گفت
ہجوم شوق بدل حسن خاتمت ہمراہ

قدم بکوے کسے می رود کہ لا غیرہ
دلم بسوے کسے می کشد کہ لیس سواہ

تجاہ: اے مقابل ۱۲

سعادتے کہ بران فخر می توان کردن — نجات آخرت است و مراتب دلخواہ
دوم محبت خدا و رسول و صحابش — شنیدہ ام کہ شود دوست دوست ہمراہ
بہ رب کعبہ کہ در عمر خویش معبودے — بجز خدا نہ پذیرفتہ ام خداست گواہ
امید ہست دم مرگ از لب نواب — برآید اشہد ان لا الہ الا اللہ

والا جاہ کو چونکہ ہم لوگوں کے دینی تعلیم کے ساتھ ذہنی اور دماغی تربیت کا بھی بہت خیال رہا کرتا تھا اور آبائی و طبعی مادہ موزونیت کے لحاظ سے وہ ہم لوگوں میں ابداع مضامین جدت معانی نزاکت خیال حسن بندش لطائف بیان اور ادبی قابلیت پیدا کرانے کی کوشش کرتے رہتے تھے اسلئیے انھوں نے ایک بزم مشاعرہ قائم کی تھی تاکہ ہم لوگوں کے دل سے رفع حجاب ہو اور سلیقۂ سخن فہمی و سخن سنجی حاصل ہو۔

یہ بزم مشاعرہ ہر ماہ کے اختتام پر ایک بار محل سرکاری پر منعقد ہوا کرتی تھی اور ہمیں شعرائے پلے تخت اپنے فارسی و اردو کے تازہ افکار اور دلکش اشعار و غزلیات سے سامعین کو مسرور و شادکام کر کے خراج تحسین و آفرین وصول کیا کرتے تھے ہم لوگ بھی استفادۃً غزلیں پیش کر کے حوصلہ افزائی اور داد سخن کے منتظر و مشتاق رہا کرتے تھے۔ اور والا جاہ ہم لوگوں کی دلجوئی اور ہمت بڑھانے کے لیے بعض بعض شعر پر مسکرا کر بہ نظر استحسان و پسندیدگی سر ہلا دیا کرتے تھے اور خود بھی اپنی غزل سے بزم مشاعرہ کی رونق دوبالا

کردیا کرتے تھے۔ جو سخن سنج مشاہیر ریاست شریک مشاعرہ ہوا کرتے تھے
یا جو لوگ وقتاً فوقتاً اپنی غزلین لکھکر پیش کردیا کرتے تھے یا جن لوگون کو ایک
دو بار مشاعرہ مین شرکت کا اتفاق ہوا وہ یہ تھے۔ افتخار الشعرا حافظ خان
محمد خان شہیر مرحوم منشی صابر حسین صبا سہسوانی مرحوم منشی علی احمد
مرحوم متوطن حیدر آباد و نزیل بھوپال۔ استاذنا المحترم مولوی محمد احسن
بلگرامی مرحوم مولف ارتنگ فرہنگ وکارنامۂ فرہنگ وغیرہ۔ مولانا
محمد عباس شروانی مرحوم مولوی ابوحامد محمد یوسف علیصاحب
مرحوم بن مفتی محمد یعقوب علی صاحب مرحوم گوپاموی حکیم مولوی سید
اعظم حسین سندیلوی مرحوم منشی گنج منوہر لال صاحب نوشن
بخشی آستانۂ نواب ولیعہد صاحبہ دام اقبالہا۔ مولوی سید جمیل احمد
صاحب جمیل سہسوانی۔ منشی عبدالعزیز صاحب اعجاز
منشی محمد جعفر صاحب زہری۔ مرزا کمال الدین محمد تقی صاحب سنجر
قزوینی۔ میرزا شاغل دہلوی برادر نواب فصیح الملک میرزا خانصاحب
داغ دہلوی۔ منشی ظہیر الدین صاحب ظہیر دہلوی منشی امجد علیصاحب
اشہری مرحوم۔ منشی ارشاد احمد صاحب مبکیش۔ مولوی محمد
علاء الدین صاحب بسمل۔ برادر معظم نواب سید نور الحسن خان
صاحب مرحوم و مغفور۔ برادر مکرم ممتاز الدولہ ابوتراب میر عبدالحی خانصاحب

ممتاز مرحوم و مغفور۔ راقم الحروف
دو ایک مرتبہ جناب نواب سکندر نواز جنگ مولوی احمد رضا
خانصاحب مرحوم سابق وزیر ریاست بھوپال بھی شریک بزم
مشاعرہ رہے۔
جب بزم مشاعرہ شروع ہوتی تھی تو منشی امجد علیصاحب شہری
مرحوم والاجاہ مرحوم کی غزل اور ہم دونون بھائیون کی غزلین پڑھ کر
مستمعین کو سنایا کرتے تھے۔ اسطرح پر چند سال کے بعد والاجاہ مرحوم
کا ایک مختصر دیوان اردو اور فارسی غزلیات کا مرتب ہو گیا جو غرۂ صفر
۱۳۱۱ ہجری کو گل رعنا کے نام سے چھپکر شایع ہوا۔ ہم اسمین سے
چند اشعار نقل کر کے ناظرین کی ضیافت طبع کرتے ہین۔

غزلیات فارسی

اے برتر از خیال و برون از قیاس ما
نیرنگی جمال تو عید سپاس ما

از خواہش دراز بدیدار ساختیم
کوتہ بود ز ہمت ما التماس ما

دیگر

یاد آبہ کرم خاطر ارباب وفا را
با دل شدگان باز میندیش جفا را

اے دل ز ازل نام تو دیوانہ نہادند
بدنام مکن سلسلۂ زلف دوتا را

مردن بہ غمش زندگی خضر بہ بخشد — تاثیر حیات است دم تیغ جفا را
ہر صبح نوید آورد از دولت دیدار — جبریل بود نام مگر باد صبا را
ترتیب شود نسخۂ جمعیت عاشق — شیرازہ بہ بندد گر اوراق وفا را
گلزار جہان آئینۂ آئینہ روئے است — در عارض گل جوش نگر صنع خدا را

دیگر

چارۂ خویش ز میخانۂ دیدار طلب — نسخۂ درد دل از نرگس بیمار طلب
گر تو بر چرخ بر آئی بحقیقت پستی — اوج معراج محبت بسر دار طلب
بے خودیہا دگر و لطف تماشا دگر است — لمعۂ طور مجو جلوۂ دیدار طلب
عالم خاص رہ و رسم دگر می خواہد — یک رہ از لطف بیا باز دو صد بار طلب

دیگر

گر سلسلۂ زلف تو رشک شب قدر است — صبح طرب روئے تو عید رمضان است
محروم مفرما ز نگاہ کرم خویش — در آرزوئے لطف تو این پیر جوان است
در دیر برہمن طلبد شیخ بہ کعبہ — جائے تو دل ماست نہ این ست نہ آن است

دیگر

در دل زن تو اگر جلوۂ حق می خواہی — طلب قبلہ بود قبلہ نما را باعث

دیگر

با خود سجود دل بہ در آستان صلح — جز نقش طاعتے بنود در زمان صلح

توان ز وضع دہر بہ اوضاع ما رسید | کے ہرزہ اختلاط شود ترجمان صلح
پست و بلند دہر برابر نمودہ ایم | سنگے بپائے کس نخورد در جہان صلح
با یار جنگجو ز دو عالم توان گزشت | این حرف تازہ یافتہ ام از زبان صلح

دیگر

بکوچاش پس مرگم بہ جرم بیباکی ست | صبا بخاک عدو سگ استخوان گستاخ
درین چمن بزن آتش در آشیان بلبل | کہ شد عدوئے تو گلچین و باغبان گستاخ

دیگر

خیز ناموس مسیحا کہ مریضان غمت | دشمن چارہ گرانند و بدرمان گستاخ
شرم در راہ تو از آبلۂ پا ماندم | خویش را زد بسر خار مغیلان گستاخ
گفت دی بزم حریفان چہ کنم اے توفیق | جائے بے پردۂ وصدیق حسن خان گستاخ

دیگر

نسیم صبح از کوئے کسے دیوانہ می آید | بانداز کہ مستے از در میخانہ می آید
دل الفت پرست من تجلی زار می گردد | مگر شمعے درین شب جانب پروانہ می آید
نمی دانم مآل کار زاہد تا چہ خواہد شد | بشب تبدیل ہیئت کردہ در میخانہ می آید
غلام نرگس مستش بود توفیق یک عالم | نیاید انچہ از ہشیار از مستانہ می آید

دیگر

ز ہر کسے بجہان یادگار می خیزد | ز ما بکوچۂ جانان غبار می خیزد

بعزم زلف کہ یک کوچہ پریشانی است | ز دل بہ پرسش برلئے چہ کار می خیزد
نوید گوئے بہ مستان سحاب می آید | خبر رسان بہ گریبان بہار می خیزد
مگر طبیعت آن شوخ صاف شد از ما | ہوائے کوچۂ او بے غبار می خیزد
نہ ہر کہ جرعۂ شرابے کشید می نوش ست | ز صد ہزار یکیے بادہ خوار می خیزد
مرا بحالت توفیق رحم می آید | کہ گہ نشیند و گہ بیقرار می خیزد

دیگر

من چہ قربان تو بگذشتم ز اسرار وصال | از لب لعل تو ہم انکار می باشد لذیذ
بہرۂ ما بادہ خواران نیست یا ساقی اچہ خط | گر زلال خضر تنہا خوار می باشد لذیذ
داستان عشق مہرویان تہی از لطف نیست | قصۂ درد دل بیمار می باشد لذیذ

دیگر

تنہا ہمین بہ کنج قفس لذتے نیافت | صید تر است کشمکش دام ہم لذیذ
کفران نعمت است کہ جز زہد ہیچ نیست | زاہد درین خرابہ بود جام ہم لذیذ
عمر یست نوشہائے گوارا کشیدہ ایم | زہرے بود ز ساغر ایام ہم لذیذ
گر از نکاب بوسہ گرفتن نشد نشد | توفیق است جرئت اقدام ہم لذیذ

دیگر

گفتیم خواہد و من در سر تدبیر وصال | او بہ فکرے دگر و من بہ تمنائے دگر
یار نقد دل و من بوسۂ لب خوش بردیم | من بہ تاراج دگر یار بہ یغمائے دگر

بوسہ اکنون پس دشنام تو آسان عوضے است ‌‌‌‌ دل بیتاب کند ورنہ تقاضائے دگر

دیگر

ستم زیار پسندیدہ تر بود لیکن ‌‌‌‌ نہ آنقدر کہ شد دل بہ میرزائے دگر
بہ گرد خاطر خود مگذران کہ خواہم رفت ‌‌‌‌ ز آستان تو جائے دگر برائے دگر
دلم ز سیلی قہرش بہ لطف برد پناہ ‌‌‌‌ خبر نداشت کہ اینجا خورد قفائے دگر
دوبارہ می طلبم طوف کعبہ اے توفیق ‌‌‌‌ خدا دہد بہ پر و بال من ہوائے دگر

دیگر

پیر گشتیم و ہمان طبع جوان است ہنوز ‌‌‌‌ آتش عشق ز دل شعلہ فشان است ہنوز
نہ ز لیلیٰ است غبارے نہ ز مجنون خلکے ‌‌‌‌ ناقۂ عشق درین دشت دوان است ہنوز
مرہم چارہ فروشان کرم بے کار است ‌‌‌‌ نشتر غمزہ درون رگ جان است ہنوز
می کند رقص تہ تیغ بہ انداز اصول ‌‌‌‌ دل بسمل شدہ ام قاعدہ دان است ہنوز

دیگر

رفتند صبر و ہوش و خرد بر فغان دل ‌‌‌‌ گرم صدا ست این جرس کاروان ہنوز
عید نشاط ناطقہ حرف خرام کیست ‌‌‌‌ رقصد بکام من ز مسرت زبان ہنوز

دیگر

گردش چشم تو اطوار جہان برہم زند ‌‌‌‌ آسمان در شیوۂ ناز تو بدنام است و بس
بوسہ خواہد گرچہ دل از سوائے شیدائی نشد ‌‌‌‌ خدمتے ناکردہ در امید انعام است و بس

دیگر

خوش بہارے دارد اے دیوانہ در گلزار باش ‌ ‌ ‌ گر میسر نیست گل در باغ بودن خار باش

شیوۂ مجنون طراز آستین سادگی ست ‌ ‌ ‌ دست در دامان کار خویش و دل دریا باش

سجدہ ریزان می رود آہستہ در راہ ادب ‌ ‌ ‌ اندرین رہ ہم خرام سایۂ دیوار باش

مدتے دیدم کہ بودی سبحہ در دست خویش ‌ ‌ ‌ روزگارے ہم بدوش برہمن زنار باش

دیگر

ترسم کہ آگہیش دہم بر وفائے خویش ‌ ‌ ‌ شاید کہ انفعال کشد از جفائے خویش

رنجے کہ می کشم ہمہ از دست من بود ‌ ‌ ‌ رفتم بر آستان ستمگر بپائے خویش

عاشق رود بہ وجد و خود از جا نمی رود ‌ ‌ ‌ این قطب دل برقص درآید بجائے خویش

اظہار درد پیش طبیبان چہ حاجت است ‌ ‌ ‌ من بہتر از طبیب شناسم دوائے خویش

یارے سخن شناس میسر نمی شود ‌ ‌ ‌ من دست و پائے خویش زنم بر نوائے خویش

دیدیم ہر کسے بجہان ہوشیار بود ‌ ‌ ‌ کردیم طرح عالم مستی برائے خویش

آن یار جز بہ ہیچ خریداریم نکرد ‌ ‌ ‌ توفیق می شناخت ادلہائے خویش

دیگر

ہر کس الہ و بہ ترس مسلمان علی الخصوص ‌ ‌ ‌ خصم دلست و دشمن ایمان علی الخصوص

از ہائے و ہوئے میکدہ ہر چند دلکش ست ‌ ‌ ‌ انداز ہائے کوبی رندان علی الخصوص

خلقے ز وصل شاہد خود بہرہ می برند ‌ ‌ ‌ استاد خوش نصیب دبستان علی الخصوص

یک بوسہ با ہزار شقت غنیمت است | ریخ قلیل و مزد فراوان علی الخصوص

دیگر

در بیکشی حضور طبیعت غنیمت است | انبوہ گل ہجوم بہاران علی الخصوص
توفیق طالعے عجب آوردہ ام کہ من | نالم ز دست غیر و زیاران علی الخصوص

دیگر

حکم منعم تا گدا در کیش میخواری جداست | سنت لے ندی است بر مجبور و بر مختار فرض
کار دانا یان نہ نادانان فزون ناآگہی ست | غفلت اینجا لازم خفتہ ست و بر بیدار فرض

دیگر

از آہ و اشک و رہ عشقش گریز نیست | تسلیم سرد و گرم رضا کردہ ایم شرط

دیگر

سیاہ مست کجا می رود خدا حافظ | گسستہ بند قبا می رود خدا حافظ
بمنزلے کہ تشا ہان دران حکایت نیست | سخن ز ما و شما می رود خدا حافظ
بہ تنگ آمدم از دست دل و گرچہ کنم | نمی رود نہ بہا می رود خدا حافظ
ہزار حیف دل مومنم بہ عشق بتان | بسوئے غیر خدا می رود خدا حافظ

دیگر

پروانہ ام کہ کار من از حد گزشتہ است | در اختیار خویش نہ در اختیار شمع
سوزم من از دل خود و پروانہ از چراغ | من داغدار خویشم و او داغدار شمع

دیگر

از حسن ظاہری نہ برد فیض تیرہ دل
چون تیرگی درون و برون بر مزار شمع

دیگر

بر ہر دل از تو عشق گزر کرد داغ سوخت
افروختند بر سر ہر رہگزر چراغ

دل گرمی شباب بہ پیری گزاشتم
برداشتم ز گوشۂ مجلس سحر چراغ

بلبل منم ولے نہ بہر باغ وہر گلے
پروانہ ام ولے نہ بہر بزم دہر چراغ

توفیق دل ز داغ چراغان نمودہ ایم
شمع است ملاوے شمع چراغ است بر چراغ

دیگر

عام تر ساز ید یاران عزت میخانہ را
ہوشیاران جہان مفقود مستان ہر طرف

بسکہ جمعیت بعالم ہیچ تعبیرے نیافت
مشتہر گردید این خواب پریشان ہر طرف

ہر قدر در صفحۂ گردون تماشا می کنم
حیرت آئینہ می جوشد چو طوفان ہر طرف

دیگر

تا نہ مجنونیم ما را بند و آزادی یکی ست
دست در ماتم بسر بردیم و زندان در قلق

زندگانی گریان ذوق است نتوان زیستن
سینہ سوزان سر پریشان دل بغم جان در قلق

میتوان پرسید الٰہی توفیق کلے بخو جرأت
غیر را امید و صدیق حسن خان در قلق

دیگر

شور بیان حسن تو بنود مگر نمک
افشاندہ ایم بر سر ہر بام و در نمک

حسن تو رفتہ رفتہ بہ شورش کشد مرا
آرے بجا بود نبود بے اثر نمک

تیغ ترا بآب ملاحت سرشتہ اند
زد زخم بروے زخم و نمک ریخت بر نمک

گفتار من بحسن تو از شورش جنون است
رہ ہر دو نمک آتش بہ نمک راہبر نمک

دیگر

مخصوص گلشن تو بود بے شمار رنگ
یک غنچہ صد تبسم و یک گل ہزار رنگ

ما رنگہا بہ عالم نیرنگ دیدہ ایم
صد رنگ می پرد ز رخ روزگار رنگ

دیگر

چہ لذتست ندانم سوال ناز ترا
ہنوز از لب شوقش جواب می شنوم

ضیائے داغ جگر تا کجا ترقی کرد
کہ در مقابلۂ آفتاب می شنوم

دیگر

عجب ہم بزم این کاشانہ گشتم
گہے آباد و گہ ویرانہ گشتم

نشد روزے کہ بر حرفم نہد گوش
فسون پرداز ہر افسانہ گشتم

عجب دنیا سرائے وحشت افزاست
خردمند آمدم دیوانہ گشتم

نشد توفیق محو زال دنیا
فدائے ہمت مردانہ گشتم

جنون پرداز غوغا بود بلبل
رفیق خلوت پروانہ گشتم

دیگر

نگہ ناز تو زد ناوک دل دوز بجان
اے بہ قربان تو زخم دگرے بہتر ازین

لطف جان بخش تو ہر چند بکام دل زار مہربان است و لیکن قدرے بہتر ازین

دیگر

دل سودا زدہ عمرے ست گرفتار ہمان با خم زلف تو باقی ست سروکار ہمان
از چہ امید توان کرد حصول مقصود فتنہ در کار ہمان چرخ برفتار ہمان
جبہ سودن بہ امید کرم یار چہ سود سر ہمان سنگ در خانۂ دلدار ہمان
عالم عاشق و معشوق ز حالت برگشت من ہمان این دل دیوانہ ہمان یار ہمان
کارہا سہل شد و مشکل عالم حل گشت رشتۂ کار مرا عقدۂ دشوار ہمان
زندہ دل مرد چو توفیق ندیدم ہرگز عمرش از صد متجاوز شد و اطوار ہمان

دیگر

منم آنکہ ترک کردم ہمہ خورد و خواب بے تو تو و محفل حریفان من و اضطراب بے تو

دیگر

دین ربودی و دگر رہزن ایمان شدۂ بارک اللہ چہ عجب مرد مسلمان شدۂ
قدر ہر شخص باندازِ مقابل باشد ما گرانیم ز دستے کہ تو ارزان شدۂ
عشق با دستِ جنون کردہ اے جامۂ تہ گاہ دامان شدۂ گاہ گریبان شدۂ
از صفائے بدنت یار چہ گوید توفیق خوش بہشت نظر ماست کہ عریان شدۂ

دیگر

بہ نگاہ جا گرفتی بخیال ما نشستی سر شوخی تو گردم بہ کجا کجا نشستی

ہمہ در گزر ز چشم ہمہ در سفر ز بر سم — نہ بہ آرزو گزشتی نہ بہ مدعا نشستی
بہ سیدی تو چو دل شد بہ نشستن تو جان رفت — سبب بلا رسیدی مدد قضا نشستی

غزلیات اردو

اللہ ہی طبیب ہے مجھ دردمند کا — عاشق ہوا ہے درد مرے بند بند کا
لاکھون بلند رتبہ پھنسائے ہین دام مین — عالی ہے کیا مزاج تمھاری کمند کا
بے شبہہ ہے فقیر سے عزت امیر کی — پستی اگر نہ ہو تو شرف کیا بلند کا

دیگر

زمین کہین نظر آئی نہ آسمان دیکھا — کہو تو کچھ اثر آہ ناتوان دیکھا
غضب ہی تم نہ ملو دیر مین نہ کعبہ مین — کہان کہان تمھین ڈھونڈھا کہان کہان دیکھا
مرا یہ حال ہے تا غیر سے نہون ہم چشم — یہان نظر کبھی ڈالی کبھی وہان دیکھا

دیگر

سدا مجھے مرض بیخودی عذاب رہا — کبھی غشی سے جو فرصت ملی تو خواب رہا
غضب تلاتے ہین طوفان کے دیکھنے والے — جو کچھ دن اور یہی دیدۂ پر آب رہا
وہان تو خط کے بھی لینے مین عذر اور یہان مین — ہمیشہ منتظر نامہ جواب رہا
کبھی ہی عیش کبھی غم کبھی خوشی کبھی رنج — ہمارا حال سدا وقف انقلاب رہا

دیگر

مدد کرائے اثر بیکسی و تنہائی
ہے آج لشکر غم سے مقابلہ دل کا
کہاں کہاں مین بچاؤن کہان کہان رکھون
ہے خار زار محبت مین آبلہ دل کا

دیگر

ہلتے رہے وہ گیسوئے پرخم تمام شب
تھا اک زمانہ درہم و برہم تمام شب
انجم نہین فلک پہ کسی نے ہٹا دیا
وا رہتے ہین یہ دیدۂ پرنم تمام شب

دیگر

چاہا ہے روز قیامت برابری کرنے
تو کوئی کھیل تماشا ہوئی ہماری رات
وہ تنگ آکے شب وصل مجھ سے یون بولے
الٰہی ہو گئی کمبخت کیسی بھاری رات
جو بیقراری مین گذری تو یار کیا گذری
تڑپ تڑپ کے گزاری تو کیا گزاری رات
ہمین تو لاف محبت سے تو کری اچھی
قبائے ناز تو اس جسم سے اتاری رات

دیگر

ظلم الفت کے سبب قہر جفا کے باعث
اور گنوائیے دو چار سزا کے باعث
ظلم بے وجہ بھی ایک شیوہ ہی معشوقون کا
آپ کیون ڈھونڈتے پھرتے ہین جفا کے باعث
دیکھیے غیر کے گھر مین بھی ملین یا نہ ملین
کون بیقدر ہو نقش کف پا کے باعث
کاش مین جاکے وہان شوخ بنون خاطر خواہ
اور وہ کچھ کہہ نسکین شرم و حیا کے باعث

دیگر

لیچل مجھے یا کھینچ کے لا انکو ادھر آج
اے خوبئ تقدیر کوئی کام تو کر آج

پہلو مین وہ سوزش ہے نہ سینہ مین وہ گرمی
یارب دل سوزان کو ہوئی کسکی نظر آج

ہم نے رخ ہوس عشق ہو اللہ کی قدرت
لو شہر محبت بھی ہے اندھیر نگر آج

کہتے ہو ہم آئینگے تجھے بوسے بھی دینگے
اے جان جو کچھ تمنے کہا سچ ہو مگر آج

خلوت مین جو پہونچا مین تو انجان سے ہوکر
بولے وہ شرارت سے کہ توفیق کدھر آج

دیگر

نہ گل رہا نہ چمن ہان علامت بلبل
ہے کچھ کہین کہین خاشاک آشیان کیطرح

ادب سے چپ ہون تو یہ کہکے چھیڑتے ہین وہ
کہ نیکے بیٹھے ہین کیا آپ بے زبان کیطرح

یہ عاشقی بھی ہے اک طرفہ نسخہ معجون
کہ مست شوق ہے ہر پیر نوجوان کیطرح

ہجوم فکر سے فرصت نہین ہمین توفیق
کہان کا شعر کہان کی غزل کہان کیطرح

دیگر

ہرچند ہے وہ نادرۂ روزگار شوخ
ہم تو بھی کہینگے کہ اک دل ہزار شوخ

یہ راہ دشت عشق ہے مجنون سنبھل کے چل
یان ذرہ ذرہ فتنہ ہے اور خار خار شوخ

بولے کسی سبب سے نہ پی مین نے جب شراب
ہوتے ہین یہ نئے نئے پرہیزگار شوخ

للہ اب اسے نہ بہت منہ لگائیے
ہو جائے پھر کہین نہ دل بیقرار شوخ

توفیق وان گئے ہین خدا خیر ہی کرے
اغیار ہین شریرت گلعذار شوخ

دیگر

یہ بھی ہے کوئی زیست کہ گذ لے مدام تلخ
میرے مذاق مین ہے سحر تلخ شام تلخ

میخانۂ زمانہ کے ساقی ہین عیش و غم
شیرین یہ ہے کوئی جام تو ہے کوئی جام تلخ

دیگر

کہان ہے سبکو کہان یار اور کہان فریاد
دکھا تو دے اثر جذب ناگہان فریاد
کہا جو مین نے دکھلینگے کچھ اثر تو کہا
یہ نالہائے ضعیف اور یہ ناتوان فریاد
سنائین اس صنم قصۂ وست کو کیا حال
کہ جسکو درد فسانہ ہو داستان فریاد
نہین وہ جوش کے دن بولے گئے توفیق
کہان کی آہ کہان نالہ اور کہان فریاد

دیگر

خط مین یہ لطف نگارش ہو کہ لکھتے لکھتے
لے اڑے طائر مضمون کا کبوتر کاغذ
وصل منظور ہے بے شبہہ کہ پڑھکر مضمون
رکھ لیا یار نے میرا تہ بستر کاغذ
سرگذشت اپنی جو لکھی تو یہ بولے سنکر
خوب لاتے ہین یہ عیار بنا کر کاغذ

دیگر

یار کیا ذات ہے تیری کہ ندیدہ ہوکر
مجکو دیدہ نظر آتا ہے شنیدہ ہوکر
کیسی تحریر خط عشق کہان کا کاغذ
نامہ بر جائے کوئی رنگ پریدہ ہوکر
کامل عشق کو انجام مین حیرانی ہے
نہ کٹی یہ رہ دشوار بریدہ ہوکر
اسکے ملنے کی ہوس کی تو یہ بولے افسوس
رہرو عشق کی یہ شان جریدہ ہوکر

دیگر

ہے نظربازون کو کیا کیا اختلاف
شکل یوسف اور تری تصویر پر

دو مجھے تعذیر پہ یہ تو کہو — کس خطا پر کون سی تقصیر پر
اُس شکار افگن کے تیور دیکھنا — تیر پر زہ پر کبھی نخچیر پر
عشق ابرو چاہئے مشہور ہے — نام مرداں قبضۂ شمشیر پر

دیگر

جگر لٹا کہین دل رہگیا کہین یارب — چلا ہے جانب ہستی یہ کاروان کس دن
وہ کاش وعدہ کرین اور اسے ہم پوچھین — مرے مرے سے کہ کس وقت اور کہاں کس دن
یہاں نہ زور ہے نہ کچھ زور دیکھئے توفیق — کشش کرے اگر جذب ناگہاں کس دن

دیگر

برپا کرینگے فتنہ کہین دل کے آس پاس — بیٹھے ہین درد و حسرت و غم دل کے آس پاس
کیا پر خطر ہے دشت محبت قدم قدم — دل میرے آس پاس ہے مین دل کے آس پاس
ہنگامۂ دوست کہتا ہے نالہ ہو یا فغان — اک لطف چاہیئے مری محفل کے آس پاس
توفیق جن کے پاس پہونچنا محال تھا — لیتے ہین آج گھر مری منزل کے آس پاس

دیگر

میری اور انکی عجب طرح کی ہے بیع و شرا — عقل بائع کی بجا ہے نہ خریدار کے ہوش
چشم مستانہ کو ہے حکم کہ جا کر لوٹے — کسی عاقل کے حواس اور کسی ہشیار کے ہوش
ہجر مین مشغلۂ فکر ملاقات تو ہے — حالت وصل مین معزول ہین بیکار کے ہوش

دیگر

ایک عالم ہے مری قید جنون گیر مین خاص — بزم عشرت ہے مجھے خانۂ زنجیر مین خاص
پاس بیٹھے رہو مین لطف سخن سے گزرا — خامشی مین ہی انداز نہ تقریر مین خاص
عجز و شرمندگی و ہیبت و عاجز نالی — نہین طاعت مین جو اوصاف ہین تقصیر مین خاص
قیس و فرہاد رعایا کیطرح بستے ہین — کشور عشق ہے توفیق کے جاگیر مین خاص

دیگر

ہم پریشانون کی قسمت مین ہے سرگردانی — کچھ فلک کو ہے سروکار نہ اختر کو غرض
اب کسی یار وفادار کا گھر دیکھین گے — تری چوکھٹ کو تمنا نہ مرے سر کو غرض
بولی تدبیر جو مین حد ادب سے نہ بڑھا — راہ رو آپ ہی رہجائے تو رہبر کو غرض
رخ ترا اپنے موافق ہوا چارہ کیا ہو — تری چتون کو تعلق ترے تیور کو غرض

دیگر

چاہیئے الفت جانان سے سروکار فقط — منتخب عالم ہستی مین ہے اک یار فقط
ہان نہین کچھ تو کہے جاؤ مری خواہش پر — لطف انکار بھی دلکش ہے نہ اقرار فقط
قید الفت مین ہے فرہاد نہ مجنون باقی — ہم رہے دام محبت مین گرفتار فقط
کشتۂ رشک عداوت ہون ہو کیا غرض کو ان — ہمین سرکار بھی شامل ہین نہ اغیار فقط
بوسے دیکر دل مضطر کو ذرا بہلا لو — کوئی دن ہین نہین بس یہی دو چار فقط
اہل طاعت کو تو مغرور عبادت پایا — قابل رحم ہین رندان قدح خوار فقط
زاہد شہر بھی ہے عازم جنت کیا خوب — ہم تو سنتے تھے کہ جائینگے گنہگار فقط

وصل کی فکر سے فارغ ہین نصیحت والے | منع الفت کے لیئے ہین مرے غمخوار فقط
مین بگڑتا ہون تو یون کہہ کے منا لیتے ہین | جان نثارون مین ہے توفیق وفادار فقط

دیگر

خطر ہی جان و دل و دین کا راہ الفت مین | خدا کرے یہ گذر جائے کاروان محفوظ
بجائے بلبل شیدا کے خاک اُڑتی ہی | نہ گل رہا نہ چمن اور نہ باغبان محفوظ
بجز فسانۂ غم اور وہ بھی خاص اپنا | نہ کوئی یاد ہے قصہ نہ داستان محفوظ
چمن کی قدر ہے یارب اسکے ناتوان سے | رہے بہار مین بلبل کا آشیان محفوظ
وہان سزائے عمل یان ہجوم غم توفیق | نہ رستگار یہان ہین نہ ہم وہان محفوظ

دیگر

نہ تمھین قدر محبت نہ مجھے وضع کا پاس | میرے اسرار پہ تف آپکے انکار پہ تف
زال مکارۂ دنیا نے ہزارون پھانسے | پر جو ہین مرد وہ کرتے نہین مردار پہ تف
نہ بقا اسکو ہے توفیق نہ اسکو ہے قرار | یان کے آرام پہ لعنت ہے اور آزار پہ تف

دیگر

رہتا ہی مجھسے دست و بغل آجکل فراق | آرام الوداع شکیبائی الفراق
مضمون سے کام کسکو ہے معنی سے کسکو بحث | ہر شعر میرا درد ہے اور ہر غزل فراق
ہم اپنے آپ اشک کو برسائے جائینگے | شاید کبھی وصال کا دے ہمکو پھل فراق
توفیق ہم جو کرتے ہین شکوہ فراق کا | ترک عرب نژاد یہ کہتا ہے ما آفراق

وہ مانیں یا نہ مانیں ہمیں اختیار کیا دیگر اپنا اگر ہے زور تو حسن بیان تلک
گلچین سے چشم داشت نہ صیاد سے امید بلبل ہے اس چمن میں فقط باغبان تلک

دیگر

ہم چلے راہ جنون میں سر و سامان سے الگ تار دامن سے جدا چاک گریبان سے الگ
خلفِ عشق کو ملتی نہیں جاداد سلف دشت فرہاد ہی مجنون کے بیابان سے الگ
اُنکے دروازے پہ ٹھہرا ہوں تو یوں کہتے ہیں شوق سے آپ فروکش ہوں مگر یان سے الگ
تیری یکتائی کے دعوی میں نہیں دخل دلیل حجت عقل سے ہی دور تو برہان سے الگ
نہیں ممکن تیرے اوصاف محبت توفیق تجھ میں جو بات ہی وہ عالم امکان سے الگ

دیگر

ہر زبان کو ہے جداگانہ ترے نام کا ورد فتنہ پرداز جفا دوست ستمگر قاتل
دیکھیے جسکو وہ تلوار لیئے پھرتا ہے ایک سے ایک ہے بیرحم فزون تر قاتل
مار ڈالا ہے مجھے انکی وفاداری نے تیرے مقتول جفا بھی ہیں ستمگر قاتل

دیگر

نو فغان میں اور نو فریاد ہم رحم کے قابل ہیں اے صیاد ہم
کوئی ویرانی سے ویرانی ہوئی مہربان اب ہو چکے آزاد ہم
کھینچتے ہیں صفحۂ دل پر شبیہ قابل بیعت ہیں اے بہزاد ہم
دین سے مطلب نہ کچھ دنیا سے کام آج کل ہیں کس قدر آزاد ہم

کچھ نہیں کھلتا کہ ہے مفہوم کیا
ہین عجب مضمونِ نواحباب وہم

دیگر

کمال عشق سے وہ اقتدار رکھتے ہین
کہ جس پہ مرتے ہین ہم اسکو مار رکھتے ہین
ہمارا دل بھی کوئی جنس بے بہا ٹھہرا
اٹھا اٹھا کے جو وہ بار بار رکھتے ہین
ہمین تو عشق نے مجبور ہی سدا رکھا
آہی کون ہین جو اختیار رکھتے ہین

دیگر

کہتے ہین سب یہ ہی مکار بنا لیتے ہین
چشم نم دیدۂ خونبار بنا لیتے ہین
بے غرض ملنے تو جاتے ہین پہ رتے ڈرتے
باتین مطلب کی بھی دو چار بنا لیتے ہین
بزم عشاق مین کہتے ہین کہ کیونکر جاؤن
باتون باتون مین یہ عیار بنا لیتے ہین
دیکھ بد مست مجھے مار کے ٹھوکر بولے
ہم تو مستون کو بھی ہشیار بنا لیتے ہین
کیا کمینے ہین یہ عشاق کہ معشوقون کو
ظلم سہہ سہہ کے ستمگار بنا لیتے ہین
کام ہو جائے تو پھر بات نہ پوچھین توفیق
اپنے مطلب کو جو سرکار بنا لیتے ہین

دیگر

کہان کمال محبت کہان عدو کی ذات
برا نہ مانو تو ہم ایک دو سوال کرین
تمام عمر مصیبت مین مبتلا رکھا
سیاہ دل سے نہو جو یہ مہ جمال کرین

دیگر

ہم اپنے ضبط کے قائل ہین قتل ہار تو دو
بتو خدا کی قسم تمکو بات مار تو دو

اگر نہ رحم کے لایق ہو میری بیچینی
خوشی سے داد ستم ہائے روزگار تو دو

یہ خوب بات ہے یہ بھی عزیز وہ بھی عزیز
اگر نہ مرہم دل دو دل فگار تو دو

دل حزین سے رہائی کے ہم نہین طالب
ذرا شکنج سر زلف کو سنوار تو دو

تمھارے منع محبت کو مین نے مان لیا
مگر مجھے دل مضطر پہ اختیار تو دو

کہون وہ بات جو الہام سے ہے ہمدوش
پھر اپنی بزم محبت مین اعتبار تو دو

دیگر

کیا بات ہے یہ دیدۂ خونبار سچ تو کہہ
دریا سے بحث ابر سے تکرار سچ تو کہہ

تیرا ہے لطف خاص کہ میرا ہجوم یاس
وجہ امیدواری اغیار سچ تو کہہ

اے جذب شوق فرش ہے دل دیدہ وقف راہ
کیا چل چکا ہے نامہ بریار سچ تو کہہ

توفیق حال کچھ ہے ترا اور قال کچھ
نا معتبر ہین کیا ترے اشعار سچ تو کہہ

دیگر

کعبہ سے تا بہ دیر کلیسا سے تا کنشت
پایا تجھی کو یار جہانتک نظر گئی

بس اب معاف دعوت اغیار کیجئے
غم کھاتے کھاتے اپنی طبیعت تو بھر گئی

دیگر

ہائے رے ضعف کہ مجھ تک بس ایام دراز
منزلین کرکے ہزار دل مری طاقت آئی

اب خدا خیر کرے آج وہ یون کہتا تھا
دیکھئے پھر مرے بیمار پہ رنگت آئی

دیگر

نہ ہوش دین کے باقی رہے نہ دنیا کے — تری نگاہ مصیبت کا سامنا ٹھہری
یہاں تو رنج مین گزری کبھی قلق مین کٹی — مسافران عدم وان کہو کہ کیا ٹھہری
یہ ناتوان ہون کہ پھرتی ہوئی گلی سے تری — میری نگاہ بھی سو بار جا بجا ٹھہری

دیگر

منائین گے دل بیمار کو جفا کے لئے — وفا تو اب کہین ملتی نہین دوا کے لئے
یہ فتنے ایک ہین با ہم کہ زلف یار نے رات — جو دل پسند کیا خود تو جان قضا کے لئے
گلہ کیا تو کس انداز سے بگڑ کے کہا — کہ تمنے رنج سہے اپنے مدعا کے لئے

دیگر

وہ تو ہی کہنے کی اے کاش مجھسے خو کرتے — کسی طرح سے تو آغاز گفتگو کرتے
ہوا جو وصل میسر تو یہ ہوئی حسرت — کوئی دن اور ابھی مشق آرزو کرتے
نہ زہد خشک سے توفیق کام نکلا خاک — شراب ہوتی تو پیدا کچھ آبرو کرتے

والاجاہ مرحوم نے اپنے عقب مین حسب ذیل اولاد چھوڑی
(۱) سید نور الحسن خان طیب (المخاطب بہ رضی الدولہ نظام الملک) (۲) سید علی حسن خان طاہر مؤلف کتاب ہذا (المخاطب بہ صفی الدولہ حسام الملک)
(۳) صفیہ جہان بیگم مرحومہ۔

فہرست کتب مؤلفۂ والاجاہ مرحوم

نمبر شمار	نمبر ردیف وار	حرف الالف میزان کل ۲۹	فن	زبان	نام مطبع	کیفیت
۱	۱	الاکسیر فی اصول التفسیر	اصول تفسیر	فارسی	نظامی کانپور	۱۲۹۰
۲	۲	افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ	ناسخ ومنسوخ	”	”	۱۲۸۸
۳	۳	احیاء المیت بذکر مناقب اہل البیت	منقبت	عربی	قلمی	
۴	۴	ایضاح المحجۃ للعمرۃ والحجہ	بیان مناسک حج	اردو	بھوپال	
۵	۵	الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء	بیان عرش	”	”	
۶	۶	الانتقاد الرجیح فی شرح الاعتقاد الصحیح	عقائد	عربی	لکھنو	
۷	۷	ادامۃ السکر باقامۃ الصبر والشکر	بیان صبر وشکر	اردو	آگرہ	
۸	۸	اکلیل الکرامۃ فی تبیان مقاصد الامامۃ	امامت	عربی	بھوپال	۱۲۹۴
۹	۹	اقتراب الساعۃ	علامات قیامت	اردو	آگرہ	بنام فرزند کلاں میر نور الحسن خاں صاحب مرحوم
۱۰	۱۰	الاذاعۃ لما کان ویکون بین یدی الساعۃ	آثار قیامت	عربی	بھوپال	
۱۱	۱۱	القاء المنن بالقاء المحن	واقعات ذاتی	اردو	”	
۱۲	۱۲	ابجد العلوم ۳ حصہ	بیان علوم وفنون تراجم علما	عربی	صدیقی	۱۲۹۵
۱۳	۱۳	اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین	تراجم علما	فارسی	کانپور	۱۲۸۸

کیفیت	نام مطبع	زبان	فن	حرف الالف	نمبر وار ردیف	نمبر شمار
بنام فرزند صغیر علی حسن خان صاحب دام مجدہ	قسطنطنیہ	عربی	بیان اجتہاد و تقلید	الاقلید لادلۃ الاجتہاد والتقلید	۱۴	۱۴
	بھوپال	اردو	عقائد	اخلاص التوحید للحمید المجید	۱۵	۱۵
۱۳۰۵	″	″	″	اخلاد الفواد الی توحید رب العباد	۱۶	۱۶
۱۳۰۵	آگرہ بھوپال	″	″	الانفکاک عن مراسم الاشراک	۱۷	۱۷
	″	″	دینیات	ایقاظ النیام لصلۃ الارحام	۱۸	۱۸
	″	″	احوال قیامت	ایقاظ الرقود باھوال الیوم الموعود	۱۹	۱۹
	″	″	دینیات	اختیار السعادۃ بایثار العلم علی العبادۃ	۲۰	۲۰
	″	″	″	اسعاد العباد بحقوق الوالدین والاولاد	۲۱	۲۱
	کانپور	فارسی	عقائد	الادراک فی تخریج احادیث رد الاشراک	۲۲	۲۲
۱۲۸۴	بھوپال	عربی	چہل حدیث	اربعون حدیثا فی فضائل الحج والعمرہ	۲۳	۲۳
	″	اردو	بیان ایام مبارک	اتباع السنۃ فی جملۃ ایام السنۃ	۲۴	۲۴
	آگرہ	″	ذکر خیر و شر	اعلام البشر بوجوہ الخیر والشر	۲۵	۲۵
	قلمی	عربی	ادب	انشاء عربی	۲۶	۲۶
	″	فارسی	دینیات	اسولۂ اجوبۂ پشاور	۲۷	۲۷
	بھوپال	عربی	احادیث	اربعون حدیثا متواترۃ	۲۸	۲۸
			اعمال و وظائف	الداء والدواء	۲۹	۲۹

حرف الباء الموحدہ ۔ میزان ۱۳

نمبر شمار	نمبر حرف الیاء	حرف الباء الموحدہ	فن	زبان	نام مطبع	کیفیت
۳۰	۱	برگ سبز	بیان بیعت	فارسی	قلمی	
۳۱	۲	البنیان المرصوص من بیان ایجاز الفقہ المنصوص	فقہ حدیث	"	بھوپال	بنام فرزند شہیر علی حسن خاں صاحب دام مجدہ
۳۲	۳	بردالاکباد شرح قصیدۂ بانت سعاد	ادب	"	قلمی	
۳۳	۴	البلغۃ الی اصول اللغۃ	عربی	"	قسطنطنیہ	
۳۴	۵	بدور الاہلہ من ربط المسائل بالادلہ	فقہ حدیث	"	بھوپال شاہجہانی	۱۲۹۸ھ
۳۵	۶	بشارۃ الفساق	بیان کبائر ذنوب	اردو	آگرہ سعید عام	۱۳۰۷
۳۶	۷	بذل المنفعۃ لایضاح الارکان الاربعہ	دینیات	"	"	
۳۷	۸	بلوغ السول من اقضیۃ الرسول	"	فارسی	لکھنو	
۳۸	۹	بغیۃ القاری فی ثلاثیات البخاری	حدیث	اردو	"	
۳۹	۱۰	بغیۃ الرائد فی شرح العقائد	عقائد	فارسی	بھوپال	۱۲۸۸
۴۰	۱۱	بلوغ العلی لمعرفۃ الحلی	حلیہ آنحضرت صلعم	اردو	"	
۴۱	۱۲	بذل الحیات لحسن الممات	دینیات	"	آگرہ	
۴۲	۱۳	بشنوید	نصائح	فارسی	قلمی	

حرف التاء میزان ۳۳

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف التاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۴۳	۱	تحفۃ الصائمین	دینیات	اردو	قلمی	
۴۴	۲	تحفۂ فقیر در ذکر قہوہ و چاء	بیان چاء و قہوہ	فارسی	بھوپال	
۴۵	۳	ترجمۂ شرعۃ الاسلام	عقائد	۔	قلمی	
۴۶	۴	التفکیک عن انحاء التشریک	؍؍	اردو	بھوپال	۱۳۰۵
۴۷	۵	تکحیل العیون بتعاریف العلوم والفنون	متفرقات	عربی	قلمی	
۴۸	۶	ترجمان القرآن بلطائف البیان	تفسیر	اردو	بھوپال	※
۴۹	۷	تقویۃ الایقان بشرح حدیث حلاوۃ الایمان	دینیات	؍؍	آگرہ	۱۳۰۷
۵۰	۸	تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار	تراجم صوفیہ	فارسی	بھوپال	شاہجہانی
۵۱	۹	تصریف الریاح ترجمۂ مراح الارواح	صرف	؍؍	لکھنؤ	
۵۲	۱۰	التاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخر والاول	تراجم علماء	عربی	بھوپال	بمبئی ۱۲۸۳ [illegible]
۵۳	۱۱	ترجمان وہابیہ	تاریخ	اردو	آگرہ	

※ سورۂ فاتحہ سے تا سورۂ کہف اور دو پارہ آخر یعنی ۱۷ پارہ کی تفسیر والاجاہ مرحوم نے لکھی باقی ۱۳ پارہ کا تکملہ سورۂ مریم سے لیکر سورۂ تحریم تک آٹھ حصے استاذی مولانا مولوی سید ذوالفقار احمد صاحب مرحوم نے تحریر فرمائے

نمبر شمار	نمبر ردیف وار	حرف التاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۵۴	۱۲	تفریح الکروب بالتوبۃ عن الذنوب	اخلاق	اردو	بھوپال	
۵۵	۱۳	تکمیل الکل تفسیر الفاتحہ واربع قل	تفسیر	//	آگرہ	
۵۶	۱۴	تسلیۃ المصاب	دینیات	//	//	
۵۷	۱۵	تبشیر العاصی بتکفیر المعاصی	//	//	//	
۵۸	۱۶	تعلیم الایمان	عقائد	//	بھوپال	
۵۹	۱۷	تعلیم الصلوۃ	فقہ	//	//	
۶۰	۱۸	تعلیم الزکوۃ	//	//	//	
۶۱	۱۹	تعلیم الحج	//	//	//	
۶۲	۲۰	تعلیم الصیام	//	//	//	
۶۳	۲۱	تعلیم الذکر والدعاء	ادعیۂ وظائف	//	//	
۶۴	۲۲	تحریم الخمر والزناء واللواطۃ والمعازف والعشق	دینیات	//	//	
۶۵	۲۳	تتمیمۃ الصبی فی ترجمۃ الاربعین من احادیث النبی	حدیث	//	•	
۶۶	۲۴	تذہیب شرح تہذیب	منطق	عربی	قلمی	
۶۷	۲۵	توضیع المعاصی	دینیات	اردو	آگرہ	

نمبر شمار	نمبر ردیف وار	حرف التاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۶۸	۲۶	تطہیر الثوب بقبول التوب	دینیات	اردو	بھوپال	
۶۹	۲۷	تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنی عشر	مناقب اہلبیت	〃	〃	
۷۰	۲۸	تکریم المومنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین	مناقب صحابہ	〃	〃	
۷۱	۲۹	تحصیل الکمال بالخصال الموجبۃ للظلال	دینیات	〃	آگرہ	
۷۲	۳۰	توفیق الباری لترجمۃ الادب المفرد للبخاری	حدیث	〃	〃	
۷۳	۳۱	توزیع العباد الی الدرجات فی یوم المعاد	دینیات	〃		
۷۴	۳۲	توزیع المعاصی والطبقات الی انماء الدرکات والدرجات	〃	〃	〃	
۷۵	۳۳	تخریج الوصایا من خبایا الزوایا	وصایا	عربی	مصر	بنام فرزند مہتر میر علی حسن خان الطاہر دام مجدہ

حرف الثاء المثلثہ- میزان (۱)

نمبر شمار	نمبر ردیف وار	حرف الثاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۷۶	۱	تمامۃ التنکیت فی شرح اثبات التثبیت	برزخ	فارسی	بھوپال	

حرف الجیم- میزان (۴)

نمبر شمار	نمبر ردیف وار	حرف الجیم	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۷۷	۱	جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعہ	مناقب ائمۂ اربعہ	فارسی	آگرہ (مفیدعام)	۱۳۰۰ھ

نمبر شمار	نمبر حرف	حرف الجیم	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۷۸	۲	جامع السعادات ترجمۂ منبہات ابن حجرؒ	حدیث	اردو	قلمی	
۷۹	۳	الجنہ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنہ	اتباع سنت	عربی	بھوپال	
۸۰	۴	الجوائز والصلات من جمیع الاسامی والصفات	عقائد	″	فاروقی دہلی	بنام فرزند کلان میر نور الحسن خان صاحب مرحوم

حرف الحاء المہملہ - میزان (۱۲)

نمبر شمار	نمبر حرف	کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۸۱	۱	حث الانسان علی ما یوجب دخول الجنان	ذکر جنت	اردو	آگرہ	
۸۲	۲	حصول المامول من علم الاصول	اصول فقہ	عربی	لکھنؤ قسطنطنیہ	تلخیص ہے ارشاد الفحول مولفہ امام شوکانی کی
۸۳	۳	حسن المساعی الی اصلاح الرعیۃ والراعی	سیاست	اردو	بھوپال	
۸۴	۴	الحرز المکنون من لفظ المعصوم المامون	حدیث	عربی	″	۱۲۹۰
۸۵	۵	حسن الاسوہ بما ثبت من اللہ ورسولہ فی النسوہ	حرمت نسا	″	قسطنطنیہ	٭
۸۶	۶	حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	احوال قیامت	فارسی	لکھنؤ	۱۲۹۱
۸۷	۷	حل الاسئلۃ المشکلہ	مسائل متفرقہ	″	″	
۸۸	۸	حل سوالات مشکلہ	″	″	نظامی کانپور	۱۲۸۹
۸۹	۹	حدیث الغاشیہ عن الفتن الخالیہ والفاشیہ	تاریخ	اردو	بھوپال	بنام میر عبدالعلی خان مرحوم

٭ اسکا ترجمہ حسب الحکم رئیسۂ عالیہ خلد مکان استاذی مولانا مولوی ذوالفقار احمد صاحب مرحوم نے اردو مین کیا اور اسکا نام مرأت النسوان رکھا۔

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف الحاء المہملہ	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۹۰	۱۰	حضرات التجلی من نفحات التجلی و التخلی	عقائد	عربی	بھوپال	۱۲۹۸
۹۱	۱۱	الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ	بطور کشکول	"	کانپور	
۹۲	۱۲	خطیرۃ القدس و ذخیرۃ الانس	"	فارسی	بھوپال صدیقی	۱۲۹۷

حرف الخاء المعجمۃ میزان (۴)

نمبر شمار	نمبر ردیف	عنوان	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۹۳	۱	خیر القرین ترجمۂ اربعین	حدیث	اردو	قلمی	
۹۴	۲	خیرۃ الخیرۃ	تصوف	"	آگرہ نفید عام	۱۳۰۴
۹۵	۳	خبیئۃ الاکوان فی افتراق الامم علی المذاہب والادیان	مذاہب مختلفہ	عربی	کانپور و قسطنطنیہ	
۹۶	۴	خلق الانسان صدیقہ (نک ف	تفسیر	اردو عربی	آگرہ نولکشور لکھنؤ	۱۲۷۷

المعروف باردو القرآن

حرف دال المہملہ میزان (۷)

نمبر شمار	نمبر ردیف	عنوان	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۹۷	۱	دلیل الطالب علی ارجح المطالب	متفرق مسائل	فارسی	بھوپال	
۹۸	۲	دعوۃ الداعی الی ایثار الاتباع علی الابتداع	عقائد	اردو	"	۱۳۰۵
۹۹	۳	دواء القلب القاسی بتذکیر الموت لناسی	دینیات	"	آگرہ	
۱۰۰	۴	دعایۃ الایمان الی توحید الرحمان	عقائد	"	"	

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف دال المہملہ	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۰۱	۵	الدین الخالص دو حصہ	عقائد	عربی	احمدی	دو جلد
۱۰۲	۶	دعوۃ الحق	عقائد	اردو	بھوپال	
۱۰۳	۷	الدر المنضود فی ذکر المہدی الموعود		"	قلمی	

حرف ذال المعجمہ میزان (۱)

نمبر شمار	نمبر ردیف	کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۰۴	۱	ذخر المحتی من آداب المفتی	آداب فقہ	عربی	بھوپال	

حرف الرای المہملہ میزان (۱۱)

نمبر شمار	نمبر ردیف	کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۰۵	۱	الرحمۃ المہداۃ الی من یرید زیادۃ العلم علی احادیث المشکوۃ	حدیث	عربی	دہلی	
۱۰۶	۲	الروضۃ الندیہ شرح الدرر البہیہ	فقہ حدیث	"	مصطفائی لکھنؤ	۱۲۹۶ھ
۱۰۷	۳	ریاض المرتاض و غیاض العرباض	تصوف	فارسی	بھوپال شاہجہانی	۱۲۹۷
۱۰۸	۴	الروض الخضیب من تزکیۃ القلب المنیب	متفرقات	"	آگرہ سفیر عجی	۱۲۹۸
۱۰۹	۵	ربیع الادب	ادب	عربی	قلمی	
۱۱۰	۶	رفوا الحرفۃ بشرف الحرفہ	بیان پیشہ و حرفہ	اردو	بھوپال	

نمبر شمار	نمبر الیف	حرف الراے	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۱۱	۷	روزمرۂ اسلام	عبادات	اردو	آگرہ	
۱۱۲	۸	رحلت الصدیق الی بیت العتیق	سفرنامۂ حج	عربی	علوی	
۱۱۳	۹	ریاض الجنۃ فی تراجم اہل السنۃ	تراجم	〃		
۱۱۴	۱۰	رفع الالتباس عن مسائل اللباس	بیان لباس	اردو	بھوپال	
۱۱۵	۱۱	الروض البسام من ترجمۃ بلوغ المرام	حدیث	عربی	فاروقی دہلی	بنام فرزند کلان میر نورالحسن خان مرحوم

حرف الزاے معجمہ میزان (۱)

نمبر شمار	نمبر الیف	نام کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۱۶	۱	زیادۃ الایمان باعمال الجنان	دینیات	اردو	آگرہ نسخۂ	۷ ؍ ۱۲

حرف السین المہملہ میزان (۸)

نمبر شمار	نمبر الیف	نام کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۱۷	۱	السحاب المرکوم فی بیان انواع الفنون والعلوم	بیان علوم وفنون	عربی	قلمی	یہ ایک حصہ ہے ابجد النجوم کا۔
۱۱۸	۲	السراج الوہاج فی شرح مختصر صحیح مسلم بن الحجاج	حدیث	عربی	بھوپال	در دو مجلد کلاں
۱۱۹	۳	سبیل الرشاد لما یحتاج الیہ العباد	مسائل	اردو	آگرہ نسخۂ ۲	۷ ؍ ۱۳۰۰
۱۲۰	۴	السیف المسلول علی من سب الرسول	دینیات	〃	قلمی	

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف السین	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۲۱	۵	سعة المجال الی ناکحل عن الارزاق والاموال	فقہ حدیث	اردو	بھوپال	
۱۲۲	۶	سائق العباد	دینیات	//	//	
۱۲۳	۷	سلسلة العسجد فی ذکر مشائخ السند	اصول حدیث	فارسی	// شاہجہانی	۱۲۹۳
۱۲۴	۸	سُرّ من رای [1]	بطور کشکول	//	قلمی	

حرف الشین ۔ میزان (۲)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف الشین	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۲۵	۱	تذکرۂ شمع انجمن	کلام شعرا	فارسی	بھوپال	
۱۲۶	۲	الشمامة العنبریہ فی مولد خیر البریہ	بیان مولد شریف	اردو	//	

حرف الصاد المہملہ میزان (۴)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف الصاد	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۲۷	۱	صلاح ذات البین ببیان مالزوجین	حقوق زوجین	اردو	آگرہ	

[1] یہ کتاب بحر النفائس مؤلفہ شیخ احمد شروانی مولف نفحة الیمن کا انتخاب ہے جو بطور کشکول دو مجلد مین تھی ۔ اس کتاب مین والاجاہ مرحوم نے وہ خطوط بھی جو علمائے معاصر نے مؤلف نفحة الیمن کے نام تحریر کئے تھے شامل کر کے تین جلدین مرتب کین اور ان تینون جلدون کا دیباچہ خود لکھا جلد اول مین خطوط مولف نفحة الیمن بنام علماء معاصرین شامل ہین دوسری جلد مین خطوط علماء عرب و یمن بنام مولف نفحة الیمن ہین تیسری جلد مین وہ خطوط ہین جو علماء ہند نے مولف نفحة الیمن کے خطوط کے جواب مین لکھے تھے ۔ یہ تینون مجلدات علم ادب کا ایک بے نظیر مجموعہ ہین ۔

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف الصاد	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۲۸	۲	صدق الجالی ذکر الخوف والرجا	دینیات	اردو	آگرہ (مفید عام)	۴ ۔ ۱۳۰۱
۱۲۹	۳	صافیہ شرح کافیہ	صرف	فارسی	قلمی	
۱۳۰	۴	تذکرۂ صبح گلشن	تذکرۃ الشعرا	"	بھوپال	بنام فرزند اصغر میر علی حسن خان دام مجدہ

حرف الضاد المعجمہ میزان (۳)

نمبر شمار	نمبر ردیف	کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۳۱	۱	ضالۃ الناشد الغریب من بشری الکئیب فی شرح المنظوم المسمی بتانیس الغریب۔	بیان برزخ	فارسی	بھوپال	
۱۳۲	۲	ضوء الشمس	دینیات	اردو	آگرہ (سعید المطابع)	۵ ۔ ۱۳۰۱
۱۳۳	۳	ضیافۃ الاخوان قیافۃ الانسان	علم قیافہ	"	"	

حرف الطاء میزان (۳)

نمبر شمار	نمبر ردیف	کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۳۴	۱	طراز العمرہ فی الحجۃ والعمرہ	دینیات	اردو	آگرہ	۱ ۔ ۱۳۰۱
۱۳۵	۲	الطریق المثلی فی ارشاد الی ترک التقلید واتباع ما ھو الاولی	ترک تقلید	عربی	قسطنطنیہ	بنام فرزندگان میر فرزند الحسن خان مرحوم
۱۳۶	۳	طلائع المقدور من مطالع الدھور	تاریخ	اردو	بھوپال	بنام فرزند اصغر میر علی حسن خان دام مجدہ

حرف الظاء - میزان (۱)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف الظاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۳۷	۱	ظفر اللاضی بما یجب فی القضا علی القاضی	آداب القضا	عربی	بھوپال	

حرف العین - میزان (۹)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف العین	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۳۸	۱	عین الیقین ترجمۂ العین لامام غزالیؒ	دینیات	اردو	دہلی مصطفائی	۱۲۷۳
۱۳۹	۲	عرف الجادی من جنان ہدی الہادی	فقہ حدیث	فارسی	بھوپال	بنام فرزند کلان میر نور الحسن خان مرحوم
۱۴۰	۳	عمارۃ الاوقات بلطائف العبادات مع بیان الدرجات والدرکات	وظائف	اردو	لکھنو و بھوپال	
۱۴۱	۴	عاقبۃ المتقین	دینیات	"	آگرہ	۱۳۰۷
۱۴۲	۵	عقیدۃ السنی	عقائد	"	بھوپال مفید عام	
۱۴۳	۶	عشرۂ کاملہ	دینیات	"	آگرہ	
۱۴۴	۷	العلم الخفاق من علم الاشتقاق	ادب	عربی	بھوپال و قسطنطنیہ	
۱۴۵	۸	عون الباری لحل ادلۃ البخاری	حدیث	"	مصر قاہرہ	یہ کتاب مختصر بخاری تالیف شرجی کی شرح ہے
۱۴۶	۹	العبرہ بما جاء فی الغزو والشہادۃ والہجرۃ	"	"	بھوپال شاہجہانی	۱۲۹۴

حرف الغین معجمہ میزان (۴)

نمبر شمار	نمبر حروف	حرف الغین	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۴۷	۱	غضل لبان الموق بحسنات البیان	ادب	عربی	قسطنطنیہ بھوپال	
۱۴۸	۲	غنیۃ القاری فی ترجمہ ثلاثیات البخاری	حدیث	اردو	لاہور	
۱۴۹	۳	غراس الجنۃ	دینیات	"	آگرہ	
۱۵۰	۴	الغنۃ بہ بشارۃ الجنۃ لاہل السنہ	"	عربی	مصر	بنام فرزند کلان میر نور الحسن خان مرحوم

حرف الفاء میزان (۱۱)

نمبر شمار	نمبر حروف	حرف الفاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۵۱	۱	فتح البیان فی مقاصد القرآن بر حاشیہ تفسیر ابن کثیر	تفسیر	عربی	مصر بھوپال	
۱۵۲	۲	فتح العلام لشرح بلوغ المرام	حدیث	"	مصر	۲ مجلد بنام فرزند کلان میر نور الحسن خان مرحوم
۱۵۳	۳	فتح المغیث بفقہ الحدیث	فقہ حدیث	اردو	بھوپال	ترجمہ در بہیہ مولفہ امام شوکانی رحمہ
۱۵۴	۴	فتح الباب لعقائد اولی الالباب	عقائد	"	آگرہ	
۱۵۵	۵	فتح الخلاق لطائف المنن والاخلاق	اخلاق	"	"	یہ کتاب منن الکبری الشعرانی کا مختصر ترجمہ ہے
۱۵۶	۶	فلاح السرایا فی اصلاح الراعی والرعایا	سیاست	"	"	
۱۵۷	۷	الفرع النامی من اصل السامی	انساب	فارسی	بھوپال صدیقی	۱۳۰۱

نمبر شمار	نمبر حروف	حرف الفاء	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۵۸	۸	فتاوی امام المتقین				
۱۵۹	۹	فتنۃ الانسان من لقاء ابناء الزمان	دینیات	اردو	بھوپال	
۱۶۰	۱۰	فصل الخطاب فی فضل الکتاب	فضائل قرآن	"	آگرہ	
۱۶۱	۱۱	فضائل الحج والعمرہ	حدیث		بھوپال	

حرف القاف - میزان (۱۰)

نمبر شمار	نمبر حروف	حرف القاف	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۶۲	۱	قول ثابت	دینیات		قلمی	
۱۶۳	۲	قول الحق	"		"	
۱۶۴	۳	قضیۃ المقدور علی فتنۃ القبور	برزخ	اردو	بھوپال	
۱۶۵	۴	قوارع الانسان	عقائد	"	آگرہ	
۱۶۶	۵	قسطاس الاذہان فی شرح المیزان	صرف	"	قلمی	
۱۶۷	۶	قواطع البشر	دینیات	"	آگرہ	
۱۶۸	۷	قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر	عقائد	عربی	کانپور	
۱۶۹	۸	قصد السبیل الی ذم الکلام والتاویل	"	"	بھوپال	
۱۷۰	۹	قضاء الارب من مسئلۃ النسب	فقہ	"	کانپور	
۱۷۱	۱۰	قطع الاوصال ترجمۂ قصر الآمال		عربی بنگالی	قلمی	

حرف الکاف۔ میزان (۸)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف الکاف	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۷۲	۱	کشف الالتباس عما وسوس الخناس	ردّ شیعہ	اردو	بھوپال	
۱۷۳	۲	کلمۃ الحق		فارسی	//	
۱۷۴	۳	کشف الغمہ عن افتراق الامہ	تاریخ	اردو	//	
۱۷۵	۴	کشف اللثام عن غربتہ الاسلام	دینیات	//	آگرہ	
۱۷۶	۵	کشف الستر عن وجہۃ الذکر والفکر			//	۵۔ ۱۳۰
۱۷۷	۶	کشف الکربہ عن اہل الغربہ	حدیث	//	[illegible]	۷۔ ۱۳۰
۱۷۸	۷	کلمۃ العنبریہ فی مدح خیر البریہ	قصیدہ	عربی	قلمی	
۱۷۹	۸	دیوان گل رعنا	مجموعۂ غزلیات فارسی و اردو		بھوپال	

حرف اللام۔ میزان (۵)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف اللام	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۸۰	۱	لف القماط علی تصحیح بعض ما استعملہ العامۃ من المعرب والمولد	اللغۃ	عربی	بھوپال	
		والدخیل والاغلاط	لغت	عربی	بھوپال	
۱۸۱	۲	لقطۃ العجلان مما تمس الی معرفۃ حاجۃ الانسان	متفرقات	//	کانپور و قسطنطنیہ	

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف اللام	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۸۲	۳	لسان العرفان	تصوف	اردو	آگرہ	۱۳۰۴ھ
۱۸۳	۴	اللواء المعقود لتوحید الرب المعبود	عقائد	"	بھوپال	۱۳۰۶ھ
۱۸۴	۵	اللتیا والتی	اخلاق زنان	"	بنارس	

حرف المیم میزان (۲۲)

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف المیم	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۸۵	۱	مسک الختام شرح بلوغ المرام	حدیث	فارسی	لکھنؤ	در ۲ مجلد
۱۸۶	۲	مکارم الاخلاق	تفسیر	اردو	صدیقی بھوپال	1283
۱۸۷	۳	الموعظة الحسنة بما یخطب فی شهور السنة	مجموعہ خطب	عربی	بھوپال و مصر	
۱۸۸	۴	موائد العوائد من عیون الاخبار والفوائد	کشکول	فارسی	بھوپال صدیقی	1298
۱۸۹	۵	ملاک السعادة فی افراد اللہ تعالی بالعبادة	عقائد	اردو	"	۱۳۰۶
۱۹۰	۶	منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول	اصول حدیث		"	
۱۹۱	۷	مثیر ساکن الغرام الی روضات دار السلام	بیان جنت	عربی	کانپور*	
۱۹۲	۸	المنہل العذب الصافی شرح منہج البیان الشافی	عروض	فارسی	قلمی	
۱۹۲	۹	محاسن الاعمال	دینیات	اردو	آگرہ	

* یہ کتاب حادی الارواح الی بلاد الافراح مولفہ حافظ ابن القیم کی تلخیص ہے۔

نمبر شمار	نمبر ردیف	حرف المیم	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۱۹۴	۱۰	محو الحوبہ بایثار الاستغفار والتوبہ	دینیات	اردو	آگرہ	
۱۹۵	۱۱	المعتقد المنتقد	عقائد	"	دہلی	
۱۹۶	۱۲	المقالۃ الفصیحہ فی الوصیۃ والنصیحہ	وصایا	فارسی	آگرہ	
۱۹۷	۱۳	المغنم البارد للصادر والوارد	مجموعۂ رباعیات	"	بھوپال	۱۲۹۹
۱۹۸	۱۴	مقالات الاحسان فی مقامات العرفان	تصوف	اردو	"	※
۱۹۹	۱۵	المقتصر المختصر فی حسن الظن للمحتضر		"	"	
۲۰۰	۱۶	مراتع الغزلان فی تذکار ادباء الزمان				
۲۰۱	۱۷	منتخب زاد المتقین للشیخ عبد الحق دہلوی	دینیات		قلمی	
۲۰۲	۱۸	رسالہ منجیات و مہلکات	"	اردو		
۲۰۳	۱۹	منہاج العبید الی معراج التوحید	عقائد			
۲۰۴	۲۰	مراد المرید فی اخلاص التوحید	"			
۲۰۵	۲۱	منتخب نفح العود فی ایام الشریف محمود				
۲۰۶	۲۲	معجب فی نحو المغرب				

حرف النون ۔ میزان (۱۰)

※ ترجمہ فتوح الغیب مؤلفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ یہ کتاب والاجاہ مرحوم کی آخری تالیف ہے۔

نمبر شمار	نمبر تعریف	حرف النون	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۲۰۷	۱	نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام	تفسیر	عربی	علوی	
۲۰۸	۲	نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعیة والاذکار	فقہ	"	قسطنطنیہ	۱۳۰۱ھ
۲۰۹	۳	نفح الطیب من ذکر المنزل والحبیب	غزلیات وقطعات	فارسی	آگرہ	
۲۱۰	۴	نشوة السکران من صہباء تذکار الغزلان	ادب	عربی	قسطنطنیہ بھوپال	
۲۱۱	۵	نیل الامانی شرح مختصر الشوکانی	فقہ حدیث		قلمی	
۲۱۲	۶	نصب الذریعة الی تعدید علوم الشریعہ	ذکر علوم شرعیہ		آگرہ	
۲۱۳	۷	النہج المقبول من شرائع الرسول	"	فارسی	بھوپال	بنام فرزند کلاں میر نورالحسن خاں مرحوم
۲۱۴	۸	النذیر العریان من درکات النیران	بیان دوزخ	اردو	آگرہ	
۲۱۵	۹	نگارستان سخن	تذکرۂ شعراء	فارسی	بھوپال	"
۲۱۶	۱۰	النصح السدید لوجوب التوحید	عقائد	اردو		۱۳۰۶ھ

حرف الواؤ میزان (۳)

نمبر شمار	نمبر تعریف	حرف الواؤ	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۲۱۷	۱	الوشی المرقوم فی بیان احوال العلوم المنثور منہا والمنظوم		عربی	بھوپال	یہ ابجد العلوم کا دوسرا حصہ ہے
۲۱۸	۲	وسیلة النجات لاداء الصلوٰة والصوم والحج والزکات	دینیات	اردو	آگرہ	

نمبر شمار	نمبر حروف	حرف الواؤ	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۲۱۹	۳	وصیت نامۂ ابوفا	وصایا	اردو		

حرف الہا - میزان (۲)

نمبر شمار	نمبر حروف	نام کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۲۲۰	۱	ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل	دینیات	فارسی	شاہجہانی بھوپال	۱۸۹۷
۲۲۱	۲	ہادی القلب السلیم الی درجات جنات النعیم	بیان جنت	اردو	آگرہ	

حرف الیاء المثنات - میزان (۱)

نمبر شمار	نمبر حروف	نام کتاب	فن	زبان	مطبع	کیفیت
۲۲۲	۱	یقظۃ اولی الاعتبار فیما ورد من ذکر النار واہل النار	بیان دوزخ	عربی	شاہجہانی بھوپال	۱۸۹۴

یہ تمام مؤلفات خرد وکلان والاجاہ مرحوم عربی وفارسی اور اردو کی کل ملاکر دوسو بائیس ۲۲۲ کتابین ہین اگر وہ مسائل جو دلیل الطالب اور ہدایت السائل مین شامل ہین اور اُن مین کوئی ایک جزو کا رسالہ ہے اور کوئی ڈیڑھ جزو کا رسالہ ہے جُدا جُدا تصور کیے جائین تو انکی تعداد مل کر کل تالیفات قریبا تین سو کتابون کے ہوتی ہین چنانچہ اسی بنا پر دلیل الطالب کے ہر ایک مسئلہ کا ایک علیحدہ مستقل نام رکھا گیا ہے۔ فقط

تالیفات مؤلف مآثر صدیقی

تعلیم الاسلام

مشہور رسالہ درۃ العباسیہ کا اردو
سلیس عام فہم ترجمہ جسکو مصر کے فاضل
سید محمد آفندی نے بحکم وزیر سررشتہ تعلیمات
مصر تالیف کیا اور اس کو خدیو معظم
عباس علمی پاشا کے نام نامی پر معنون
کیا اس کتاب مین عقائد اسلام کی تعلیم
سوال و جواب کے پیرایہ مین دیگئی ہے
مصر اور ہندوستان کے مدارس مین
داخل نصاب ہے کاغذ لکھائی چھپائی
نہایت عمدہ قیمت ۸؍

نظام خانہ داری

خانہ داری کے ابتدائی اصول خانگی
مجلس، اسراف بخل کفایت شعاری،
حسن سلوک، میان بیوی کے تعلقات
حقوق زوجیت، بیجا رسوم وغیرہ وغیرہ
ضروری مضامین بیان کیے گئے ہین
قیمت ۳؍

اسلام اور فلسفہ عبادات

یہ کتاب عنوانات ذیل پر مشتملہ ہے ہندوستان
مین آقریب بہ ذرہ کشائی کے متعلق لوگون
کا خیال، عبادات اسلامی کے فوائد قانون
قدرت سمجھنے مین لوگونکا غلطی کرنا انسان
اور خدا سے روح کا تعلق نماز کے فوائد
احکام قومی ترقیون کا راز وغیرہ وغیرہ قیمت ۲؍

اس کتاب مین تمام مہمات مسائل کو
آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور مستند
دلائل سے بڑی جامعیت کے ساتھ
سوال و جواب کے پیرایہ مین اس انداز
سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک معمولی سمجھ کا
آدمی بخوبی سمجھ لے اور اسکا دل مطمئن
ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو اس قرن
کی انوکھی تصنیف کہی جاسکتی ہے جیسا کہ
وکیل اخبار مطبوعہ سنہ ۱۹۱۰ء وغیرہ نے
لکھا ہے یہی وہ کتاب ہے جسمین یہ ثابت
کر دیا گیا ہے کہ مذاہب موجودہ مین صرف
مذہب اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو
بالکل عقل و فطرت کے موافق ہے اور
ہر طرح کی مادی اور روحانی ترقیون کا
سرچشمہ ہے اسکا مطالعہ ہر شخص کے لئے
خصوصاً گریجویٹ اور طلباے مدارس
کے لئے نہایت ضروری ہے منشی رحمت اللہ
صاحب رعد کے نامی پریس مین نہایت
اہتمام سے یوری فنش کاغذ پر چھپی ہے
قیمت غیر مجلد عہ مجلد سے

ضروری مسائل

ضروری مسائل کی تعلیم طلباے مدارس
کے لئے بیحد مفید ہے قیمت ا؍

المدنیت فی الاسلام

اس کتاب مین آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ساز و سامان دنیا اور دنیاوی ترقی کو تفصیل اور زبردست دلیلون سے ثابت کیا گیا ہے اور تمام مسلمانون کو اسلامی احکام سے سیدھا راستہ شخصی اور قومی ترقی کا بتلا دیا گیا ہے عبارت سادہ سلیس اور عام فہم ہے قیمت ۱۲؎

[illegible]

جسکو اسلام کے سچے اور پاک جذبات کی اپنی آنکھون سے زندہ تصویر دیکھنی ہو اور سچے مسلمان کی سیرت و خصلت سے آگاہ ہونا ہو وہ اس کتاب کو دیکھے اس کتاب کے تمام مضامین ایسے پُر درد اور پُر جوش لہجہ مین بطریق وعظ و نصیحت بیان کئے گئے ہین کہ پڑھکر دل پر مقناطیسی اثر پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۶؎

[illegible]

مولانا محمد حسن صاحب مرحوم بلگرامی متوطن نیوتنی کی مشہور تالیف ہے جو نظم و نثر فارسی کے بادشاہ تھے یہ وہ بےمثل کتاب ہے کہ جس کے پڑھنے سے آدمی بلا محنت ناظم و ناثر اور وقائع نگار فارسی بن سکتا ہے قیمت ۸؎

خرمن گل

فارسی کا مشہور دیوان قیمت ۴؎

نالۂ دل

اُردو کا بےمثل دیوان قیمت ۴؎

[illegible]

نواب صفی الدولہ حسام الملک ابو نصر میر محمد علی حسن خان صاحب کا پُر زور لکچر اپنے عہدہ آنریری ڈائرکٹری سررشتہ تعلیمات ریاست بھوپال کے زمانہ مین ایک خاص تعلیمی جلسہ کے موقع پر دیا قیمت ۳؎

نواب صاحب موصوف کا فصیح و بلیغ لکچر جو ندوۃ العلماء کے چوتھے سالانہ اجلاس مین دیا قیمت ۲؎

ماثر صدیقی

حصۂ اول اس حصہ مین ذکر نسب والا جاہی تا آنحضرت صلعم بہ تفصیل ہے۔ قسم اوّل قسم دوم

حصۂ دوم ذکر اکتساب علوم و فنون بشرح اسما اساتذہ درج ہے۔ قسم اوّل قسم دوم

حصۂ سوم ملازمت ریاست بھوپال و اعزاز بحصول خطاب نوابی و نظام مملکت و دیگر حالات ریاست پر مشتمل ہے قسم اوّل قسم دوم

حصۂ چہارم خدمات علوم دینیہ و تالیفات و تصنیفات پر مشتمل ہے۔ قسم اوّل قسم دوم

حصۂ پنجم ذکر اولاد و احفاد والا جاہی مرقوم ہے قسم اوّل قسم دوم

حصۂ ششم نقول اسناد منجانب گورنمنٹ و والیان ملک قسم اوّل قسم دوم

المشتہر

سید کلیم احمد ندوی منیجر شبلی بک ڈپو بھوپال ہاؤس نمبر ۲ لال باغ لکھنؤ